بیمن تبرک اللہ خیر الموفقین تعالیٰ

كتاب مستطاب

معیار الکلام

مصنفہ

حضرت علامہ الحاج مولانا محمد عبد القدیر صاحب صدیقی قادری دامت برکاتہ

صدر شعبۂ دینیات کلیۂ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

حسب فرمایش

جناب ڈاکٹر ظہیر الدین صاحب و جناب قاضی محمد عبد القادر صاحب صدیقی

پروفیسران کلیۂ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

باہتمام

سید مظہر علی شوکت قادری

[illegible]

قیمت [illegible]

فہرست مضامین الکلام معیار علم

هو القدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وصلی اللہ علی نبیہ ومصطفاہ

دیباچہ

کلام بےمعنے تن بیجان ہے معنیٰ نامرغوب بالفاظ خوب حبشیۂ زرین پوش ہے
دعویٰ بلا دلیل شاہ بے سپاہ ہے۔ دلائل واہیہ فیل بزدل ہے۔
تطویل کلام تعظیم عظام۔ اعجاب تمام تجہیل کرام سب لاحاصل۔ شوکت کلمات کثرت استعارات سب بے فائدہ۔ جاہلوں کی واہ واہ سے کیا ہوتا ہے۔ نقاد پرکھیگا سرہ کو ناسرہ سے جدا کریگا۔ دعاوی باطل ودلائل لاطائل نہ مانے گئے ہیں۔ نہ ماننے جائیں گے
کلام کی صحت استدلال کی قوت علوم ذیل پر مبنی ہے :۔
(۱) علم مناظرہ۔ (۲) اصول حدیث۔ (۳) علم منطق۔ (۴) اصول الفقہ (۵) اصول التاویل۔ میں نے ان میں سے چند ضروری مسائل کو جن کے بغیر کام نہیں چلتا ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ ان کے ساتھ کلیات فقہ و اصول کلیات قانون و امثال و حکم بھی لکھدئے ہیں تاکہ پورا فائدہ ہو۔ پھر منطق جدید و قدیم اور دونوں کے اصطلاحات بھی لکھدئے ہیں تاکہ دونوں فریق ایک دوسرے کے خیالات سے واقف ہوسکیں پھر ان علوم کے تمام مسائل کو ترتیب طبعی کے موافق لکھے ہیں جس سے ایک فن کی

صورت پیدا ہوگئی ہے۔ نیز جہاں جہاں خدائے تعالیٰ نے انکشافات عطا کئے ہیں وہاں نئے نئے اصطلاحات بھی قائم کئے ہیں۔ جو مسئلہ مجھے واضح طور پر حق معلوم ہوا۔ وہاں جمہور کی بھی مخالفت کی ہے۔ ساتھ ایک تختہ دیا ہے جس سے مسائل کی پیوستگی و ربط معلوم ہوتا ہے۔ اس رسالہ کا نام میں نے معیار الکلام رکھا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اگر لوگوں نے اس کو مفید مانا تو ایک مفصل مکمل کتاب تیار کر دی جائے گی

وَمَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ۔

چونکہ یہ کام نیا ہے ممکن ہے کہ اس میں غلطیاں بھی ہوں۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ میری غلطیوں پر متنبہ کرے یا کوئی مفید مشورہ دے تو شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا کیونکہ میں بشر ہوں اور بہ شر ہوں وما ابرئ نفسی عصمت پیغمبر کی صفت ہے نہ مجھ جیسے گنہگار کی۔ رحم اللہ امرءً اھدی الیّ عیوبی۔

فقیر

محمد عبد القدیر صدیقی قادری

شعبۂ دینیات کلیۂ جامعہ عثمانیہ

هوالقدیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دعویٰ

مدعی | بعض دفعہ اس امر کی تمیز مشکل ہوتی ہے کہ متخاصمین میں سے کون مدعی ہے اور کون نفی کرنے والا ہے۔

متخاصمین میں سے کوئی بھی اپنے قول کا ثبوت نہ دے تو جس کا نقصان ہوتا ہے وہی مدعی ہے اور اسی کے ذمہ بارِ ثبوت ہے۔

خصم | مدعی کے مقابل خصم ہوتا ہے۔

مدعی اپنے دعوی کے ثبوت کا ذمہ دار ہے یا اسکو صرف نقل کر دیتا ہے۔

ناقل | صرف نقل کرنے والے کو ناقل کہتے ہیں۔

چونکہ ہر ایک شخص ہر ایک مسئلہ کی تحقیق اور اس کا ثبوت نہیں دیکھتا۔ اس لئے ماہرِ فن کا قول نقل کر دینا بمقلد اور دوسرے پر اعتماد کرنیوالے کے لئے کافی سمجھا گیا ہے۔ نقل کی صورت میں خصم کو تصحیحِ نقل کے طلب کا حق پیدا ہو جاتا ہے۔

ناقل کا فرض ہے کہ وہ کتاب پیش کر دے جس میں یہ قول ہے یا ماہرِ فن کا بیان دکھائے۔

مثبت | اگر مدعی اثباتِ دعوی کا ذمہ لیتا ہے تو وہ مثبت ہے۔

مثبت کے مقابل خصم کو منع کا حق ہے یعنے طلبِ دلیل کا

اثبات کئی طرح سے ہوتا ہے۔

(۱) بذریعہ (مشاہدات)۔ (۲) بذریعہ (روایت)۔ (۳) بذریعہ (شہادت)

(۴) بذریعہ (درایت)۔

(۱) مشاہدہ

انسان عالم خارجی و ذہنی میں فقط صحیح مشاہدہ اور تجربہ سے علم صحیح حاصل کر سکتا ہے۔

مشاہدہ کسی واقعہ یا حادثہ کو حالت ظہور میں خود دیکھنا۔

اختبار حادثہ کو خاص قرینوں میں بہ تغیر عوارض ترتیب دیکر نتیجہ کو مشاہدہ کرنا جس موقع پر کہ علت معلوم ہو معلول معلوم نہ ہو تو اختبار مشاہدہ سے مفید تر ہے۔ اگر معلول معلوم ہو اور اس کی علت دریافت کرنی ہو تو مشاہدہ ہی کام آتا ہے جبتک مشاہدہ کی تصدیق اختبار نہ کرے وہ اطمینان بخش نہیں ہوتا۔

جن علوم میں صرف مشاہدہ کام آتا ہے اور ان میں اختبار ممکن نہیں۔ وہ اطمینان بخش بھی نہیں ہوتے۔ ہزاروں سال کے مشاہدہ سے چند ساعتوں کا اختبار بہتر ہوتا ہے۔

مشاہدہ کے سلسلہ میں امور ذیل ہوتے ہیں۔

(۱) افراد کا مشاہدہ۔

(۲) ان میں سے ہر ایک کی تحصیل۔ ان کے خواص و لوازم و عوارض کا علم

(۳) بہ مقابلہ مابہ الاشتراک یعنے امور مشترکہ کو مابہ الامتیاز سے جدا کرنا۔

(۴) مرکبات کے لئے الفاظ وضع کرنا۔

(۵) مرکبات کے اجزاء کی تفصیل کرنا۔

مشاہدات دو قسم کے ہیں

(۱) محسوسات۔ (۲) وجدانیات۔

ا۔ محسوسات جو حواس ظاہری سے ادراک کئے جائیں۔ اور وہ۔

(۱) مبصرات جو نظر آتے ہیں۔

(۲) مسموعات جو سنے جاتے ہیں۔

(۳) مشمومات۔ جو سونگھے جاتے ہیں۔

(۴) مذوقات جو چکھے جاتے ہیں۔

(۵) ملموسات جو چھوئے جاتے ہیں۔

۲۔ وجدانیات | جو حس باطن سے مدرک ہوں۔

روایت

روایت میں امور ذیل قابل توجہ ہیں۔

(۱) راوی۔ (۲) اقسام خبر یا سنت۔ (۳) باعتبار تعین۔ (۴) باعتبار صحت و ضعف

(۵) اتصال و انقطاع۔ (۶) طعن در حدیث (۷) جرح و تعدیل۔

راوی | راوی میں صفات ذیل ہوں۔

(۱) عقل۔ (۲) ضبط۔ (۳) عدالت۔ (۴) اسلام۔ امور دینیہ میں۔

عقل | راوی بالغ صحیح العقل ہو۔ اگر قبل بلوغ واقعہ کا مشاہدہ کرے اور بعد بلوغ ادا کرے تو یہ بھی درست ہے۔ شرع نے عقل کا معیار بلوغ ٹھیرایا ہے۔

ضبط | راوی کا غور سے سننا۔ یاد رکھنا۔ پوری طرح ادا کرنا۔

عدالت | راوی کا متقی۔ بامروت۔ صادق القول ہونا۔

اسلام | راوی کا خدا اور رسول پر ایمان اجمالی رکھنا۔

اقسام خبر (حدیث و سنت) | خبر سنت۔ حدیث۔ یہ تینوں لفظ تقریباً ایک ہیں۔

خبر کی تین قسمیں ہیں۔ قولی۔ فعلی۔ تقریری۔

قولی | حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا۔

فعلی | حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا

تقریری | جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا۔ اور آپ نے اس کو برقرار رکھا۔

باعتبار یقین و عدم یقین | متواتر جس کو ہر زمانہ میں اس قدر لوگوں نے روایت کیا ہو کہ عقل ان کے کذب کو باور نہ کرے۔ حدیثِ متواتر موجب یقین ہے
آحاد | جس کی روایت حد تواتر کو نہ پہنچے۔ خبرِ آحاد موجب ظن ہے۔
خبر آحاد کی حسب ذیل قسمیں ہیں:
(۱) مشہور۔ (۲) عزیز۔ (۳) غریب۔
۱۔ مشہور یا مستفیض | جس کو ہر زمانہ میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کیا ہو۔
۲۔ عزیز | جس کو ہر زمانہ میں دو راویوں نے روایت کیا ہو۔
۳۔ غریب | جس کی روایت کسی زمانہ میں ایک ہی راوی سے ہو۔
باعتبار صحت و ضعف | حدیث کی بہ اعتبار صحت و ضعف کے تین قسمیں ہیں:۔
(۱) صحیح۔ (۲) حسن۔ (۳) ضعیف۔
۱۔ صحیح | جس کی سند مصنف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلسل ہو۔ راوی میں پورے شرائط ہوں۔ ایسی حدیث کو صحیح لذاتہٖ کہتے ہیں۔ اگر کچھ قصور رہ۔ اور کثرت طرق سے وہ نقصان پورا ہو جائے تو وہ صحیح لغیرہٖ ہے۔
۲۔ حسن | صحیح کی نسبت راوی میں شرائط کی کمی ہو۔ اور دوسرے طرق سے اس کا تکملہ نہ ہو۔
۳۔ ضعیف | جس کے راوی میں شرطوں میں سے کوئی مفقود ہو۔
باعتبار عیب کے احادیث حسب ذیل ہیں۔
موضوع | جس کا راوی جھوٹا ہو۔ (۲) متروک: جس کا راوی متہم بہ کذب ہو۔
(۳) منکر: جس کا راوی غلطی کرنیوالا یا غافل یا کثیر الوہم یا فاسق یا بدعتی ہو۔
(۴) معروف: منکر کے مقابل۔
(۵) شاذ: وہ جو معتمد راویوں کے خلاف ہو۔

اتصال وانقطاع | مرفوع۔ جو روایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلسل پہنچے۔ اور جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل و تقریر مذکور ہو۔

موقوف | جو صحابی کا قول ہو۔

مقطوع | جو تابعی کا قول ہو۔

معلق | ابتداء سے ایک راوی ساقط ہو۔

مرسل | جس میں صحابی کا نام چھوٹ جائے۔

معضل | جس میں دو راوی ساقط ہوں۔

منقطع | جس میں ایک راوی ساقط ہو۔

امام ابوحنیفہؒ کے پاس مرسل حدیث بھی قابل استناد ہے۔

حدیث مطعون | حدیثِ مطعون کی اقسام حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) مخالفِ کتاب اللہ۔ (۲) سنتِ مشہورہ کے خلاف۔ (۳) حادثۂ مشہورہ کے خلاف۔ (۴) راوی نے بعد روایت اس پر عمل نہ کیا ہو۔

جرح وتعدیل | مزکی یعنے جرح و تعدیل کرنیوالا۔ عالم عادل منصف۔ اور غیر متعصب

الفاظ تعدیل۔ حجت۔ ثقہ۔ حافظ۔ ضابط ہیں۔

اس سے کم درجہ کے لفظ، مامون۔ صدوق۔ لا بأس۔ لا حرج۔ صالح۔ شیخ۔ حسن الحدیث۔ ہیں۔

الفاظ جرح، کذاب۔ دجال۔ وضاع۔

اس سے کم، ساقط۔ واہی۔ متروک۔ لاشئ۔ ضعیف۔ منکر الحدیث۔

تعارض جرح وتعدیل | جرح و تعدیل میں علماء اختلاف کریں تو جرح مبین تعدیل سے مقدم سمجھی جائے گی۔

بعض کے پاس جرح مطلق کو بھی تعدیل پر ترجیح ہے

شہادۃ گواہی | شہادت دو طرح کی ہے۔ (۱) شرعی۔ (۲) قانونی۔

شہادت شرعی میں امور ذیل قابل توجہ ہیں۔

(۱) شہادت کی تعریف۔ (۲) نصاب۔ (۳) طریقۂ شہادت۔ (۴) طلب شاہد۔ (۵) شرائطِ شہادت۔ (۶) مطابقتِ شہادت بدعویٰ۔ (۷) اختلافِ شہود (۸) تزکیۂ شہود۔ (۹) رجوعِ شہود۔ (۱۰) تواتر۔ (۱۱) حجتِ تحریری۔ (۱۲) قرینۂ قاطعہ۔ (۱۳) ترجیح شہود۔ (۱۴) حکمِ ظاہر۔ (۱۵) بارِ ثبوت۔

شہادت | شہادت بلفظ اشہد باللہ عدالت میں ہوتی ہے۔

نصابِ شہادت | (۱) زنا میں چار مرد۔ (۲) دیگر حدود و قصاص میں دو مرد۔

(۳) حقوق میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں۔

(۴) اور ایسے امر میں کہ مردوں کو اس کی اطلاع نہیں ہوتی ایک عورت بھی کافی ہے جیسے ولادت۔

طریقہ شہادت | شاہد کو ضرور ہے کہ معائنہ کیا ہو۔ اور اشہد کہے۔

اندھے کی گواہی مبصرات میں ناقابل قبول ہے۔

سنی سنائی شہادت قابل قبول نہیں۔

جائداد غیر منقولہ میں حدود بیان کرے یا بتادے تو کافی ہے۔

قبالہ میں جو حدود بیان ہوتے ہیں ان کا حوالہ دینا بھی کافی ہے۔

شرط شہادت | محسوس کے خلاف شہادت مقبول نہیں۔

متواتر کے خلاف شہادت مقبول نہیں۔

نفی محض گواہی نہیں ہوسکتی۔

اگر احتمال ہے کہ گواہی سے مضرت سے محفوظ رہے گا یا منفعت حاصل ہوگا تو وہ گواہی مقبول نہیں جیسے شریک۔ ماں۔ باپ گواہ مریح دشمن نہ ہو۔

شہادت کسی شخص کی اپنے کام پر مقبول نہیں۔

گواہ عادل ہوں۔ کمینے۔ رذیل۔ بدمعاش۔ بے مروت نہ ہوں۔ اتہام کرنے میں سزا یافتہ نہ ہوں۔

مطابقت شہادت بدعویٰ | ضرورت ہے کہ شہادت دعویٰ کے مطابق ہو۔

ضرور ہے اتفاق شاہدین لفظ و معنی میں ہو۔

مرادف لفظ کا استعمال منع نہیں ہے۔

زمان یا مکان یا مقدار یا رنگ میں اختلاف مانع قبولِ شہادت ہے۔

مہر کا اختلاف اصل نکاح کو باطل نہیں کر سکتا۔

کوئی فعل کئی وقتوں میں "کئی مقاموں میں" ہو سکتا ہے تو اختلاف قابل تاویل ہے۔

حلف شاہد | مدعا علیہ شاہد کا حلف طلب کرے تو حاکم حلف دے سکتا ہے۔

تزکیۂ شاہد | حاکم کو چاہئے کہ مدعا علیہ طلب کرے تو شاہد کے چال چلن کو دریافت کرے

حاکم کو چاہئے کہ حدود و قصاص میں خود شاہد کے چال و چلن سے واقفیت حاصل کرے۔

رجوع از شہادت | قبل فیصلہ شاہد شہادت سے پلٹ جائے تو اگر نصاب شہادت باقی رہے تو فیصلہ کیا جائے گا۔ ورنہ نہیں مگر شاہد کاذب کو سزا دیجائے گی۔

فیصلہ کے بعد شاہد رجوع کرے تو فیصلہ باقی رکھا جائے گا۔ اور شاہد پر ضمان و تاوان آئیگا۔

تواتر | تواتر میں کوئی مقدار معین نہیں لیکن اس قدر گروہ ہو کہ عقلاً ان کا جھوٹ اتفاق کرنا متصور نہ ہو۔ تواتر سے علم یقین حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے تواتر کے خلاف گواہ نہیں لئے جائیں گے۔

حجت تحریری اسی کے خط و مہر پر حکم نہیں دیا جاسکتا۔ بجز فرامین و احکام و دفاتر سرکاری کے۔

شاہد اپنا خط دیکھکر جبتک اس کو یاد نہ آئے شہادت نہیں دے سکتا۔

صاحبین کے پاس دے سکتا ہے۔

قرینۂ قاطعہ | سنی سنائی شہادت ناقابل قبول ہے بجز نسب۔ موت۔ نکاح۔ دخول اور ولایتِ قاضی کے۔

شاہد فرع | اصل شاہد کی شہادت ناممکن یا دشوار ہو تو شاہدِ فرع کی شہادت درست ہوسکتی ہے۔

ترجیح شہادت | ایک شخص مالکِ مستقل اور دوسرا شریک ہونیکا مدعی ہے تو مدعی بالاستقلال کے گواہ مرجح ہیں۔ دونوں مالک بالاستقلال ہونے کے مدعی ہیں اور یہ دونوں نے شہادت پیش کی تو دونوں شریک ہوں گے۔ ان میں سے ایک شہادت پیش کرنے سے قاصر ہوگیا تو شہادت پیش کرنے والا مستقل مالک ہے۔

دعوے ملک مطلق میں کہ تاریخ معلوم نہ ہو خارج کے گواہ مرجح ہونگے۔

ملک مقید میں جس میں ایسا سبب ہو کہ بار بار پیدا نہیں ہوتا ہے صاحبِ قبضہ کے گواہ مرجح ہوں گے۔

ملک کے گواہ عاریت پر"

بیع کے گواہ ہبہ پر۔

رہن کے گواہ اجارہ پر۔

اجارہ کے گواہ رہن پر مرجح ہیں۔

عاریت میں گواہ مطلق، مقید پر مرجح ہیں۔ حادث و قدیم ہونے کے گواہوں میں حادث ہونے کے گواہ مقدم ہیں۔ مدعی زیادت کے گواہ مقدم ہیں۔

شہادت قانونی | قانونی شہادت میں امورِ ذیل قابلِ توجہ ہیں۔
(۱) شہادت اور اس کے اقسام (۲) اقسامِ واقعات۔ (۳) بارِ ثبوت۔
(۴) اقسامِ قیاسات۔ (۵) امورِ مسلمہ قانون۔ (۶) امورِ قابلِ دخال و اخراج شہادت۔ (۷) مقدار یا نصاب شہادت۔ (۸) چند اصول شہادت۔

شہادت | ایک ایسا امر ہے جس کا اثر اور میلان اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ حاکم کی رائے کا رجحان کسی واقعہ کے اثبات یا سلب کے متعلق پیدا ہو جائے۔

امورِ ذیل سے جو اہل واقعات تنقیحی یا واقعہ متعلقہ کے متعلق ہوں شہادت ہوتی ہے۔

ا۔ شہادتِ مادی:۔ وہ مواد اور موقع جن کا معائنہ عدالت کرے یا بحکمِ عدالت کیا جائے۔

ب۔ شہادتِ دستاویزی:۔ وہ دستاویزات، جو عدالت کے ملاحظہ کیلئے پیش کئے جائیں۔

ج۔ شہادتِ شخصی یا زبانی:۔ جو کسی عدالت کے روبرو یا بحکم یا باجازت عدالت قلمبند کئے جائیں۔ شہادتِ مادی کو دستاویزی پر۔ دستاویزی کو زبانی پر ترجیح ہے۔

عمل در آمد اشخاص ان کے الفاظ سے زیادہ معتبر ہے
شہادت:۔ علت۔ وسیلہ ہے۔ اور ثبوت:۔ معلوم و نتیجہ۔

اقسامِ شہادت | اقسامِ واقعات بہ اعتبارِ رجحان۔
کسی واقعہ کے وجود کے متعلق حاکم کی رائے کا اثباتی رجحان ہو جانے تو وہ واقعہ ثبت ہے۔
عدم کے متعلق رجحان ہو تو واقعہ مستردہ ہے۔

وجود و عدم دونوں کی طرف رجحان نہ ہو تو واقعہ غیر مشتبہ ہے۔
واقعہ تنقیحی ـ غیر مقصود بالذات مگر رائے پر اثر ڈالنے والا واقعہ ہوتا ہے۔
بارِ ثبوت ـ جب کوئی شخص کسی امر کے وجود کو بیان کرتا ہو اور فریق ثانی انکار کرتا ہو تو مثبت پر بارِ ثبوت ہوگا۔ اگر منکر نے اقبال کیا ہو تو منکر ہو تو منکر کو تردید واقعہ کرنا پڑیگا۔
قیاس ـ قیاس، کسی واقعہ مثبتہ یا منفیہ کے متعلق رجحان ذہن ہے جسکی صحت پر عمل کرسکیں۔ بشرطیکہ کافی شہادت اس کے خلاف نہ ہو۔

قیاس دو قسم کے ہیں

(۱) قانونی۔ (۲) واقعاتی

۱۔ قیاس قانونی ـ وہ قیاس ہے جو اصل انصاف و قانون فطرت اور تجربہ عقلاً پر مبنی ہو۔ اور جس کو قانون نے صاف طور پر وقعت دی ہو۔
۲۔ قیاس واقعاتی ـ جو واقعات کے خصوصیات سے پیدا ہو اور ایسے قیاس کے قائم کرنے کا حاکم کو اختیار دیا گیا ہو۔ قیاس واقعاتی کو قانونی کے برابر وقعت نہیں دیجائے گی۔

قیاس قانونی کے دو قسمیں ہیں۔ قطعی۔ غیر قطعی

۱۔ قیاس قانونی قطعی ـ وہ دو واقعات کہ عام طور پر متلازم ہوں۔ اور بغرض مصلحت عامہ اس کے خلاف شہادت دینے کی اجازت نہیں دی گئی۔
قیاس قانونی غیر قطعی ـ وہ قیاس قانونی جن کو قانون نے اغلب ہونے کی وجہ سے قائم کیا ہو۔ اس کے خلاف فریق مخالف پر بارِ ثبوت آتا ہے قانون اجرائے تقریر مخالف کے تردید کی اجازت نہیں دیتا۔
مسلمۂ قانون ـ چند امور عام طور پر سرکاری یا علمی طور پر ثابت ہیں۔ تو عدالت

ان کا ثبوت تسلیم کر لیتی ہے۔ مگر شدید ضرورت پر ان کے اثبات کا بھی حکم دے سکتی ہے۔

امور قابل ادخال و اخراج شہادت

امورِ قابلِ ادخالِ شہادت | اہم و مفید تر شہادت کو عدالت ادخال کی اجازت دیتی ہے۔ اور وہ اقبال۔ بیانات اور اظہارات ہیں۔

امورِ ناقابلِ ادخالِ شہادت | ناقص شہادت کو عدالت ناقابلِ ادخالِ شہادت سمجھتی ہے۔

مقدارِ شہادت | واقعاتِ مسلمہ عدالت یا فریقین کے اثبات کی ضرورت نہیں کوئی خاص تعداد گواہوں کی تعین نہیں۔ ثبوت دستخط کاتب دستاویز و تکمیل دستاویز جن پر گواہی ہونی قانونی طور پر ضروری ہو لازمی ہے۔

اصول کلیہ شہادت | بار ثبوت ہر دعوی میں ہر اس شخص پر ہوتا ہے کہ طرفین سے متعلق شہادت کے نہ گزرنے کی صورت میں جس کا نقصان ہوتا ہے۔

ہر خاص واقعہ کی نسبت بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو عدالت کو اس کا وجود باور کرانا چاہتا ہو۔ اور اس حال میں کہ قانوناً حکم ہو کہ اس واقعہ کے ثبوت کا داخل کرنا فلاں شخص کے ذمہ ہے۔ خاص قسم کے واقعات کی صورت میں عدالت ایک ایسا قیاس قائم کرے گی کہ جس سے یہ فرض کیا جائے گا کہ جب چند خاص واقعات ثابت ہو جائیں تو چند واقعات کافی طور پر ثابت ہوں گے۔

شہادت زبانی | بالواسطہ ہونی چاہئے نہ کہ سُنی سُنائی۔

شہادت منقولی | بابتہ مضامین مندرجہ دستاویز صرف اس صورت میں دی جا سکتی ہے جبکہ شہادت اصلی درست نہ ہو سکے۔ یا عدالت کے حکمنامہ کی رسائی سے باہر ہو۔ شہادت صرف ان واقعات کی نسبت گزرنی چاہئے جن سے امور تنقیح طلب پر کچھ اثر ہو۔

صرف اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی شہادت داخل کرنی چاہئے۔
سُنے سنائے بیانات کوئی شہادت نہیں۔
برتاؤ سب سے بہتر بینۂ اشیاء کا مثبت ہے۔
پیشہ کی نسبت پیشہ ور کی شہادت قابل قبول ہے۔
ہر قیاس قانونی مرتکب فعل ناجائز کے مضر ہوگا۔
قیاس کیا جائے گا کہ تمام افعال بالکل جائز اور درست طور پر کئے گئے ہیں
کوئی معاملہ مابین دو شخصوں کے شخص ثالث کے حق میں مضر نہ ہوگا۔
عملدرآمد اشخاص ان کے الفاظ سے زیادہ معتبر ہے۔
دستاویز کو معتبر گواہ کے بیان پر ترجیح ہے۔

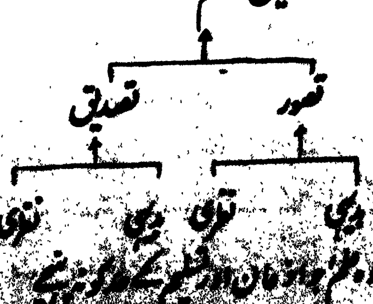
متن | روایت و شہادت کے بعد اصل دعویٰ۔ یا متن۔ کلام و کلمہ سے بحث ہے۔

اصل یا متن۔ مفرد ہے یا جملہ

پس ہم کو تصورات اور قضایا سے بھی بحث کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ مباحث تعریفات اور قیاسات و استدلال کے ابحاث میں مفید ثابت ہوں گے۔

مفردات علم کی دو قسمیں ہیں

۱۔ تصور۔ (۲) تصدیق۔ علم۔



(۱) تصور۔ علم جو اذعان و تسلیم کے بغیر پہنچے
(۲) تصدیق۔ علم جو اذعان و تسلیم کے ساتھ ہو۔

تصور و تصدیق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بدیہی۔ (۲) نظری۔

(۱) بدیہی۔ یا ضروری ایسا واضح علم جس میں غور و فکر کی ضرورت نہیں۔

(۲) نظری۔ یا کسبی یا فکری۔ وہ علم جس میں غور و فکر کی ضرورت ہو۔

نظر یا فکر: کسی نامعلوم و مجہول کے حاصل کرنے کے لئے اپنے معلومات کی طرف رجوع کرنا۔ مناسب معلومات کو انتخاب کرنا ان میں مناسب ترتیب دیکر مجہول کو پہنچ جانا اور اس کو دریافت کرنا۔

دلالت: ایک شئے کا اس طرح ہونا کہ اس کے علم سے ایک دوسری شئے کا علم ہوجائے

دال: پہلی شئے کو

مدلول دوسری شئے کو کہتے ہیں

دلالت

لفظی — غیر لفظی

لفظی: وضعی، طبعی، عقلی

غیر لفظی: وضعی، طبعی، عقلی

وضعی: مطابقی، تضمنی، التزامی

دلالت کی پہلی تقسیم: لفظی و غیر لفظی۔ لفظی جس میں لفظ دال ہو۔ جیسے لفظ زید۔ ایک ذات پر دلالت کرتا ہے۔

غیر لفظی۔ جس میں لفظ کے سوائے کوئی اور شئے دال ہو۔

دلالت کی دوسری تقسیم۔ طبعی (عقلی۔ وضعی)

طبعی۔ جس میں دال کا پیدا ہونا طبیعت اور نیچر کا اقتضا ہو لفظی طبعی جیسے "اُخ اُخ" کی آواز سینے کے بلغم پر دلالت کرتی ہے۔ اور غیر لفظی طبعی رنگ کی سرخی غصہ پر۔

عقلی۔ جس میں دلالت کا ذریعہ عقل ہو۔ جیسے ہم نے پس دیوار پکارنے کی آواز سنی تو آواز کی دلالت پکارنے والے پر لفظی عقلی ہوگی۔ یا دھوئیں کی دلالت آگ پر دلالت غیر لفظی عقلی ہوگی۔

وضعی: کسی شخص نے کسی شئے کو کسی دوسرے شئے پر دلالت کرنے کے لئے مقرر و وضع کیا ہو۔ مثلاً۔ لفظ زید کی دلالت ذات۔ زید پر لفظی وضعی ہے۔ اور نقش و خط کی دلالت ان کے مخصوص معنوں پر غیر لفظی وضعی۔

دلالت لفظی وضعی کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مطابقی۔ (۲) تضمنی۔ (۳) التزامی۔

مطابقی | پورے لفظ کے پورے معنی پر دلالت ہے جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔

تضمنی | کل کے ضمن میں اجزا کا سمجھا جانا۔ مثلاً انسان سے صرف حیوان یا ناطق کا سمجھا جانا۔

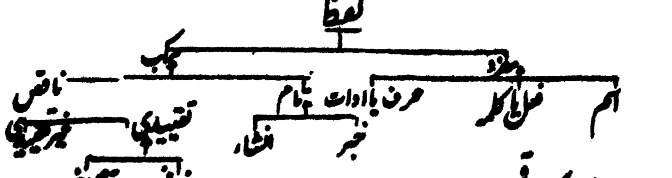
التزامی | ایک خارج از معنی شئے کا شئے کے ذہن میں آتے ہی آنا جیسے انسان کے معنے کے ساتھ قابلیت کتابت کا خیال بھی ذہن میں آنا۔

چونکہ دلالت تضمنی و التزامی مطابقی کے تابع ہیں۔ اور تابع بغیر متبوع کے نہیں پایا جاتا اس لئے

تضمنی و التزامی بغیر مطابقی کے نہیں پائے جاتے۔

مطابقہ کو تضمن و التزام لازم نہیں۔

تضمنی و التزامی باہم لازم ہیں۔



لفظ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مفرد۔ (۲) مرکب۔

مفرد: وہ لفظ جس کے جزو کی دلالت معنی کے اجزاء پر مقصود نہ ہو۔ مثلاً۔

عبداللہ ایک آدمی کا نام۔

مرکب۔ جس لفظ کے جزو کی دلالت معنے کے جزو پر مقصود ہو۔ مثلاً زید کا گھوڑا

مفرد کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) اسم۔ (۲) فعل یا کلمہ۔ (۳) حرف یا اداۃ۔

اسم | وہ لفظ ہے جس کے معنی مستقل ہوں۔ اور وہ زمانہ پر دلالت نہ کرے۔
مثلاً زید۔

فعل یا کلمہ | جس لفظ کے معنی مستقل ہوں اور زمانہ پر بھی دلالت کرے۔ مثلاً۔
آیا۔ گیا۔

فعل تین چیزوں پر دلالت کرتا ہے۔

(۱) حدث یعنے حاصل مصدر۔ (۲) نسبت بسوے زمانہ۔ (۳) نسبت
بسوے فاعل۔

مثلاً مارا فعل ہے تو وہ مار۔ زمانہ ماضی اور فاعل مثلاً زید سے تعلق پر بھی
دلالت کرتا ہے۔

حرف یا اداۃ | جو مستقل معنی پر دلالت نہ کرے لیکن اسم۔ اسم میں یا فعل و اسم میں
ربط دے مثلاً پر سے۔ اگر۔ مگر۔

مرکب | کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تام۔ (۲) ناقص۔ مرکب تام | یا جملہ پوری بات کو کہتے ہیں
مرکب تام یا جملہ سے خبر یا طلب معلوم ہوتی ہے۔
اس کو سن کر سامع کا سکوت صحیح ہوتا ہے۔
جملہ دو قسم پر ہوتا ہے۔ (۱) خبریہ۔ (۲) انشائیہ۔

خبریہ یا قضیہ | جس سے کسی واقعہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور وہ صادق یا کاذب
ہوتا ہے۔ اس کے کہنے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکتے ہیں۔
قضیہ میں تین اجزاء ہوتے ہیں۔

۱۔ مسند الیہ۔ یا محکوم علیہ یا موضوع۔
۲۔ مسند۔ یا محکوم بہ یا محمول۔
۳۔ اسناد۔ یا حکم یا نسبت خبریہ۔
(۱) موضوع جس پر کسی قسم کا حکم کیا جائے۔
(۲) محمول۔ جس کا حکم کیا جائے۔
(۳)۔ حکم۔ کسی شئے کا کسی شئے کی طرف نسبت کرنا۔
قضیہ (خبر) ایک واقعہ محکی عنہ کو قضیہ میں بیان و حکایت کیا جاتا ہے۔
جو حکایت اور نسبت محکی عنہ کے مطابق ہو وہ صادق ہے اور جو مطابق نہیں وہ کاذب۔ متعلق تصدیق او مصدق بہ بذریعہ نسبت کے واقعہ محکی عنہ ہوتا ہے۔
مثلاً زید قائم ہے۔ قضیہ ہے۔
زید۔ موضوع۔ قائم۔ محمول۔ قیام زید کا ہونا نسبت ہے۔
"زید قائم ہے" سے جو واقعہ بیان ہوتا ہے۔ وہ محکی عنہ ہے۔
اور واقعہ و نفس الامر میں زید قائم ہے۔ تو خبر یا قضیہ صادق ہے ورنہ کاذب۔
اور جو چیز بذریعہ "زید قائم ہے" کے معلوم ہو رہی ہے اور جس کی تصدیق ہو رہی ہے وہ واقعہ ہے پس واقعہ مصدق بہ یا متعلق تصدیق ہے۔
واقعہ و حکایت مجمل اور قضیہ یا خبر مفصل ہوتا ہے۔
جملہ انشائیہ جو کسی واقعہ کو بیان نہ کرے بلکہ اس سے طلب یا جذبہ معلوم ہو۔
جیسے مار۔ کیا زید نے مارا؟
مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں۔
(۱) تقییدی۔ (۲) غیر تقییدی۔
۱۔ تقییدی جس میں ایک جزو دوسرے جزو کی قید ہو۔

مرکب ناقص تقییدی کی دو قسمیں ہیں۔ اضافی۔ توصیفی۔

مرکب اضافی۔ جو مضاف و مضاف الیہ سے مرکب ہو جیسے میری کتاب

مرکب توصیفی۔ جو صفت و موصوف سے مرکب ہو جیسے اچھی کتاب۔

۲۔ مرکب غیر تقییدی جس میں قید مقید نہ ہو جیسے کتاب میں۔

مدارج علم | علم کے مختلف مدارج ہیں۔ مگر ہیں وہ تصور یا تصدیق۔

مفرد شئے کا علم مثلاً زید کا۔ مرکب غیر تام کا علم مثلاً غلام زید کا۔ جملہ انشائیہ کا مثلاً مار کو سمجھنا جملۂ خبریہ یا اس میں کی نسبت کو سمجھنا بغیر اس کے کہ ہونے یا نہ ہونے کے متعلق میلان خاطر ہو۔ بلکہ نرا خیال ہی ہو مثلاً ہم نے زید قائم ہے کو جانا اور واقعہ کے ہونے کے متعلق ہماری کوئی رائے نہ ہوئی۔ اس کو تخیل کہتے ہیں۔ پس

تخییل | نسبت خبری کو بغیر کسی رائے اور میلان خاطر کے جاننا ہے۔

وہم | کسی نسبت خبری کو بغیر قوی رائے اور میلان دل کے جاننا۔ وہم ہوگا پس

وہم | نسبت خبری کو کمزور رائے کے ساتھ جاننا ہے

شک | کسی نسبت خبری کے متعلق وجوداً یا عدماً اثباتاً یا نفیاً برابر کی رائے رکھنا شک ہے۔ یہاں تک تمام صورتیں تصور کی ہیں۔ آگے تصدیق کی سرحد ہے۔

ظن غالب | رائے کو کہتے ہیں۔

ظن کے ساتھ اس کے مخالف کا وہم رہتا ہے۔

یقین تقلیدی۔ بزرگوں کی تحقیقات کی بناء پر ان پر اعتماد کرکے یقین رکھنا۔

علم یقین۔ ذاتی تجربہ۔ تحقیق کی بناء پر یقین رکھنا جیسے اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

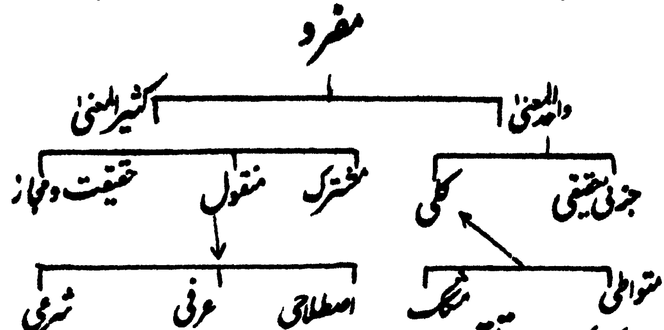
ظاہر ہے کہ علم یہاں بمعنے تصدیق کے ہے۔

اور وہ لفظ ایسے ہیں جو علم ہی سے متعلق ہیں۔

جہل مرکب۔ غلط جاننا اور اس پر یقین رکھنا۔

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند   در جہل مرکب ابد الدہر بماند

انکار۔ نسبت موجودہ کو نہ ماننا اور اس کی مخالف نسبت کا یقین کرنا۔



مفرد کی ایک دوسری تقسیم | مفرد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) واحد المعنیٰ یعنی جس کے ایک ہی معنی ہوں۔

(۲) کثیر المعنیٰ جس کے لئے کئی معنی ہوں۔

(۱) واحد المعنیٰ کے دو قسمیں ہیں۔ (۱) جزئی حقیقی۔ (۲) کلی۔

(۱) جزئی حقیقی، جو بہت سے افراد پر صادق نہ آئے۔ اور جو تعین اور ہاذیت (یہ پن) اپنے شامل ہو مثلاً زید۔

(۲) کلی۔ وہ مفہوم ہے جو بہت سے افراد پر صادق آنے سے انکار نہ کرے۔ ان بہت سوں کو جن پر کلی صادق آتی ہے اس کے افراد کہتے ہیں مثلاً انسان کلی ہے۔ زید و عمرو وغیرہ۔ اس کے افراد ہیں۔

پھر کلی کی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) متواطی۔ (۲) مشکک۔

کلی مشکک۔ وہ کلی جس کا صدق بعض افراد پر اولیٰ یا اشد ہو مثلاً کلی وجود کا مصداق واجب تعالیٰ پر بوجہ بالذات ہے اولیٰ و اقدم ہے بہ نسبت ممکن کے بر

بالعرض ہے

کلی متواطی جس کا صدق افراد پر مساوی طور پر ہو اور بعض افراد پر بہ نسبت بعض افراد کے اولیٰ واشد نہ ہو جیسے انسان۔

(۲) کثیر المعنی کے تین قسمیں ہیں۔ (۱) اشتراک۔ (۲) منقول۔ (۳) حقیقت و مجاز

(۱) مشترک۔ ایک لفظ کے کئی موضوع لہ معنیٰ ہوں۔

یعنے ہر ایک معنی کے لئے لفظ جدا جدا طور سے وضع و تعین کیا گیا ہو جیسے لفظ "عین" چشمہ، آنکھ، آفتاب، ذات، سونے، سردار، گھٹنے کے معانی کے لئے جدا جدا وضع کیا گیا ہے۔

(۲) منقول۔ لفظ پہلے ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ پھر دوسرے معنیٰ میں مستعمل یا موضوع ہوا ور معنی اول متروک ہو گیا ہو جیسے کوفتہ = کوٹا ہوا۔ اب گول کباب کا نام ہے۔

پہلے معنی کو منقول عنہ اور دوسرے کو منقول کہتے ہیں۔

منقول کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) عرفی۔ (۲) اصطلاحی۔ (۳) شرعی۔

منقول عرفی | جس کا نقل کرنے والا عرف عام یعنے عام لوگوں کا محاورہ ہو۔ جیسے کوفتہ۔

منقول اصطلاحی | جس کو کسی خاص فن کے افراد نے نقل کیا ہو۔ مثلاً نحو میں = اسم فعل حرف۔

منقول شرعی | جس کو اصطلاح شرع نے نقل کیا ہو مثلاً صوم۔

اس کے پہلے معنی ہیں رو کنا۔ پھر روزہ کے معنی میں شرع نے استعمال کیا۔

حقیقت | وہ پہلا اور اصلی معنی جو منقول ہو جیسے شیر ایک درندہ کا نام ہے۔

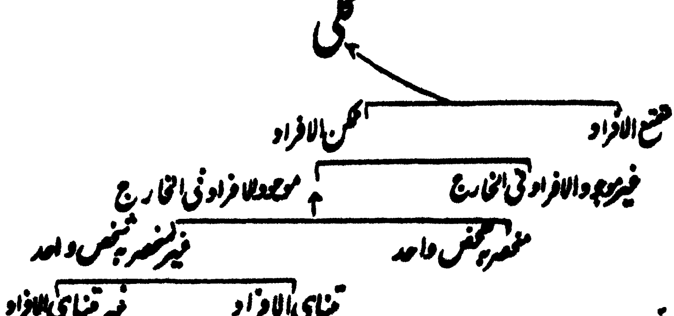
مجاز | وہ دوسرا معنی جو اصل معنی سے کسی مناسبت و علاقہ کی وجہ سے منقول ہو۔

جیسے بہادر کو شیر کہنا۔ شجاعت کی مناسبت و مشابہت کی وجہ سے۔

جزئی کے دو معنی ہیں۔ (۱) جزئی حقیقی۔ (۲) جزئی اضافی۔

(۱) جزئی حقیقی۔ جو تشخص تعین یا ذاتیت پر مشتمل ہو اور کثیرین یعنی بہت سوں پر صادق آنے سے اس کا مفہوم مانع ہو۔ جیسے زید۔

(۲) جزئی اضافی۔ جو خاص کے عام کے تحت ہو۔ خواہ جزئی حقیقی ہو یا چھوٹی کلی بڑی کلی کے ماتحت ہو مثلاً زید کے انسان کے ماتحت ہے۔ جزئی اضافی ہے۔ اور وہ جزئی حقیقی بھی ہے۔ اور انسان جو حیوان کے ماتحت ہے۔ جزئی اضافی ہے۔ مگر جزئی حقیقی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کلی ہے۔



کلی کی ایک دوسری تقسیم بھی ہے۔
کلی یا ممتنع الافراد ہے یا ممکن الافراد۔

۱۔ **ممتنع الافراد** جس کا مفہوم عقلاً تشخص و ذاتیت پر دلالت نہیں کرتا۔ مگر دلیل خارجی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا صداق افراد پر ممکن نہیں مثلاً شریک الباری۔

۲۔ **ممکن الافراد** کی بھی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) موجود الافراد۔ (۲) غیر موجود الافراد۔ (۲)۔ غیر موجود الافراد مثلاً عنقا کے اس کے افراد ممکن ہیں مگر پائے نہیں گئے۔

۱۔ **موجود الافراد** کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) صرف ایک فرد موجود ہے۔ (۲) بہت سے

افراد ہیں۔

(۱) صرف ایک فرد موجود ہے۔ اور دوسرا ناممکن ہے مثلاً واجب الوجود۔

(۲) بہت سے افراد کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) متناہی الافراد جیسے سیارے۔

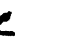
(۲) غیر متناہی الافراد جیسے معلومات حق تعالیٰ۔

واضح ہو کہ کلی کا صدق اپنے افراد پر معاً ہوتا ہے علی سبیل البدل نہیں ہوتا۔ یعنی یا یہ۔ یا وہ کے طور پر نہیں ہوتا۔

فرض کرو کہ ہم نے ایک انڈے کو دیکھا۔ پھر وہ سامنے سے ہٹا لیا گیا پھر کئی انڈے ہم کو دکھائے گئے تو انڈے کی جو صورت ہمارے ذہن میں ہے وہ جزئی ہوگی۔ ہرگز کلی نہ ہوگی کیونکہ وہ مختلف انڈوں پر بدل کے طور پر صادق آتی ہے اور ہمارا ذہن کہتا ہے کہ "وہ انڈا وہ ہے یا یہ"

نسب اربعہ

- تباین
- تساوی
- عام و خاص مطلق
- عام و خاص من وجہ

تباین | دو کلیوں میں کسی قسم کا صدق نہ ہو۔ اور ان کے دائرے ایک دوسرے سے جدا ہوں۔ ان کلیوں کو متباینین کہتے ہیں۔ جیسے (انسان، فرس) 

تساوی | دو کلیاں ایک دوسرے پر کلیۃً صادق آئیں اور دونوں کے دائرے ایک دوسرے پر بالکل منطبق ہو جائیں۔ جیسے انسان و ناطق۔ ان کلیوں کو متساوین کہتے ہیں۔ 

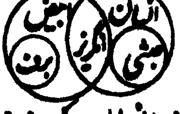
عام و خاص مطلق | ایک کلی کا دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے مگر دوسری کلی

کلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے بڑی کلی کو عام، چھوٹی کو خاص کہتے ہیں جیسے

حیوان وانسان



عام وخاص من وجہ دو کلیاں بعض جگہ جمع ہو جاتی ہیں۔ بعض بعض جگہ ہر ایک کلی دوسرے سے جدا ہو جاتی ہے۔ جیسے انسان وابیض کہ



انسان وابیض دونوں انگریز پر صادق آتے ہیں۔ انسان بغیر ابیض کے حبشی پر صادق آتا ہے اور ابیض بغیر انسان کے برف پر صادق آتا ہے۔

اطلاع (۱) ان نسبتوں اور ان کے دوائر کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ آئندہ اس سے نتائج واشکال کی بحث میں بہت فائدہ ہوگا۔

(۲) ایک جزئی دوسری جزئی سے ہمیشہ متبائن رہتی ہے اگر جزئی کلی کے ماتحت ہے تو کلی عام ہے اور جزئی خاص اور اگر جزئی کلی کے ماتحت نہیں تو دونوں متبائن ہیں

اب ہم مفرد کے چند اور اقسام بیان کرتے ہیں جن کا جاننا فائدہ سے خالی نہیں

جوہر۔ جس کا وجود مستقل اور بذاتہ قائم ہو جیسے انسان

عرض۔ جس کا وجود غیر مستقل اور وہ کسی دوسرے شئے میں ہو کر موجود ہو سکتا ہو جیسے۔ رنگ و بو۔

اصطلاحات جدیدہ میں جوہر کو معروض اور عرض کو مجرد کہتے ہیں۔

متضائف۔ ایسا لفظ جس کا مفہوم اضافت اور نسبت پر مبنی ہو مثلاً چھوٹا بڑا۔ "زوج"، زوجہ۔

غیر متضائف جس کے معنی میں اضافت و نسبت نہ ہو جیسے قلم اس کو "مطلق" بھی کہتے ہیں۔

مرکب یا تصنعی جس شئے میں کئی اجزا ہوں جیسے انسان۔

بسیط یا غیر تضمنی۔ جس کی حقیقت کے اجزاء نہ ہوں جیسے وجود یا نقطہ۔

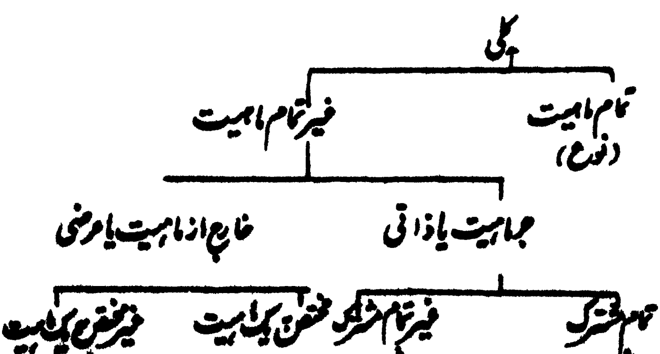
معدول یا منفی۔ جس لفظ کا حرف نفی جزو ہو گیا ہو جیسے غیر انسان۔ لا انسان

عدم ملکہ یا سلبی جس میں کسی صفت کے پائے جانے کی قابلیت ہو۔ مگر وہ صفت اس میں نہ ہو مثلاً اندھا۔ پس اندھا۔ دیوار کو نہ کہیں گے۔ کیونکہ اس میں بینائی کی قابلیت ہی نہیں۔

معدول کے مقابل "مثبت" ہے۔ عدم ملکہ کے مقابل ملکہ ہے۔ پس انسان مثبت ہے۔ اور غیر انسان معدول یا منفی ہے اور بینائی ملکہ ہے اور اندھاپن نابینائی عدم ملکہ ہے۔

بعض دفعہ ایک لفظ کا جزو حرف نفی معلوم ہوتا ہے مگر مقصود اثبات صفت وجودی ہوتا ہے مثلاً ناگوار یعنی تکلیف دہ و مکروہ۔

اصطلاحات جدیدہ میں مد معنی لفظ او ضمن بمعنی جزء۔ سمک بمعنے قوام و ماہیت داخل مستعمل ہوتے ہیں۔ ہم جا بجا ان اصطلاحات کو قدیم اصطلاحات کیساتھ بیان کرتے جائیں گے۔ تاکہ ناظرین کو فائدہ حاصل ہو۔



کلی

- لازم
  - بیّن
    - بالمعنی الاعم
    - بالمعنی الاخص
  - غیر بیّن
    - بالمعنی الاعم
    - بالمعنی الاخص
- غیر لازم یا مفارق
  - دائم
  - زائل
    - بطی
    - سریع

لازم کی دوسری تقسیم

- لازم ماہیت
- لازم وجود
  - لازم وجود ذہنی
  - لازم وجود خارجی

واضح ہو کہ اجزاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) خارجی۔ (۲) عقلی۔

۱۔ اجزاء خارجی کو اجزاء غیر محمولہ و اجزاء غیر مادی بھی کہتے ہیں۔ وہ ایسے اجزاء ہیں جو نہ کل پر محمول پائے جاتے ہیں۔ نہ ایک دوسرے پر محمول ہوتے ہیں جیسے انسان کے اجزاء۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ پشت۔ شکم۔ انسان نہ سر ہے نہ ہاتھ پاؤں ہے۔ نیز نہ ہاتھ پاؤں ہے نہ پاؤں سر ہے۔

اجزاء عقلی یا اجزاء ذہنی یا محمولہ یا الہیاتی جو کل پر محمول ہوتے ہیں باہم ایک دوسرے پر محمول ہوتے ہیں۔ مثلاً انسان کے اجزاء حیوان و ناطق ہیں۔

ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ انسان، حیوان ہے. حیوان ناطق ہے، ناطق، انسان ہے
واضح ہو کہ ہم جو کچھ جانتے ہیں۔ وہ صرف شئے کے خواص وصفات ہیں
ہم دوسرے کی حقیقت کیا جانیں گے۔ جبکہ اپنی حقیقت نہیں جانتے تاہم بعض صفات
ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے بدلنے سے نام بدل جاتا ہے۔ بعض صفات ایسے ہوتے
ہیں کہ ان کے بدلنے سے نام نہیں بدلتا۔

جن کے بدلنے سے نام بدل جاتا ہے۔ ان کو ذاتیات کہتے ہیں۔
جن کے بدلنے سے نام نہیں بدلتا۔ ان کو عرضیات کہتے ہیں۔

کلی | کلی کی پانچ قسمیں ہیں۔ جن کو کلیات خمسہ کہتے ہیں۔

(۱) نوع۔ (۲) جنس۔ (۳) فصل۔ (۴) خاصہ۔ (۵) عرض عام۔

(۱) نوع۔ وہ کلی جو اپنے افراد کی پوری ماہیت ہوتی ہے جیسے۔ انسان۔

(۲) جنس۔ وہ کلی جو مختلف ماہیتوں پر بولی جاتی ہے جیسے۔ حیوان کہ انسان
فرس، غنم، وغیرہ پر بولا جاتا ہے۔

(۳) فصل۔ وہ کلی جو شرکاء جنس سے تمیز دیتی ہے جیسے ناطق، انسان کو شرکاء
حیوان سے تمیز دیتا ہے۔

(۴) خاصہ۔ وہ کلی خارجی یا عرضی جو ایک ماہیت سے خاص ہو جیسے
ضاحک انسان کا خاصہ ہے۔

(۵) عرض عام۔ وہ کلی خارجی یا عارضی جو ایک ماہیت سے خاص نہ ہو جیسے
"ماشی"۔ انسان کا عرض عام ہے۔

کلی عرضی کے اقسام | یعنی خاصہ ہو یا عرض عام اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لازم۔ (۲) مفارق۔

لازم۔ وہ کلی عرضی ہے جس کا چھوٹنا محال ہو جیسے اربعہ کی زوجیت۔

مفارق ۔ وہ کلی عرضی جس کا چھوٹنا محال نہ ہو۔
لازم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بیّن۔ (۲) غیر بیّن۔
بیّن ۔ کے دو معنی ہیں۔
(۱) بیّن بالمعنی الاخص۔ جس میں ملزوم ذہن میں آتے ہی لازم ذہن میں آتا ہے۔
(۲) بیّن بالمعنی الاعم۔ جس میں ملزوم و لازم ذہن میں آنے کے بعد لزوم کا یقین ہوتا ہے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔
غیر بیّن بالمعنی الاخص۔ میں ملزوم ذہن میں آتے ہی لازم ذہن میں نہیں آتا۔
غیر بیّن بالمعنی الاعم میں ملزوم کے لازم کے لزوم پر دلیل کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً مثلث کے تینوں زاویہ دو قائموں کے برابر ہوتے ہیں۔
لازم کی دوسری تقسیم | لازم کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) لازم ماہیت۔ (۲) لازم وجود خارجی (۳) لازم وجود ذہنی۔
لازم ماہیت۔ وہ لازم جو نفس ماہیت کو لازم ہو خواہ وہ خارج میں رہے یا ذہن میں جیسے اربعہ زوجیت۔
لازم وجود خارجی | جو خارج میں موجود ہونے کے بعد عارض ہو جیسے آگ کو گرمی
لازم وجود ذہنی | جب شئے ذہن میں آتی ہے تو لازم عارض ہوتا ہے جیسے انسان کو کلیت ایسے لازم کو معقول ثانی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ خارج میں جو چیز رہتی ہے وہ فرد، شخص اور معین چیز ہوتی ہے۔
عرض مفارق کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) دائم۔ (۲) زائل۔
دائم۔ وہ عارض مفارق جو جدا تو ہو سکتا ہے مگر جدا ہوتا نہیں۔
زائل۔ وہ عرض مفارق جو معروض سے جدا ہوتا ہے۔

زائل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بطی جو دیر سے زائل ہو جیسے جوانی۔

(۲) سریع وہ عارض جو سرعت سے جلد زائل ہو جیسے غصہ کی سُرخی۔

تقسیم چار طرح پر ہوتی ہے، (۱) انہیاتی۔ (۲) طبعی۔ (۳) منطقی۔ (۴) مادی۔

تقسیم انہیاتی۔ شئے کی تقسیم اس کے خواص وصفات میں۔

تقسیم طبعی۔ کسی شئے کی تقسیم دو یا زیادہ ٹکڑوں میں۔

تقسیم مادی۔ کسی شئے کی تقسیم اس کے حصوں میں۔

تقسیم منطقی۔ کلی کی تقسیم اس کے انواع و اصناف میں۔

تقسیم بالشقاع۔ وہ تقسیم جو نفی اثبات میں دائر ہوتی ہے۔ اس کو تقسیم حصری کہتے ہیں۔

تقسیم منطقی میں امور ذیل قابل توجہ ہیں۔

(۱) تقسیم کلی کی ہوتی ہے نہ کہ جزئی حقیقی کی۔

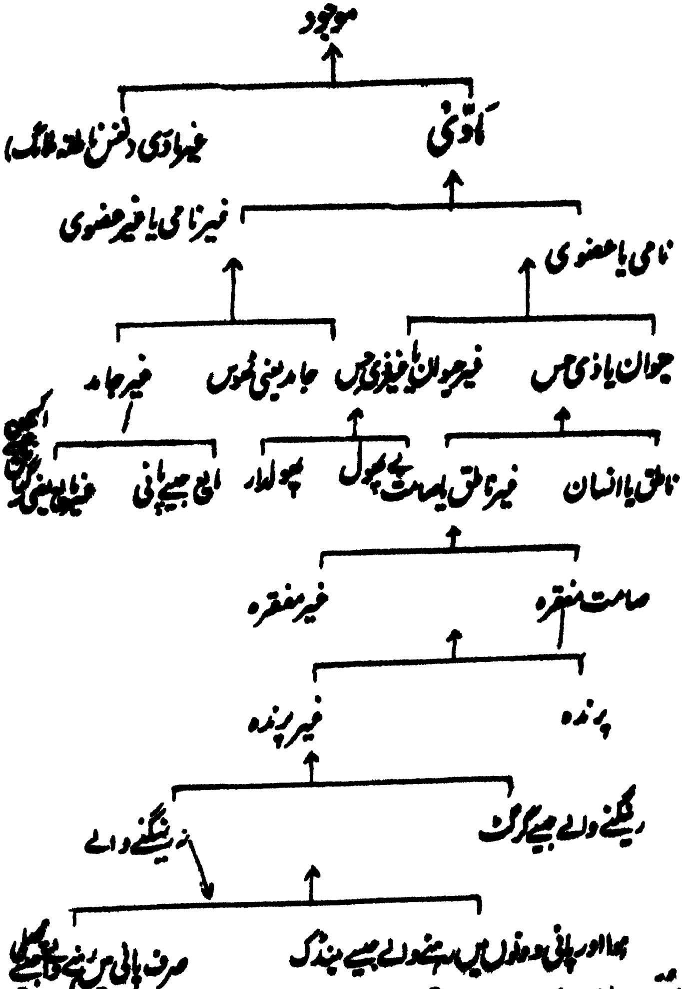
(۲) جس کی تقسیم ہوتی ہے اس کو مُقسَم کہتے ہیں جن کی طرف تقسیم ہوتی ہے۔ ان کو قسم یا اقسام کہتے ہیں۔ ایک قسم کو دوسری قسم کا قسیم کہتے ہیں۔

(۳) تقسیم کسی ایک خصوصیت کی موجودگی یا عدم موجودگی یا اس کی تغیر صفات پر مبنی ہو۔

(۴) مقسم کا صدق ہر قسم پر ہو۔

(۵) انواع یا اصناف ملکر مقسم کے برابر ہوں۔ یا یوں کہو کہ تقسیم افراد کو جامع ومانع ہو۔

(۶) ایک قسم دوسرے قسم کی مبائن ہو۔ یا یوں کہو کہ اقسام میں تداخل نہ ہو۔



معرِّف: جس لفظ یا الفاظ سے تعریف ہوتی ہے معرف کہلاتا ہے۔

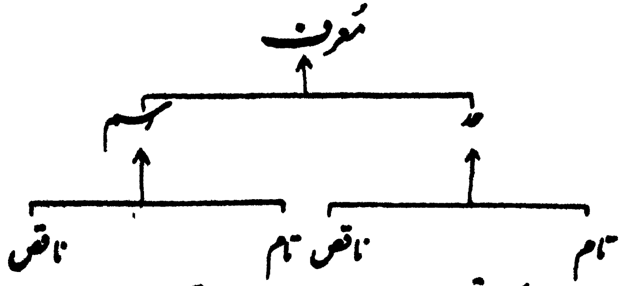
معرَّف: جس کی تعریف ہوتی ہے۔

عوارض: دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) حملیہ یا محمولہ جو کل پر محمول ہوتے ہیں۔ جیسے انسان حیوان ہے۔ یا ناطق ہے۔ (۲) خارجیہ و غیر محمولہ جیسے۔ انسان کے ہاتھ پاؤں

آنکھ۔ناک۔دل دماغ۔گوشت۔استخواں۔کیونکہ کہا نہیں جاسکتا کہ انسان ہاتھ ہے۔
یا پاؤں ہے یا آنکھ ہے یا ناک ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تعریف کبھی اجزاء عقلیہ سے ہوتی ہے۔ کبھی اجزاء خارجیہ سے مثلاً انسان کی تعریف حیوان ناطق سے تعریف باجزاء عقلیہ ہے۔ یا انسان کی تعریف سیدھے قد کا گول چہرہ کا۔ منہ پر بال نہیں۔ ریڑھ والا۔ دودھ پلانے والا۔ یہ تعریف باجزاء خارجیہ ہے۔

عمدہ تعریف اجزاء عقلیہ سے ہوتی ہے۔



معرف کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) حد تام۔ (۲) حد ناقص۔ (۳) رسم تام۔ (۴) رسم ناقص۔

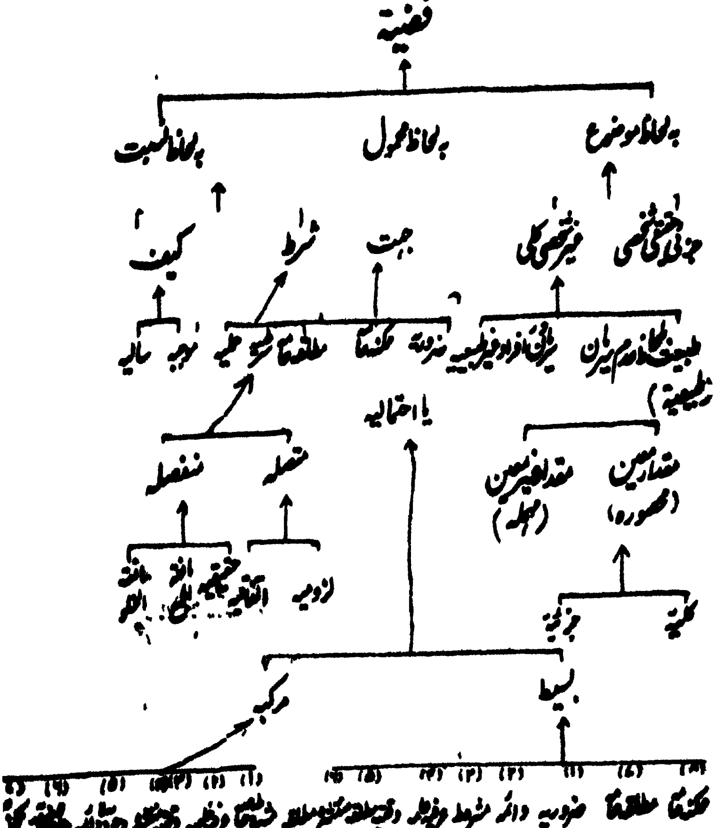
حد تام۔ جو جنس و فصل سے مرکب ہو۔ مثلاً انسان کی تعریف حیوان ناطق سے
حد ناقص۔ جو صرف فصل یا جنس بعید و فصل قریب سے مرکب ہو مثلاً انسان کی تعریف جسم ناطق سے یا صرف ناطق سے۔

رسم تام۔ جو جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو۔ جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے۔

رسم ناقص۔ جو جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہو۔ یا صرف خاصہ ہو جیسے

انسان کی تعریف صرف ضاحک یا جسم ضاحک سے۔
عام سے تعریف درست نہیں۔ مگر بعض لوگوں نے لغت وغیرہ میں جائز
رکھا ہے۔ جیسے انسان۔ ایک حیوان ہے۔ ہمالیہ ایک پہاڑ ہے پیرس ایک
شہر ہے۔
عرض عام سے تعریف درست نہیں۔ مگر یہ کہ کئی عرض عام کا مجموعہ معرّف
سے خاص ہو گیا ہو۔ یعنی خاصۂ مرکبہ ہو گیا ہو۔
تعریف میں ان امور کا لحاظ ضروری ہے: (۱) تعریف واضح ہو۔ اور
ایسی نہ ہو جیسے "نار" کیا ہے؟۔ تو اسطقس فوق الاسطقسات۔ (عنصر فوق العناصر)
(۲) تعریف میں خود معرّف یا اس کا جزو نہ آئے۔ یعنی تعریف دوری نہ ہو
جیسے حرکت کیا ہے۔؟ تو عدم سکون ہے۔؟ سکون کیا ہے؟ تو "عدم حرکت ہے!
(۳) تعریف جامع مانع ہو۔ اور معرّف و معرّف میں تساوی کی نسبت ہو۔
معرف کا کوئی فرد نکل نہ جائے۔ اور غیر معرف کا کوئی فرد تعریف یا معرّف میں
داخل نہ ہونے پائے۔
(۴) تعریف مجازی نہ ہو۔ اگر تعریف مجازی یا استعارہ ہو۔ تو اس کو حقیقت
کی طرف رجوع کر لینا چاہیئے
۵۔ تعریف منفی نہ ہو۔ کیونکہ عدم کسی حقیقت کا جزو نہیں ہو سکتا۔ مثلاً حرکت
کیا ہے؟ تو عدم سکون۔!۔

مرکبات اور قضایا



یہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ قضیہ یا جملہ خبریہ کے تین جزو ہوتے ہیں۔
(۱) موضوع ۔ (۲) محمول۔ (۳) نسبت تامۂ خبریہ
ہم سب سے پہلے حمل ہی کی تحقیق کریں گے جب ہم "زید قائم ہے"

کہتے ہیں تو کیا ہوتا ہے۔؟ خارج اور واقع میں زید الگ اور قائم الگ نہیں ہیں۔
بلکہ دونوں ایک ہیں۔ اس کو خارج۔ نشا۔ واقعہ کہتے ہیں۔ جو ایک شے ہے ذہن
میں زید الگ ہے قائم الگ ہے۔ ذہن ہی میں زید پر قائم کا حکم کیا جاتا ہے۔
اس حکم کے ذریعے واقعہ کا انکشاف ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ حمل ذہن
میں دو مغائر مفہوموں پر حکم لگانا ہے کہ وہ خارج میں وجوداً ایک ہیں۔
حمل | دو قسم پر ہے۔ (۱) حمل بالمواطاۃ۔ (۲) حمل بالاشتقاق۔
حمل بالمواطاۃ۔ ایک شئے کا ایک شئے پر بلا واسطہ محمول ہونا جیسے "زید قائم ہے"
حمل بالاشتقاق۔ ایک شئے بلا واسطہ محمول نہیں ہوتی بلکہ اس سے ایک مشتق بنایا
جاتا ہے یا اس کے ساتھ "ذو" یا والا کا لفظ زیادہ کرتے ہیں۔ تو محمول ہوتا ہے
مثلاً زید پر قیام کا حمل بالاشتقاق ہے کیونکہ قیام سے قائم مشتق لے کر یا قیام
والے کو "زید" پر حمل کیا گیا۔ پس قیام کا حمل "زید" پر بالاشتقاق ہے اور قائم کا
حمل بالمواطاۃ۔
حمل کی دوسری تقسیم | حمل اولی۔ حمل شایع یا متعارف۔
حمل اولی۔ جس میں موضوع و محمول تقریباً ایک ہوں مثلاً زید زید ہے۔
یا حقیقتاً وجود ہے۔
حمل متعارف | جس میں موضوع و محمول ایک نہ ہوں بلکہ ایک مصدر یا مبدا کسی سے
قائم رہتا ہو اس سے مشتق لیکر حمل کر دیتے ہیں مثلاً "قیام" ایک مصدر ہے عرض ہے
مبدا ہے جو زید کے ساتھ قائم ہے۔ اس سے اس کا قائم مشتق لیا یعنی اسم فاعل لیا
تو زید پر محمول ہوا۔ اور کہا گیا۔ " زید قائم ہے" معمولی گفتگو میں حمل متعارف
ہی مستعمل ہوتا ہے نہ کہ حمل "اولی"۔

دیکھو المفہوم۔ لا مفہوم ہے۔ حمل اولی ہے [illegible] اور ہے ہو

بھی میں آتا ہے اور اس کو مفہومیت عارض ہوتی ہے لہذا۔ لا مفہوم کے مفہوم کے حمل میں تعارض ہے۔

قضیہ کی باعتبار موضوع کے کئی قسمیں ہیں۔

(۱) شخصیہ۔ (۲) غیر شخصیہ۔ غیر شخصیہ کی دو قسمیں ہیں طبیعیہ اور غیر طبیعیہ۔ اور غیر طبیعیہ کی دو قسمیں ہیں مہملہ اور محصورہ۔ اور محصورہ کی دو قسمیں ہیں کلیہ اور جزئیہ۔

۱۔ شخصیہ | وہ قضیہ جس کا موضوع جزئی حقیقی ہو جیسے زید انسان ہے۔

۲۔ طبیعیہ | وہ قضیہ جس کے موضوع کی طبیعت پر حکم کیا جائے۔ اور وہ حکم افراد میں سرایت نہ کرے مثلاً انسان نوع ہے۔ حیوان جنس ہے یعنے طبیعت انسان نوع ہے نہ کہ اس کے افراد۔ اور طبیعت حیوان جنس ہے۔ نہ کہ اس کے انواع یا افراد۔

مہملہ | وہ قضیہ ہے جس کے موضوع کے افراد پر حکم ہو مگر مقدار و کمیت افراد بیان نہ کی گئی ہو جیسے انسان حیوان ہیں۔

کلیہ | جس میں موضوع کے تمام افراد پر حکم ہو۔ جیسے "کل انسان حیوان ہیں"۔

جزئیہ | موضوع کے بعض افراد پر حکم ہو۔ جیسے بعض حیوان انسان ہیں۔

قضیہ | بہ اعتبار کیف کے دو قسم پر ہے۔ (۱) سالبہ۔ (۲) موجبہ۔

سالبہ یا نافیہ | وہ قضیہ ہے جس میں محمول موضوع سے نفی اور دور کیا جائے جیسے "زید قائم نہیں"۔

موجبہ یا مثبتہ | وہ قضیہ ہے جس میں محمول موضوع کے لئے ثابت کیا جائے جیسے زید قائم ہے۔

قضیہ | بہ اعتبار شرطیت و عدم شرطیت کے دو قسم پر ہے۔ (۱) حملیہ (۲) شرطیہ

حملیہ وہ قضیہ ہے جس کے اجزا مفرد ہوں۔ اور اس میں یہ [illegible] ہے یا نہیں
جیسے "زید انسان ہے"

شرطیہ وہ قضیہ جس کے اجزا جملے کے مشابہ ہوں اور ایک نسبت کو دوسری نسبت سے تعلق ہو جیسے "اگر آفتاب طلوع کرے گا تو دن ہوگا"۔

شرطیہ کی دو قسمیں ہیں۔ متصلہ و منفصلہ۔

متصلہ یا افتراضیہ ایک نسبت پائی جائے گی تو دوسری نسبت پائی جائے گی ایجاب میں اور نہ پائی جائے گی سلب میں۔

موجبہ جیسے اگر آفتاب ہوگا تو دن ہوگا۔

سالبہ جیسے ایسا ہرگز نہیں کہ اگر آفتاب ہوگا تو رات ہوگی۔

متصلہ کے پہلے جزء یعنی شرط کو مقدم کہتے ہیں جیسے "اگر آفتاب ہوگا" اور دوسرے جزء کو تالی جیسے "دن ہوگا"۔

متصلہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) لزومیہ (۲) اتفاقیہ۔

لزومیہ وہ شرطیہ یا افتراضیہ جس کے مقدم و تالی میں کسی علت کی وجہ سے لزوم ہو مثلاً اگر دن ہوگا تو آفتاب طلوع ہوگا۔

اتفاقیہ وہ شرطیہ متصلہ یا افتراضیہ جس کا تالی اتفاقاً مقدم کے ساتھ پایا گیا ہو۔ جیسے "زید بولے گا تو گھوڑا ہنہنائے گا"۔

اطلاع۔ موجبہ متصلہ میں اتصال۔ اور سالبہ متصلہ میں نفی اتصال ہوتا ہے۔ جس طرح حملیہ میں افراد کے لحاظ سے کلیہ و جزئیہ ہوتا ہے اسی طرح شرطیہ میں تقدیرات بمنزلہ افراد کے ہیں۔ کلیہ ہر حال ہر وضع پر واقع ہوتا ہے۔ "اگر انسان ہوگا تو حیوان ہوگا"۔ جزئیہ بعض حالتوں میں ہوتا ہے۔ اگر زید حیوان ہوگا تو انسان ہوگا۔

منفصلہ | وہ شرطیہ جس کے مقدم و تالی میں انفصال و بُعد ہو۔

منفصلہ کی تین قسمیں ہیں حقیقیہ۔ مانعۃ الجمع۔ مانعۃ الخلو۔

حقیقیہ | جس کے مقدم و تالی معاً نہ جمع ہو سکتے ہوں نہ رفع یعنی دونوں کا معاً صدق ممکن ہو نہ کذب۔ بلکہ کوئی ایک پایا جاتا ہو جیسے یہ عدد یا زوج ہے یا فرد یعنی زوج اور فرد کا ملکر پایا جانا بھی غلط ہے اور دونوں کا نہ پایا جانا بھی غلط۔

مانعۃ الجمع | وہ قضیہ جس کے دونوں جزؤں کا جمع ہونا صحیح نہ ہو جیسے یہ شجر ہے یا حجر ہے۔

مانعۃ الخلو | وہ قضیہ جس کے مقدم و تالی کا رفع اور کذب درست نہ ہو جیسے یہ لا شجر ہے یا لا حجر۔

منفصلہ کی دوسری تقسیم۔ عنادیہ۔ اتفاقیہ

۱۔ عنادیہ | وہ منفصلہ قضیہ کہ اس کے اجزاء میں انفصال ان کی ذاتوں سے پیدا ہو۔

۲۔ اتفاقیہ | وہ منفصلہ جس کے اجزاء میں انفصال اتفاقی ہو مثلاً زید یا تو گورا ہے یا عالم ہے۔

واضح ہو کہ یہ سب موجبات کے حقائق ہیں۔ سوالب میں ان نسبتوں کا نہ ہونا ہے۔

جہت | قضیہ میں نسبت کبھی قوی ہوتی ہے کبھی ضعیف۔ نسبت کے ضعف و قوت کی کیفیت کو جہت کہتے ہیں۔

جہت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ضروریہ۔ (۲) مطلقہ عامہ یا فعلیہ۔ (۳) احتمالیہ یا ممکنہ عامہ۔

الضروریہ | وہ قضیہ جس کے محمول کا موضوع سے جدا و منفک ہونا محال ہو۔ جیسے ضرورۃً انسان حیوان ہے یا ضرورۃً انسان فرس نہیں ہے۔

۲۔ **مطلقہ عامہ یا فعلیہ** | وہ قضیہ جس کے محمول کا موضوع کے ساتھ کسی زمانہ میں پایا جانا ظاہر کیا گیا ہو۔ جیسے "زید کاتب ہے یا کاتب نہیں۔

۳۔ **ممکنہ عامہ یا احتمالیہ** | محمول کا موضوع کے ساتھ پایا جانا محال نہ ہو۔ یا یوں کہو کہ احتمال ہے کہ محمول موضوع کے ساتھ پایا جائے۔ گو نہ پایا ہی جائے جیسے ممکن ہے کہ زید عالم ہے!

ضروریہ سے مطلقہ عامہ اور مطلقہ عامہ سے ممکنہ عامہ عام ہیں۔

جہت کے اعتبار سے قضیہ کی دوسری تقسیم (۱) مرکبہ۔ (۲) بسیطہ۔

بسیطہ | جس سے ایک نسبت ظاہر ہوتی ہو۔ جیسے ضرور زید انسان ہے"

مرکبہ | جس سے دو نسبتیں معلوم ہوتی ہوں۔ ایک صریح لفظ میں۔ دوسرے بطور اشارہ کے جیسے" زید کاتب ہے مگر نہ ہمیشہ"

بسیطہ کے حسب ذیل اقسام ہیں۔

(۱) ضروریہ۔ (۲) دائمہ۔ (۳) مشروطہ عامہ۔ (۴) عرفیہ عامہ
(۵) وقتیہ مطلقہ۔ (۶) منتشرہ مطلقہ۔ (۷) مطلقہ عامہ (۸) ممکنہ عامہ

ان میں سے ضروریہ مطلقہ، مطلقہ عامہ، ممکنہ عامہ تو وہی ہیں جو اس سے پہلے تقسیم میں گزرے۔

دائمہ مطلقہ | محمول موضوع کی ذا[redacted] کو دائمی ہے مگر اس کا انفکاک وزوال بھی جائز ہے۔ محال نہیں جیسے فلک دائماً متحرک ہے۔

مشروطہ عامہ | موضوع میں وصف موضوعی یا صفت عنوانی جب تک پائی جائے۔ محمول کا ثبوت ضروری ہے۔ جیسے جب تک کاتب ہے۔ ضرور اس کی انگلیاں متحرک رہتی ہیں۔

عرفیہ عامہ | موضوع میں جب تک وصف عنوانی پایا جاتا ہے محمول دائمی ہے مگر

اس کا انفکاک بھی جائز ہے مثلاً ہر کاتب جبتک کاتب ہے اس کی انگلیاں ہمیشہ متحرک رہتی ہیں۔

وقتیہ مطلقہ | کسی خاص وقت میں موضوع کے لئے محمول کا ثبوت ضروری ہے جیسے قمر ضرور منخسف ہے جبتک زمین قمر اور شمس کے درمیان حائل ہے۔

منتشرہ مطلقہ | کسی نہ کسی وقت موضوع کے لئے محمول کا ثبوت ضروری ہے جیسے کسی نہ کسی وقت آدمی ضرور سانس لیتا ہے۔ پس ضرورت کے چار قضیے ہیں۔

(۱) ضروریہ مطلقہ۔ (۲) مشروطہ عامہ۔ (۳) وقتیہ مطلقہ۔ (۴) منتشرہ مطلقہ

بشرط وصف کے دو قضیہ ہیں۔ (۱) مشروطہ عامہ۔ (۲) عرفیہ عامہ۔

دوام کے دو قضیہ ہیں۔ (۱) دائمہ مطلقہ۔ (۲) عرفیہ عامہ۔

ضرورت وقتی کے دو قضیہ ہیں (۱) وقتیہ مطلقہ۔ (۲) منتشرہ مطلقہ۔

مرکبہ قضیہ میں بسیط کیساتھ دائماً یا لا بالضرورۃ کی قید لگائی جاتی ہے۔

لا بالضرورۃ | کے معنی ہیں ذات کو ضروری نہیں۔ لا بالضرورہ سے ممکنہ عامہ قضیہ نکلتا ہے۔

لا دائماً | کے معنی ہیں ذات کو دائمی نہیں۔ اور اس سے ایک مطلقہ عامہ نکلتا ہے

لا دائماً اور لا بالضرورہ سے جو قضیہ نکلتا ہے وہ ایجاب اور سلب میں مخالف ہوتا ہے۔ اور کلیت و جزئیت میں موافق ضروریہ مطلقہ میں ضرورت ذاتی کا حکم ہوتا ہے۔ لہذا اس کو نہ بالضرورۃ کی قید لگ سکتی ہے نہ لا دائما کی۔

دائمہ مطلقہ کو لا بالضرورۃ کی قید لگ سکتی ہے۔ جو معتبر نہیں۔ مگر لا دائما کی قید نہیں لگ سکتی۔

مشروطہ عامہ کو لا بالضرورۃ کی قید لگ سکتی ہے۔ مگر معتبر نہیں۔ لا دائماً کی قید لگ سکتی ہے۔ اور اس کو (اس مرکبہ قضیہ کو) مشروطہ خاصہ کہتے ہیں

جیسے ہر کاتب متحرک الاصابع ہے جبتک کاتب ہے لا دائما یعنے ہر کاتب بالفعل متحرک الاصابع بھی رہتا ہے مشروطہ عامہ کو لا بالضرورہ کی قید لگ سکتی ہے۔ مگر معتبر نہیں۔ لا دائما کی قید لگتی ہے۔ اور وہ قضیہ عرفیہ خاصہ کہلاتا ہے۔ مثلاً دائما ہر کاتب متحرک الاصابع ہے جبتک کاتب ہے۔ مگر لا دائما یعنے ہر کاتب بالفعل متحرک الاصابع نہیں رہتا ہے۔

وقتیہ مطلقہ کو لا بالضرورہ کی قید لگ سکتی ہے مگر معتبر نہیں۔ لا دائما کی قید لگتی ہے اور قضیہ وقتیہ کہلاتا ہے مثلاً وقت حیلولہ یعنی زمین کے حائل ہونے کے وقت قمر کو ضرور خسوف لگتا ہے مگر لا دائما مگر قمر کو بالفعل خسوف نہیں رہتا ہے۔

منتشرہ مطلقہ کو لا بالضرورۃ کی قید لگ سکتی ہے مگر معتبر نہیں۔ لا دائما کی قید لگتی ہے تو وہ قضیہ منتشرہ کہلاتا ہے مثلاً کسی نہ کسی وقت ضرور ہر انسان سانس لیتا ہے مگر لا دائما یعنے بالفعل انسان سانس نہیں لیتا ہے۔

مطلقہ عامہ کو لا بالضرورۃ کی قید لگتی ہے اور قضیہ وجودیہ لاضروریہ نام ہوتا ہے جیسے انسان بالفعل چلتا ہے لا بالضرورت یعنے ممکن ہے کہ انسان نہیں چلے مطلقہ عامہ کو لا دائما کی قید بھی لگتی ہے اور اس کو وجودیہ لا دائمہ کہتے ہیں مثلاً انسان بالفعل چلتا ہے۔ لا دائما یعنے انسان بالفعل نہیں چلتا ہے۔

ممکنہ عامہ کو لا دائما کی قید لگ سکتی ہے۔ مگر معتبر نہیں اور لا بالضرورت کی قید لگتی ہے۔ جس کو ممکنہ خاصہ کہتے ہیں مثلاً بالامکان الخاص انسان چلتا ہے یعنی ممکن ہے کہ انسان چلے اور ممکن ہے کہ انسان نہ چلے۔

لا بالضرورۃ کی قید صرف ضروریہ کو نہیں لگ سکتی۔ لا دائما کی قید ضروریہ مطلقہ کو نہیں لگ سکتی۔

وجودیہ لا دائمہ اور ممکنہ خاصہ کے ایجاب و سلب دونوں [illegible]

منفی ہوتے ہیں۔ مگر اصل قضیہ موجبہ ہو تو اس کو موجبہ کہتے ہیں۔ اور سالبہ ہو تو سالبہ
لا بالضرورۃ کی قید مطلقہ عامہ و ممکنہ عامہ کو لگتی ہے۔

وہ قضیہ جس کو کوئی قید نہیں لگ سکتی ضروریہ مطلقہ ہے۔

ایک لفظ جو دو جہتوں پر دلالت کرتا ہے۔ وہ لفظ امکان خاص ہے۔

یہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ صرف سلب یا نفی کبھی جز لفظ ہوتا ہے اور اس کو
معدول یا منفی کہتے ہیں موضوع و محمول دونوں میں صرف نفی جزء ہو تو معدولۃ الطرفین
اگر حرف نفی جز و موضوع ہو تو معدولۃ الموضوع ہوگا۔ اور اگر جز و محمول ہو تو معدولۃ المحمول کہا جاتا
اگر حرف نفی جز نہ ہو تو موجبہ کو محصلہ اور سالبہ کو بسیطہ کہتے ہیں۔

تناقض دو طرح پہ ہوتا ہے۔ (۱) مفردات میں۔ (۲) قضایا میں۔

نقیض مفرد۔ ایک لفظ "پہ غیر" یا "لا" یا "نا" کا لفظ زیادہ کریں تو ایک دوسرے
کا نقیض ہوگا۔

مفرد کا ایک نقیض دوسرے نقیض سے بعید ترین مفہوم ہوتا ہے۔ کسی شئے
پر دونوں نقیضوں کا نہ صدق ممکن ہے نہ کذب جیسے انسان۔ لا انسان۔ یا
غیر انسان۔

نقیض قضیہ۔ واقع کا نقیض سے خالی ہونا محال ہے۔ نیز نقیضین کا اجتماع
بھی محال ہے۔

قضیوں کے نقیض میں امور ذیل کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) ایک موجبہ ہو تو دوسرا سالبہ ہو۔

(۲) ایک کلیہ ہو تو دوسرا جزئیہ ہو۔

کیونکہ دو جزئیہ صحیح ہو سکتے ہیں مثلاً بعض حیوان انسان ہیں اور بعض حیوان
انسان نہیں ہیں۔

اور دو کلیے غلط بھی ہوتے ہیں جیسے کل حیوان انسان ہیں غلط ہے۔ اور کوئی حیوان انسان نہیں ہے بھی غلط ہے۔

(۴) جہت بھی جدا ہو "پس ضروریہ" کا نقیض "ممکنہ دائمہ مطلقہ کا نقیض مطلقہ عامہ ہے"، مشروطہ عامہ کا حینیہ ضروریہ "عرفیہ عامہ کا حینیہ دائمہ ہے۔

مرکبات میں اگر قضیہ کلیہ ہو تو دونوں جزوں کا نقیض لے کر حرف تردید سے بیان کر دینا چاہئے۔ مثلاً کل انسان بالفعل چلتے ہیں لادائماً یعنے کل انسان بالفعل نہیں بھی چلتے ہیں۔ ان کے نقیض لے کر حرف تردید سے بیان کیا جائے بعض انسان ہمیشہ نہیں چلتے ہیں یا بعض انسان ہمیشہ چلتے ہیں۔

اگر قضیہ جزئیہ ہو تو دونوں جزوں کا نقیض لے کر محمول کو حرف تردید سے بیان کرنا چاہئے جیسے بعض انسان کاتب ہیں بامکان خاص اس کا نقیض ہے بالضرورۃ کل انسان یا تو کاتب ہیں یا کاتب نہیں۔

ضرور ہے کہ نقیضین میں دونوں جملوں کی نسبت ایک ہو۔ یا ذرا تفصیل کرو تو موضوع محمول ایک ہو۔ اور تفصیل کرو تو آٹھ امور میں اتحاد ہو۔ ورنہ تناقض نہ ہوگا جن کا مجموعہ اس شعر میں مذکور ہے

در تناقض ہشت وحدت شرط دان   وحدت موضوع و محمول و مکان

وحدت شرط و اضافت جزو کل   قوت و فعل است در آخر زمان

عدم وحدت موضوع جیسے زید آیا۔ عمرو نہیں آیا۔

عدم وحدت محمول جیسے زید کھڑا ہوا۔ زید نہیں بیٹھا۔

عدم وحدت مکان جیسے زید گھر میں ہے، زید بازار میں نہیں ہے۔

" " شرط " زید اگر کامیاب ہو تو مستحق انعام ہے زید اگر کامیاب نہ ہو تو مستحق انعام نہیں۔

" " اضافت " زید بکر کا بیٹا ہے۔ زید خالد کا بیٹا نہیں۔

عدم وحدت جز و کل۔ حبشی کالا ہے۔ کل کے لحاظ سے حبشی کالا نہیں ہے۔
دانت کے لحاظ سے۔

" " قوت و فعل"۔ زید بالقوۃ عالم ہے۔ زید بالفعل عالم نہیں۔

" " زمان " زید آج آیا۔ زید کل نہیں آیا۔

یاد رکھو کہ نوع حمل بھی دونوں قضیوں میں ایک ہو یعنی حمل اولی ہو تو دونوں میں حمل اولی ہی ہو۔ اور اگر حمل متعارف ہو تو دونوں میں حمل متعارف ہی ہو پس لامفہوم لامفہوم ہے۔ باعتبار حمل اولی اور لامفہوم مفہوم ہے۔ باعتبار حمل متعارف ان دونو قضیوں میں تناقض نہ ہوگا کیونکہ حمل ایک نوعیت کا نہیں ہے۔

محصورات اربعہ کا باہم مقابلہ کیا جائے تو امور ذیل معلوم ہوں گے۔

موجبہ کلیہ سالبہ کلیہ

م یا ا

و یا ی

موجبہ جزئیہ سالبہ جزئیہ ل یا و

م و سے یعنی موجبہ کلیہ سے موجبہ جزئیہ عام ہے پس جہاں موجبہ کلیہ ہوگا وہاں موجبہ جزئیہ ہی ہوگا۔ اسی طرح۔ س ل سے یعنے سالبہ کلیہ سے سالبہ جزئیہ عام ہوتا ہے لہذا جہاں سالبہ کلیہ ہوگا سالبہ جزئیہ بھی ہوگا۔ اس کو تحکیم کہتے ہیں۔

م " ل یعنی موجبہ کلیہ و سالبہ جزئیہ میں تناقض ہے نہ ان کا جمع ممکن ہے نہ رفع۔

س " و یعنی سالبہ کلیہ و موجبہ جزئیہ میں بھی تناقض ہے۔ نہ ان دونوں کا صدق درست ہے نہ کذب ہی۔ اس کو منافات کامل بھی کہتے ہیں۔

م س " موجبہ کلیہ و سالبہ کلیہ کا صدق ممکن نہیں۔ ہاں کذب ممکن ہے۔

اسی کو منافات کہتے ہیں۔

ودل بموجبہ جزئیہ سالبہ کا جمع ہونا بھی ممکن ہے اور اٹھ جانا بھی ممکن ہے۔

درایت | تفقہ ہے یا میری مراد روایت وشہادت کے سوا کسی مسئلہ میں غور و فکر سے استدلال کیا جاتا ہے۔

بعض مسائل میں معنی الفاظ کے تابع ہیں اور بعض میں الفاظ تابع اور معنی مقصود بالذات ہوتے ہیں۔

عقلیات۔ یعنی قرآن وحدیث اور قانون میں لفظ مقدم ہے فلسفہ میں معنی مقدم ہے۔

تقسیمات اربعہ | الفاظ ومعانی کے لحاظ سے نقلیات کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) باعتبار وضع لغت ۔ خاص، عام، مشترک۔ ماوّل۔

(۲) باعتبار استعمال معنائے وضعی وغیر وضعی میں حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ۔

(۳) باعتبار ظہور وخفائے معنے جن کو متقابلات کہتے ہیں۔

باعتبار ظہور ظاہر، نص، مفسر، محکم

باعتبار خفا رخفی، مشکل، مجمل، تمشابہ

۴۔ باعتبار کیفیت دلالت ۔ عبارۃ النص، اشارۃ النص۔ دلالۃ النص۔ اقتضاء النص۔

تقسیم اول | خاص۔ وہ لفظ جو معنائے واحد کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

خاص کے تین قسمیں ہیں۔ (۱) خاص شخص ۔ (۲) خاص نوع۔ (۳) خاص جنس۔

۱۔ خاص شخص جو بہت سے افراد پر صادق نہ آئے جیسے زید۔ اسی کو منطقی جزئی حقیقی کہتے ہیں۔

۲۔ خاص نوع ۔ وہ کلی جو متحد الغرض افراد پر صادق آئے جیسے مرد۔ عورت

منطقین کے پاس ایک حقیقت و ماہیت کو نوع کہتے ہیں جیسے انسان۔

۴۔ خاص الجنس :۔ وہ کلی جو مختلف الاغراض افراد پر صادق آئے جیسے انسان۔

منطقین کے پاس جنس وہ کلی ہے جو مختلف ماہیتوں پر صادق آئے جیسے حیوان۔

حکم خاص | قرآن کے لفظِ خاص پر عمل کرنا ضروری ہے۔ خاص میں کسی طرح بیانِ تفسیر کی احتیاج نہیں۔ وہ خود ظاہر و واضح ہوتا ہے۔ اگر قرآن کے خاص کی مخالفت خبر واحد یا قیاس سے ہوتی ہے۔ تو اگر ان کے جمع کرنے سے خاص کے حکم میں کوئی تغیر نہ آتا ہو تو دونوں پر عمل ہوگا۔ ورنہ صرف خاصِ قرآن پر عمل ہوگا۔ جو متواتر اور یقینی ہے۔

مثلاً قرآن میں ہے فاقرءوا ما تیسر من القرآن اور جزو واحد میں لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ہے۔ پس مطلق قرارت فرض ہوگی۔ اور قرارت سورہ فاتحہ واجب ہوگی نہ کہ فرض۔

عام | جو ایک سے زیادہ چیزوں کے لئے بوضع واحد موضوع ہو۔ اور وہ غیر محصور ہو جیسے مشرکون یا مسلمون۔ اور من ما۔ (جو شخص جو چیز) اور کل وغیرہ۔

عام دو قسم پر ہے۔ غیر مخصوص۔ (۲) مخصوص۔

۱۔ عام غیر مخصوص جس میں سے کوئی شئے خاص نہ کی گئی ہو۔

حکم عام غیر مخصوص۔ ایسا عام خاص کی طرح قطعی ہے۔ اس پر عمل لازم ہے۔ قرآن کے عام کی خبر واحد یا قیاس سے تخصیص صحیح نہیں۔ ہر قسم کے خطاب کے عموم میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔

اگر یٰایہا النبی یا یٰایہا الرسول کے ساتھ خطاب کیا گیا ہو تو اس میں امت بھی داخل ہے۔

اگر پیغمبر کسی امتی کو خطاب کرے تو حنفیہ کے پاس عام نہ ہوگا۔ دوسرے ائمہ

کے پاس عام ہے جمع کو جمع کی طرف مضاف کریں تو پہلی جمع کا عدم دوسری جمع کے احاد میں ہر ایک کے مقابل نہیں ہوتا مثلاً اموالھم۔ تو اس کے معنی ہر ایک کے ہر ایک قسم کے مال کے نہیں ہیں۔

عام کبھی مدح یا ذم کا متضمن ہوتا ہے تو حنفیہ کے پاس تمام افراد کو شامل ہوتا ہے جیسے اِن الابرار لفی نعیم۔

اگر شارع کسی حکم کو کسی علت سے معلل کر دے مثلاً شراب کی علت سکر بتائی ہو۔ تو اس کو معین کے لیے عموم قیاسی سمجھا جائے گا۔

۲۔ عام مخصوص وہ عام ہے جس کے حکم سے بعض افراد علٰحدہ ہو جائیں تو اس خصوص کو عام کا "مخصص" کہتے ہیں جیسے فاقتلوا المشرکین کے حکم سے وَان اَحَدٌ من المشرکین استجارك فاجرہ پس فاقتلوا المشرکین عام مخصوص ہے،

مخصص کبھی مجمل یا نامعلوم ہوتا ہے۔ جیسے احل اللہ البیع وحرم الربوٰا کہ ربوٰ مجمل ہے۔ حدیث میں اس کی گونہ تفصیل ہے۔

واضح ہو کہ قرآن مجمل ہو تو اس کی تفصیل حدیث سے اور حدیث مجمل ہو تو اس کی تفصیل قیاس سے ہوتی ہے۔

مخصص عام میں داخل نہ ہونے کے اعتبار سے مثل استثناء کے ہے اور مستقل و علٰحدہ ہونے کے لحاظ سے مثل ناسخ کے ہے۔

عام مخصوص خواہ معلوم ہو یا نہ ہو ظنی ہے مگر واجب العمل ہے۔

عام بعد تخصیص بھی بقیہ افراد کے لئے حقیقت ہے۔

قرآن کے عام مخصوص کی تخصیص خبر احاد و قیاس سے ہو سکتی ہے۔

اگر عام کا صیغہ جمع یا اسم جمع کا ہو تو تین فرد باقی رہنے تک تخصیص ہو سکتی ہے۔ جب عام کا صیغہ جمع یا اسم جمع کا نہ ہو تو ایک فرد باقی رہنے تک تخصیص

ہو سکتی ہے۔ اگر جمع میں تین افراد نہ ہیں۔ یا اسم جنس میں ایک فرد بھی نہ ہے تو یہ
نسخ ہوگا نہ کہ تخصیص۔

مشترک | وہ لفظ جو مختلف وضع سے متعدد معانی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

عموم مجاز جائز ہے اور عموم مشترک جائز نہیں۔

لفظ مشترک سے وقت واحد میں کئی معنی نہیں لئے جا سکتے۔ اگر ایک معنی
معین ہو جائے تو پھر دوسرا معنی نہیں لیا جا سکتا۔

بعض دفعہ لفظ مشترک کے ایک ایسے مجازی معنی لئے جاتے ہیں۔ جو حقیقت
پر بھی صادق آتے ہیں۔ اس کو "عموم مجاز" کہتے ہیں جو جائز ہے کیونکہ اس
وقت مجاز ہی مقصود ہوتا ہے۔

عموم مشترک یعنے مشترک سے کئی حقیقی معنی مراد نہیں لئے جا سکتے۔

ماوّل | لفظ مشترک کے متعدد معانی سے ایک معنی مجتہد کی غالب رائے سے متعین
ہو جائے تو وہ ماوّل ہے۔

حکم ماول۔ وہ ظنی ہے مگر واجب العمل ہے۔

حقیقت و مجاز | ہم حقیقت و مجاز کی تعریف اور احکام سے پہلے دلالت کے اقسام
بیان کر دیتے ہیں۔

دلالت مطابقی | لفظ کا پورے معنیٰ موضوع لہٗ پر دلالت کرتا ہے۔

تضمنی | لفظ سے پورے معنائے موضوع لہٗ کے ضمن میں جزء کا سمجھ میں آنا دلالت تضمنی ہے۔

التزامی | لفظ سے خارج مگر لازم معنی کا سمجھ میں آنا دلالت التزام ہے۔

حقیقت | لفظ کا معنائے موضوع لہٗ میں مستعمل ہونا۔

مجاز | لفظ کا معنائے غیر موضوع لہٗ میں کسی قرینہ اور علاقہ سے مستعمل ہونا۔

علاقہ مجاز: مشابہت و مجاورت ہے جس میں علاقہ، مشابہت ہو وہ استعارہ ہے

جس میں علاقہ مجاورت ہو وہ مجاز مرسل ہے۔

استعارہ میں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ وجہ شبہ۔ مستعار۔ مستعار لہٗ۔

مستعار | یا مشبہ بہ جس سے تشبیہ دیجاتی ہے جیسے اسد۔

مستعار لہٗ | یا مشبہ۔ جس کو تشبیہ دیجاتی ہے جیسے زید جو شجاع ہے۔

وجہ شبہ | وہ وصف جو مشبہ و مشبہ بہ میں پایا جاتا ہے جیسے شجاعت۔

یہ اصطلاح علمائے بیان کی ہے۔ علمار اصول کے پاس استعارہ و مجاز ہم معنی ہیں۔ علمائے اصول کے پاس علاقہ تشبیہ کو اتصال معنوی اور مجاز مرسل کو اتصال صوری کہتے ہیں۔

اتصال صوری | سبب مسبب۔ علت معلول۔ جز و کل وغیرہ میں ہوتا ہے۔

علت و معلول میں تلازم رہتا ہے اس لئے علت کہکر معلول اور معلول کہکر علت مراد لے سکتے ہیں جیسے شراء و ملک کہ شرار علت ہے اور ملک معلول پس شرار کہکر ملک اور ملک کہکر شرار مراد لے سکتے ہیں۔

سبب | مسبب کا محتاج الیہ ہے مسبب سبب کا محتاج الیہ نہیں۔ اس لئے مسبب کہکر سبب مراد لے سکتے ہیں مسبب کہکر سبب مراد نہیں لے سکتے جیسے طلاق و آزادی پس آزادی سے طلاق مراد لے سکتے ہیں۔ طلاق سے آزادی مراد نہیں لے سکتے پس اگر کوئی اپنی زوجہ کو کہے میں نے تجھکو آزاد کیا اور طلاق مراد لی تو ہو سکتا ہے اور لونڈی کو کہے میں نے تجھکو طلاق دی اور آزادی مراد لی تو صحیح نہیں۔

حکم حقیقت و مجاز | حقیقت کے لئے قرینہ کی ضرورت نہیں۔ مجاز کے لئے قرینہ کی ضرورت ہے۔ ایک لفظ سے ایک استعمال میں معنائے حقیقی و مجازی مراد نہیں ہو سکتے

حقیقت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) متعذر۔ (۲) متروک۔ (۳) مستعمل۔

(۱) متعذر۔ جس کا سمجھ میں آنا دشوار ہے۔ (۲) متروک۔ جس کو محاورہ میں
ترک کر دیا گیا ہو۔ (۳) مستعمل۔ جو محاورہ میں مستعمل ہو۔

اگر حقیقی معنی متعذر یا متروک ہوں تو مجازی معنے لئے جائیں گے۔ اگر حقیقت
و مجاز دونوں مستعمل ہوں یا حقیقت کثیر الاستعمال ہو تو حقیقت اولیٰ ہے اگر حقیقت مستعمل ہو
مگر مجاز متعارف یعنی کثیر الاستعمال ہو تو امام کے پاس حقیقت اولیٰ ہے اور صاحبین کے
پاس مجاز متعارف اولیٰ ہے صحت مجاز کے لئے معنے حقیقی کا ممکن ہونا شرط ہے اگر حقیقت ممکن نہیں تو کلام لغو ہے

قراین مجاز | (۱) عادۃً لغوی معنی متروک ہوں۔ (۲) سیاق کلام مراد حقیقت سے
اِبا و انکار کرے۔ (۳) قصد و ارادہ کلام ترک حقیقت پر دلالت کرے۔ (۴) محل
کلام حقیقی معنیٰ سے اِبا و انکار کرے۔

صریح و کنایہ | صریح وہ واضح معنیٰ ہے جس پر لفظ بلا قرینہ دلالت کرے حکم صریح
کے لئے نیت ضرور نہیں۔

کنایہ | وہ غیر واضح معنے جس کے سمجھنے کے لئے قرینہ کی ضرورت ہو۔ حقیقت متروکہ
(مہجورہ) کنایہ میں داخل ہے۔ مجاز متعارف صریح میں داخل ہے۔

حکم کنایہ۔ کنایہ کیلئے نیت یا دلالت حال کی ضرورت ہے۔

متقابلات | ظاہر: جو کلام ظاہر المراد ہو وہ قابل تاویل ہو گا یا نہ ہو گا۔ اگر نا قابل
تاویل ہو۔ اور ظہور محض الفاظ سے ہو تو ظاہر ہے۔

نص | اگر ظہور معنی لفظ کو سیاق عبارت سے بھی تائید ہوتی ہو تو نص ہے۔

جو کلام قابل تاویل ہو تو وہ یا تو نا قابل نسخ ہوگا یا قابل نسخ ہوگا اگر قابل نسخ
ہو تو مفسر ہے اگر نا قابل نسخ ہو تو محکم۔

خفی، مشکل، مجمل، متشابہ | جو کلام خفی المراد ہو۔ اور وجہ خفا نفس لفظ نہ ہو۔ بلکہ لفظ کے سوا
کوئی عارضی سبب ہو تو خفی۔ اگر خفائے مراد نفس لفظ سے ہو تو یا تو قراین میں غور وکا

سے خفا دور ہو سکتا ہو گا یا نہ ہو گا۔ اگر خود تامل سے خفا دور ہو سکتا ہو تو مشکل ہے۔ اگر ہمارے تامل سے خفا دور نہ ہو سکتا ہو تو یا تو تفسیر کی امید ہو گی یا نہ ہو گی اگر تفسیر کی امید ہو تو مفسر ہے اور تفسیر کی امید نہ ہو تو متشابہ۔

حکم ظاہر۔ ظاہر پر علم وعمل قطعاً واجب ہے۔

ہر حکم کا بلا وجہ جیسے محتمل مجاز ہونا صرف احتمال عقلی ہے جو غیر معتبر ہے۔ لھذا ظاہر کی قطعیت و وجوب پر نرا احتمال مجاز کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔

حکم نص۔ نص پر علم وعمل واجب ہے۔ مگر عقلاً عام، محتمل تخصیص ہے۔ اور حقیقت محتمل مجاز۔ مگر چونکہ یہ احتمال بھی دلیل سے ناشی نہیں۔ لہذا نص کی قطعیت پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔

حکم مفسر۔ مُفَسَّر پر علم وعمل قطعاً واجب ہے۔ مفسر میں احتمال عقلی نسخ کا ہے۔

حکم محکم: محکم واجب الیقین اور واجب العمل ہے۔ ان اللہ بکل شئ علیم۔

ترجیح بوقت تعارض | تعارض کی صورت میں ظاہر پر نص کو، نص پر مفسر کو، مفسر پر محکم کو ترجیح ہو گی۔

حکم خفی | خفی کے معنے دریافت کرنے میں تفتیش کرنی چاہئے۔ کہ یہ خفا اور عدم ظہور آیا معنی کی زیادتی سے ہے۔ (جیسے طرار (کیسہ بر) میں چوری کے معنی کی زیادتی ہے یا معنی کی کمی سے۔ جیسے نباش یعنے کفن چور میں عدم حفاظت کی وجہ سے چوری کے معنے کی کمی ہے۔ تو معنی کی زیادتی کی صورت میں حکم متعلق ہو گا۔ اور کمی کی صورت میں حکم متعلق نہ ہو گا۔

حکم مشکل | مراد متکلم یعنے خدا و رسول پر اعتقاد رکھنا پھر سیاق وسباق اور قرائن وغیرہ میں کافی تامل کرنا تاکہ معنی ظاہر ہو جائیں۔

حکم مجمل۔ اللہ کی مراد پر ایمان رکھے۔ شارع کے کلام سے بیان کو طلب کرے مجمل کا بیان گو یہ مفصل ہوتا ہے جیسے لفظ صلوٰۃ کی تفسیر بعض دفعہ مجمل کا بیان ہر گو نہ مجمل رہتا ہے۔ اور تفصیل کے لئے تلاش اور غور کی ضرورت ہوتی ہے۔

حکم متشابہ | اللہ کی مراد پر ایمان رکھے۔ اور اس پر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو متشابہات کے معنی معلوم تھے اور ہمکو بھی قیامت کے دن معلوم ہو جائیں گے۔ قدیم بزرگوں کا یہی طریقہ تھا۔

جب معتزلہ اور مجسمہ وغیرہ بدعتیوں سے کام پڑا تو متاخرین نے بھی متشابہات کی مناسب تاویل شروع کر دی۔

بیان | مبہم، مجمل، مشکل کلام محتاج بیان رہتا ہے۔

بیان، مقصود کے ظاہر کرنے کا نام ہے کبھی بیان اس کلام کو کہتے ہیں۔ جس سے مقصود ظاہر کیا جائے۔

وجوہ بیان پانچ ہیں، تقریر۔ تفسیر۔ تغییر۔ ضرورت۔ تبدیل۔

بعض لوگ بیان تبدیل کو نسخ کہتے ہیں۔ بعض لوگ استثناء کو بیان تغییر اور شرط کو بیان تبدیل کہتے ہیں۔ اور نسخ کو اقسام بیان میں شریک نہیں کرتے۔

قرآن کا بیان تغییر و تقریر خبر واحد سے جائز ہے۔ مگر تغییر خبر واحد سے جائز نہیں۔ کیونکہ خبر واحد قرآن سے قوت میں کم ہے۔ اس لئے خبر واحد سے حکم قرآن میں تغیر نہیں ہو سکتا۔

وقت ضرورت عمل سے بیان کی تاخیر جائز نہیں۔ ہاں وقت خطاب سے بیان تقریر و تفسیر کی تاخیر جائز ہے۔

بیان تقریر | بعض دفعہ کلمہ یا کلام کے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر ان میں مجاز یا

خصوص کا احتمال باقی رہتا ہے پس بیان تقریر سے ایسی تاکید کیجاتی ہے کہ احتمال غیر کا رفع ہوجائے۔

بیان تفسیر: بعض دفعہ کلام کی مراد بوجہ کلام کے مجمل یا مشترک یا خفی یا مشکل ہونے کے واضح نہیں ہوتی۔ اس کی توضیح کا نام تفسیر ہے۔

بیان تغییر: جس سے لفظ کے ظاہر معنی میں تغیر آجائے وہ بیان تغییر ہے۔

بیان تغییر میں مغیر کا متصل اور کلام غیر کا مستقل ہونا ضرور ہے۔

بیان تغییر کے کئی اقسام ہیں۔

شرط۔ استثنا۔ صفت۔ غایت۔ قرینہ۔ مجاز۔

استثنا: مستثنیٰ منہ سے مستثنیٰ کی مقدار نکالنے کے بعد جو کچھ باقی رہے اس کو بیان کرنا مقصود ہو۔

شرط: لغت میں موقوف علیہ کو کہتے ہیں۔

شرط دو طرح پر ہے۔ (۱) وہ امر خارجی جس پر شئے موقوف ہو مگر اس پر مرتب نہو۔ (۲) وہ شئے جس پر حکم مرتب ہو۔

پہلے معنے کے لحاظ سے انتفار شرط سے انتفار مشروط ہوتا ہے۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے انتفار شرط سے انتفار مشروط ضرور نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کسی اور شرط سے مشروط ہوکر پایا جائے۔

شرط دو قسم پر ہے۔ (۱) عقلی۔ (۲) شرعی۔

(۱) شرط عقلی جس کے شرط ہونے کا حکم عقل نے کیا ہو۔ جیسے وجود عرض کیلئے وجود جوہر شرط ہے۔

(۲) شرط شرعی جس کو شرع نے مشروط کیا ہو جیسے نماز کے لئے وضو۔

شرط بھی مخصصات متصلہ سے ہے۔ جو چیز شرط پر معلق ہوتی ہے۔ وہ اس وقت تک

سبب حکم نہیں بنتی جبتک شرط نہ پائی جائے پس معلق بالشرط کا وجود شرط کے وقت سبب بنے گا۔ وقت سے پہلے نہ بنے گا۔ شرط موجود نہ ہونے تک معلق بالشرط اپنے عدم محلی کے سبب سے معدوم رہتا ہے۔ نہ کہ عدم شرط کی وجہ سے۔ تعلیق ملک سبب ملک سے وابستہ ہوتی ہے۔

تغییر حکم بصفت | صفت دو طرح کی ہے۔ (۱) جو ذات کی قید ہو۔ (۲) جو اتفاقی ہو۔ پس صفت سے بھی حکم میں تغییر ہوتی ہے۔

صفت کے تین درجہ ہیں۔ ادنیٰ۔ اوسطٰ۔ اعلیٰ۔

ادنیٰ | وہ صفت جو قید اتفاقی ہو۔ اور اس سے غرض متعلق نہو۔ جیسے ربائبکم اللاتی فی حجورکم۔ فی حجورکم قید اتفاقی ہے۔

اوسط | وہ صفت جو شرط کے معنے میں ہو جیسے "من فتیاتکم المومنات" میں المومنات "بطور شرط ہے۔

اعلیٰ | وہ صفت جو علت کے معنی میں ہو جیسے السارق والسارقہ اہل اصول کے پاس علت کے انتفاء سے معلول کا انتفاء ضروری نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ معلول دوسری علت کیساتھ پایا جائے۔ اعلیٰ کا جب یہ حال ہے تو دوسری صفات کے انتفاء سے معلول کا انتفا کیونکر لازم آئیگا۔

تغییر بغایت | غایت دو طرح پر ہے۔

(۱) یہ کہ فعل کے کسی چیز یا کسی جگہ پر منتہی ہونے پر دلالت کرے۔ اور وہ چیز یا مکان اس حصہ سے باہر ہو۔

(۲) یہ کہ وہ چیز یا مکان اس کے حصے سے باہر نہ ہو۔

اگر غایت (یعنی انتہائی حد) مُغیّا سے (یعنی اس چیز سے جس کی انتہا ہوتی ہے۔ علیحدہ بذات خود قائم ہو۔ اور معنی کے وجود کی محتاج نہ ہو تو معنی میں داخل نہ ہوگی

مثلاً گھراس دیوار سے اس دیوار تک ہے تو دونوں دیواریں خارج ہوں گی۔
اگر غایت بنفسہٖ قائم نہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اگر غایت کو صدر کلام یعنی ابتدائی حصہ کلام شامل ہوگا تو وہ غایت متید کے حکم میں داخل ہوگی۔ اور اس کا حکم اپنے ماسوا کے اخراج کے لئے ہوگا جیسے الی المرافق تو ہاتھ دھونے میں کہنیاں داخل ہوں گی۔

(۲) اگر صدر کلام میں غایت شامل نہ ہو یا اس کے شامل ہونے میں شبہ ہو تو مغیا میں غایت داخل نہ ہوگی۔ اور حکم اس حد تک ممتد ہو کر رہ جائے گا۔ اتموا الصیام الی اللیل تو رات روزہ میں داخل نہ ہوگی۔

بیان ضرورۃ اگر بیان ضرورت کے لئے کوئی دلالت کرنے والا لفظ نہیں ہے مگر مقتضائے کلام کی ضرورت سے وہ بیان حاصل ہوتا ہے۔ بیان ضرورت کی چار قسمیں ہیں جن میں۔ سکوت' خود مراد پر دلالت کرتا ہے۔

(۱) بیان ایسا واضح ہو کہ مثل کلام کے ہو مثلاً کیا زید آیا ہے کے جواب میں صرف آیا۔

(۲) متکلم کا حال بیان مراد پر دلالت کرے مثل باکرہ کا سکوت اطلاع نکاح پر حکم میں اذن کے ہے۔

(۳) ہو کہ کے دفع کے لئے مثلاً شفیع کا سکوت اطلاع بیع پر حکم میں اذن کے ہے۔

(۴) دفع طول کلام کے لئے مثلاً دس ۲ روپے بعوض پانچ سو روپے اور دو روپیہ کے ہوں گے۔

بیان تبدیل یا نسخ اگر ایک زمانہ میں اقتضائے مصلحت سے ایک حکم دیا گیا ہو۔ اور دوسرے زمانے میں مصلحت بدلجانے کی وجہ سے دوسرا حکم دیا گیا ہو

تو پہلا حکم منسوخ اور دوسرا ناسخ ہے۔

منسوخیت کا محل ممکن ہے کہ قتل ہو۔ پس جو حکم عقلی یا واجب لذاتہ ہو۔ جیسے ایمان" یا ممتنع لذاتہ ہو جیسے کفر' وہ منسوخ نہیں ہوتا۔ جو تابید اور دوام پر دلالت کرتے جیسے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ

اب کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اکرمؐ کا انتقال ہو چکا ہے جو ناسخ کے بیان کرنے والے تھے۔

دوام، صریح لفظ سے ثابت ہوتا ہے یا دلالت سے۔

اگر ایک خاص وقت کے لئے ایک حکم دیا گیا تھا۔ اور وقت کے گزر جانے کے بعد وہ حکم اٹھ گیا تو اس کو نسخ نہیں کہتے۔ عمل سے پہلے بھی حکم کا نسخ ہو سکتا ہے۔ ضعیف قوی کا ناسخ نہیں ہو سکتا۔ لهذا قیاس اجماع کا۔ اجماع خبر آحاد کا۔ اور وہ خبر متواتر کا یا قرآن کا ناسخ نہیں ہو سکتا۔

اکثر کا قول ہے کہ قرآن کا نسخ خبر متواتر سے جائز ہے۔

نص کا کوئی وصف جاتا رہنا بھی نسخ ہی کی ایک قسم ہے مثلاً کسی نص کے عموم یا اطلاق کا جاتا رہنا بھی نسخ ہی ہے۔

احادیث مشہورہ سے قرآن مجید پر زیادتی جائز ہے۔ خبر متواترہ مشہورہ کے سوائے دوسرے سے زیادتی جائز نہیں۔ نہ خبر واحد سے نہ قیاس سے۔

نسخ حکم بغیر بدل کے بھی جائز ہے

ایک حکم کا نسخ دوسرے ایسے حکم سے جو اول سے کمتر یا برابر بلکہ سخت تر ہو تو بھی جائز ہے۔

حمل مطلق و مقید | نص مطلق و مقید کے وارد ہونے کی پانچ صورتیں ہیں۔

(۱) غیر حکم میں وارد ہوں، مثلاً اسباب و شروط میں تو مطلق کا حمل مقید پر

نہ ہوگا۔

(۲) ایک ہی حکم ایک ہی حادثہ میں وارد ہو تو مطلق کو مقید پر حمل کیا جاتا ہے۔

(۳) مطلق ومقید ایک ہی حکم میں وارد ہوں مگر حادثے دو ہوں۔ تو حنفیہ کے پاس مطلق کا حمل مقید پر نہ کیا جائے گا۔

(۴) حادثہ ایک ہو اور حکم دو ہوں، حنفیہ کے پاس مطلق کا حمل مقید پر نہ ہوگا۔

(۵) دو حکم دو حادثوں میں وارد ہوں تو مطلق کا حمل بالاتفاق مقید پر نہ ہوگا۔

مفہوم | امام شافعی رح کے پاس مدلول مطابقی وتضمنی کو منطوق۔ اور مدلول التزامی کو مفہوم کہتے ہیں۔

مفہوم کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مفہوم موافق | مسکوت عنہ نفی واثبات میں منطوق کے حکم میں ہو۔

۲۔ مفہوم مخالف | مسکوت عنہ اس حکم میں منطوق کے مخالف ہو۔

مفہوم مخالف کی شرط یہ ہے کہ۔ (۱) منطوق کا ذکر بطریق عادت کے نہو (۲) مفہوم مخالف منطوق سے اولیٰ یا مساوی نہ ہو۔ (۳) منطوق کسی سوال کے جواب میں نہو۔ (۴) کسی حادثہ کی بنا پر نہو۔ (۵) نہ اس لئے نہ ہو کہ سامع ناواقف اس حکم سے واقف ہو جائے۔

مفہوم مخالف کے اقسام | (۱) مفہوم لقب۔ (۲) مفہوم عدد۔ (۳) مفہوم وصف۔ (۴) مفہوم شرط۔

حنفیہ کے پاس کسی شئے کے بیان سے دوسرے کی نفی نہیں نکلتی سب سے قوی تر چیز شرط وعلت ہے مگر ہو سکتا ہے کہ ایک علت وشرط نہ پائی جائے تو معلول ومشروط دوسری علت یا شرط کے ساتھ پایا جائے۔

متعلقات نصوص | جس سے الفاظ کے معنیٰ پر دلالت کرنے کی کیفیت معلوم

ہوتی ہے۔

متعلقات نصوص چار ہیں۔(۱) عبارۃ النص۔ (۲) اشارۃ النص۔ (۳)۔ دلالۃ النص۔ (۴) اقتضاء النص۔

عبارۃ النص | وہ حکم جو معنی لفظ و سیاق و مقصود کلام سے ثابت ہو۔

اشارۃ النص | وہ حکم جو الفاظ کلام سے بغیر زیادت کے ثابت ہو مگر سیاق اس کے لئے نہو۔

چونکہ اشارہ میں سیاق مدد نہیں دیتا۔ لہذا بہ نسبت عبارت کے اشارہ میں خفا ء مراد ہے۔

عبارت و اشارت دونوں لفظ سے ثابت ہوتے ہیں۔ لہذا انمیں عموم بھی ہوتا ہے خصوص بھی۔

عبارت و اشارت میں تعارض ہو تو عبارت کو اشارت پر ترجیح ہے۔

دلالۃ النص | الفاظ سے ایک حکم نکلتا ہے۔ اس کی علت ایسی واضح ہوتی ہے کہ ہر زبان دان اس کو سمجھتا ہے کچھ قیاس فقہی و اجتہاد کی ضرورت نہیں۔ نیز قیاس فقہی ظنی ہے۔ اور دلالت النص قطعی ہے۔ اس سے حدود و کفارات تک ثابت ہوتے ہیں۔

دلالۃ النص کی مثال ولا تقل لھما اف تا فیف یعنے اُن کہنے کی علت ایذا رسانی ہے۔

دلالت بغیر واسطہ کے ثابت ہوتی ہے اور اشارۃ بواسطہ علت کے دلالت غیر مقصود ہوتی ہے اور اشارت مقصود۔

دلالت و اشارۃ النص میں تعارض ہو تو بعض کہتے ہیں کہ قوی تر کو ترجیح ہے اور بعض کے پاس علی العموم اشارہ کو ترجیح ہے۔

اقتضاء النص | وہ تقدیر ہے جو نص کی تصحیح کے لئے کی جاتی ہے۔ کیونکہ بغیر مقتضاء نص کے معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔

اشارۃ النص بھی قطعی ہے۔ وقت تعارض اشارۃ کو اقتضاء پر ترجیح ہے۔
اقتضاء النص کو عموم نہیں۔ کیونکہ وہ لفظ نہیں اقتضاء النص بقدر ضرورت مانا جائے گا۔

تاویل وجودی | اکثر لوگ باہم اختلاف کرتے ہیں ایک شخص ایک قسم کا وجود مانتا ہے اور دوسرا دوسری قسم کا۔ کسی قسم کا وجود نہ ماننا تو صریح انکار ہے۔ اعلیٰ قسم کا وجود جبتک محال ثابت نہ ہو۔ ادنیٰ قسم کا وجود لینا انکار نہیں ہے۔ مگر ایک قسم کا جہل وتعدی ضرور ہے۔

امام محمد غزالی نے اعلیٰ وجود کے محال ہونے کے وقت، ادنیٰ درجے کے وجود کے قائل کی تکفیر کی ہے۔

وجود کی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) وجود خارجی یا عینی یا شہادی یا ذاتی۔ (۲) وجود خیالی یا حسی۔ (۳) وجود عقلی۔ (۴) وجود شبہی۔ (۵) وجود مجازی۔
وجود خیالی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مجاز عقلی۔ (۲) مجاز لغوی۔

وجود خارجی | ہمارے ذہن حس اور عقل سے خارج ذات شئے کا وجود مثلاً زید ہے۔ یعنی خارج میں اپنی ذات سے ہے ہم نے ذات زید کو دیکھکر اس کو موجود فی الخارج ادراک کیا ہے۔

وجود خارجی یا ذاتی بھی دو قسم کا ہے۔ (۱) ایک لذاتہ یعنی دوسرے سے مستفاد نہیں بلکہ خود بخود بے واسطہ ہے۔ مثلاً خدائے تعالیٰ موجود ہے۔

(۲) دوم بواسطہ۔ ممکنات و مخلوقات کا وجود لذاتہ نہیں ہے بلکہ قدرت وخلق وامر الٰہی سے موجود ہے مثلاً زید ہے۔ یعنی خدا کے پیدا کرنے سے یا مثلاً

نورشمس ہے یعنے لذاتہٖ اور قمر منور ہے یعنی مستفاد نورشمس سے ہے۔ وجود للذات وبالذات ذات حق میں منحصر ہے۔

وجود خیالی یا حسی یعنی ہم خارج میں زید کو دیکھکر اس کے فوٹو اور صورت کو اپنے حاسہ میں لاتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ حواس خمسہ ظاہری سے تمام صورتیں حس مشترک میں جو ایک خاص قوت ہے جمع ہو جاتی ہیں۔ اور ہم کو نظر آتی اور محسوس ہوتی ہیں۔ بہرحال جب حس مشترک سے التفات ہٹ جاتا ہے تو یہ صورتیں اس کے خزانہ میں جسکو خیال کہتے ہیں۔ مخزون وجمع ہو جاتی ہیں۔ پھر جب دوبارہ التفات کرتے ہیں۔ تو پھر حس مشترک میں واپس آکر پھر نظر آتی ہیں مثلاً ہم نے زید کا ایک زمانہ کے بعد خیال کیا۔ اور اس کی صورت خیال سے حس مشترک میں آکر نظر آ گئی۔

خیال دو قسم کا ہے۔ (۱) خیال متصل۔ ہمارا اپنا خیال۔ (۲) خیال منفصل عالم کا خیال جس کو عالم مثال کہتے ہیں۔

یہ ہمارا اپنا خیال ہمارے تحت قدرت ہے جب چاہیں دیکھ لیں اور عالم مثال ہمارے تحت قدرت نہیں۔ خواب میں خیالی صورتیں نظر آتی ہیں۔ اگر یہ خیالی صورتیں خود ہم سے پیدا ہوئی ہیں تو یہ خواب اضغاث احلام یعنے واہی تباہی خواب ہے۔ اگر عالم مثال سے صورتیں نظر آئیں تو رویای صادقہ ہے۔

بعض دفعہ خود ہمارا تخیل قوی ہو کر نہ صرف ہمکو بلکہ دوسروں کو بھی نظر آتا ہے۔ ہمارے شخصی خیال سے عالم مثال کو ایک ربط ہے۔ ہمارا شخصی خیال ایک نقطہ پر جم جاتا ہے تو عالم مثال جلد منکشف ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل ہمارے مضمون عالم مثال اور حکمت اسلامیہ میں ملاحظہ ہو۔

وجود عقلی | صور و خیال و خصوصیات سے مجرد ہو کر ایک کلی و مطلق و مجرد معنی کا وجود، وجود عقلی یا وجود مجرد کہلاتا ہے مثلاً غضب ایک قوت ہے کہ دفع اعدار اور ان پر غلبہ حاصل کرتی ہے۔ ہمارے غضب میں اس قوت کے اظہار کے وقت خون دل بہ غرض انتقام جوش کرتا ہے۔ اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے بغضب کلی میں جوش خون دل کو دخل نہیں۔ پس غضب اللہ میں جوش خون دل نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت ہے جو لوازم جسم بشری سے پاک ہے اور جس کے لئے وجود خیالی نہیں بلکہ وجود عقلی ہے۔

وجود شبہی | ایک شے سے اس کا شبیہ مراد لینا۔ یا یوں سمجھو کہ ایک شئے کا اس کے شبیہ و مشابہ کی صورت میں نظر آنا مثلاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو دودھ کی صورت میں دیکھا۔ یا مثلاً قہر کو کسی نے آگ کی صورت میں دیکھا یا غضب کو شیر کی صورت میں یا طاعون کو ہاتھی کی صورت میں یا اسماء و صفات الٰہی کو بعض بعض تشبیہی صورتوں میں پس قہر خدا کا وجود شبہی آگ ہے وجود شبہی سے اس کی حقیقت کی طرف راہ نکال لینا تشبیہی خواب یا کشف کی تعبیر دینا لیاقت کا کام ہے۔ اگر کسی نے یہ کہا کہ قہر الٰہی قیامت میں آگ کا تمثل لیتا ہے تو بالکل صحیح ہے یا کسی نے قہر الٰہی ہی کو آگ کہا۔ یا آگ کی حقیقت قہر الٰہی بتائی تو بھی بالکل درست ہے یا کسی نے حجر اسود کے یمین اللہ ہونے کے یہ معنی بتائے کہ جس طرح ہاتھ بغرض تعظیم چوما جاتا ہے۔ اسی طرح بغرض تعظیم شعائر اللہ حجر اسود چوما جاتا ہے اسلئے حجر اسود کو یمین اللہ کہا گیا تو درست ہو

استعارہ | الغرض کہ وجود شبہی میں ایک قسم کا استعارہ ہوتا ہے جو لوگ واقف ہیں۔ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب عین ثابت کے تشبیہات و تمثیلات ہی ہیں۔

وجود مجازی | کسی علاقہ کی وجہ سے ایک شئے سے اس کا متعلق مراد لیا جائے

مثلاً کسی نے کہا کہ ایسی زور کی بارش ہوئی کہ پرنالے بہ رہے تھے۔ تو پرنالے کیطرف بہنے کی نسبت اس کے محاور دینے قریب کی چیز پانی اکیوجہ سے ہے پس اس نسبت مجازی کی وجہ سے ہم پرنالے کے بہنے کے منکر نہیں۔ دیکھو، یاھامان ابن لی صرحا میں بنار کی نسبت ہامان کی طرف کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ حکم دینے والا تھا۔

ولما یعلم اللہ المجاھدین منکم والصابرین میں عدم علم کی نسبت اللہ کی طرف ہے۔ حالانکہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے اس علاقہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ اور رسول ہیں۔ میں ان تمام مباحث کو یہاں اس چھوٹی سی کتاب میں بتفصیل نہیں بیان کر سکتا۔ بالجملہ اعلیٰ درجہ کا وجود جبتک ممکن ہو۔ ادنیٰ قسم کا وجود نہ لینا چاہئے اپنے جہل و نا واقفیت کی وجہ سے جس طرح انکار درست نہیں اسی طرح تاویل بعید بھی بعید من الحق ہے۔

امر امیں امور ذیل قابل بحث ہیں۔ امر کے اقسام ؛ وجہ امر۔ امر موقت۔
نہی۔ اس کے اقسام ؛ وجہ نہی۔
احکام کے اقسام "حقوق" "متعلقاتِ احکام" "اہلیت"
امر کو بعض لوگ خاص کی ایک قسم سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ متعلقات احکام میں اس کو شریک کرتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ نری لفظی بحث میں امر داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں نے امر کو مباحثِ معنوی میں شریک کیا ہے۔ اسی طرح [illegible]م احکام کی بحث کو مباحثِ معنوی میں شامل کیا ہے۔

امر متبوع یا آقا کا اپنے تابع یا ماتحت کو حکم دینا یعنی "کرو کہنا" امر ہے۔
امر دو طور سے ہوتا ہے۔ (۱) صریح صیغۂ امر جیسے۔ اٰتوا الزکوٰۃ۔ زکوٰۃ دو۔
دوم امر کے معنی مطلوب ہوں جیسے وللہ علی الناس حج البیت۔

حج بیت اللہ لوگوں پر خدا کا فرض ہے۔ اصل خدا تعالیٰ کے امر میں وجوب ہے۔

اباحت | ندب تہدید وغیرہ کے لئے بھی قرینہ ہو تو صیغۂ امر آسکتا ہے۔

ترک واجب سے تارک۔ دنیا میں فوراً مستحق مذمت اور آخرت میں مستحق عذاب ہوتا ہے۔ مامور بہ کو یعنی اس کام کو جس کا امر کیا گیا ہے۔ ایک بار بجالانے سے مامور بری الذمہ ہوجاتا ہے۔ امر میں تکرار کا احتمال نہیں کیونکہ "امر" مختصر ہے "امر کو کرنا" جو تکرار پر دلالت نہیں کرتا۔

"امر" اسم جنس ہے جو وحدت پر دلالت کرتا ہے۔ وحدت کبھی اصلی ہوتی ہے یعنی ایک ہی فرد پر صادق آتی ہے کبھی وحدت اعتباری ہوتی ہے۔ جو تمام جنس کو شامل ہوتی ہے۔ لہذا امر سے جب مطلق ہوتا ہے تو وحدت حقیقی اور اصلی یعنے فرد واحد جو ادنیٰ قرینہ ہے مقصود ہوتی ہے۔ اور وحدت اعتباری یعنی جملہ افراد کے لئے نیت ضرور ہے

ادا و قضا | امر کا امتثال دو طور پر ہے۔ ادا۔ قضا۔

ادا | مامور بہ کو وقت معین پر عدم سے وجود میں لانا۔

قضا | مامور بہ کے مثل کو دوسرے وقت میں کرنا جس سبب سے ادا واجب ہوتی ہے اسی سے قضا بھی واجب ہوتی ہے وقت گزر جانے سے امر کا وجوب باطل نہیں ہوتا۔

اقسام ادا و قضا | ادا و قضا کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خالص۔ (۲) غیر خالص۔

ادائے خالص کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کامل۔ (۲) ناقص۔

۱۔ کامل | جس کو تمام صفات شرعیہ کے ساتھ ادا کیا جائے۔

۲۔ ناقص | جو تمام صفات شرعیہ کے ساتھ ادا نہ ہو۔

قضائے خالص کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کامل۔ (۲) ناقص۔

بمثل معقول کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کامل۔ (۲) ناقص۔

قضا بمثل معقول جس میں مماثلت۔

بمثل معقول کامل | جس میں صورت خاص وصفت دونوں میں مماثلت ہو جیسے روٹی کے عوض روٹی۔

بمثل معقول ناقص | جس میں معنوی مماثلت ہو مثلاً روٹی کے عوض اس کی قیمت۔

قضا بمثل غیر معقول۔ جس کی مماثلت کو معمولی عقل دریافت نہیں کر سکتی نہ یہ کہ رد کرتی ہے۔ مثلاً جان کا کفارہ دینا۔

حکم ادائے کامل | ادائے کامل سے آدمی بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

حکم ادائے ناقص | اگر نقصان کی تلافی مثل سے ممکن ہو تو کی جائے ورنہ حکم نقصان ساقط مگر گناہ باقی رہتا ہے۔

ترک واجب کا بدلہ سہو سجدہ۔ اور ترک تعدیل ارکان کی تلافی نہیں مگر گناہ باقی ہے۔

ادا شبیہ بہ قضا | وہ ادا جس میں اصل مامور بہ تو ہو مگر اس کا کوئی وصف فوت ہو جائے جیسے لاحق کہ اس نے امام کیساتھ نماز شروع کی۔ وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے نماز کو تنہا پورا کیا۔

قضا بمثل معقول کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کامل۔ (۲) ناقص۔

مثلاً فائتہ کی قضا جماعت سے ادا کرنا قضائے کامل ہے۔ اور تنہا پڑھنا قضائے ناقص۔ جبتک کامل پر عمل ممکن ہو مثل ناقص پر عمل درست نہیں۔

قضا بمثل غیر معقول | مثلاً روزے کے عوض میں فدیہ یعنے فقیر کو کھانا کھلانا۔ یا قتل و دیت۔

جس کا مثل ممکن نہ ہو۔ نہ صوری نہ معنوی۔ اس میں قضا متصور نہیں مگر گناہ

باقی رہے گا۔ لہذا مغصوب شئے کے نفع کا ضمان غاصب کو دینا نہ آئے گا۔ البتہ زوائد مثلاً جانور کا دودھ اور اس کا بچہ اور درخت کے پھل کا ضمان دینا پڑیگا۔

قضا شبیہ بہ ادا | میں دونوں کی رعایت کی جائے گی مثلاً جس شخص نے نماز عید میں امام کو پایا تو اس کو چاہئے کہ اول افتتاح کی تکبیر کہے پھر رکوع کی پھر عید کی تکبیریں کہے۔

وجہ امر یا مامور بہ کا حسن و قبح | فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ حضرت حکیم علی الاطلاق کا ہر حکم "امر ہو یا نہی" مبنی بر حکمت ہے پس وہ حسن کا امر اور قبیح کی نہی کرتا ہے۔ مگر اس حسن قبح کے جاننے کے لئے عقل انسانی کافی نہیں ورنہ پیغمبر اور شریعت کی ضرورت نہ رہتی پس تمام افعال کے حسن و قبح کو ظاہر کرنے والا شارع ہے۔ لہذا نفس مامور بہ کے لحاظ سے گو حسن و قبح واقعی ہے مگر ہمارے علم کے اعتبار سے شرعی ہے۔ اہل حق کا ہرگز مذہب نہیں ہے۔ کہ دریافت حسن و قبح میں جس کا عامل مستحق ثواب و عذاب ہو عقل کافی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔ صرف وجود واجب تعالیٰ کے متعلق امام نے فرمایا ہے کہ وہ بالکل بدیہی ہے اور یہ کہ صرف کفر باللہ ناقابل معافی ہے۔

تحقیق یہ ہے کہ خیر محض وجود محض ہے۔ اور شر محض عدم محض دوسرے امور خیر و شر اضافی ہیں جن امور میں جانب وجود قوی ہے اور ان سے آثار وجود نمایاں تر ہیں وہ خیر کثیر پر مشتمل ہیں۔ جن امور میں جانب عدم قوی ہے اور آثار وجود ان سے کمتر نمایاں ہیں۔ وہ شر کثیر پر مشتمل ہیں۔ مگر شخصی طور پر ہر شئے کی خیریت و شریت حسن و قبح کے دریافت کرنے سے عقل عاجز ہے۔ اس لئے یہ کام ہے یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ کا۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے علم کے اعتبار سے حسن و قبح شرعی ہے۔ اور واقع اور حقیقت کے لحاظ سے حسن و قبح وہبی

وحقیقی ہے۔ اس کو عقلی کہنا بے معنی ہے۔

اقسام حسن و قبح | مامور بہ دو قسم پر ہے ۔ (۱) حسن لذاتہ۔ (۲) حسن لغیرہ۔

حسن لذاتہ | جس فعل کی ذات میں حسن ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حسن لعینہ بالذات۔ (۲) حسن لعینہ بالواسطہ۔

(۱) حسن لعینہ بالذات۔ جس کی خوبی میں غیر کی مداخلت نہ ہو۔

حسن لعینہ بالذات کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) دائم۔ (۲) زائل۔

۱۔ بالذات دائم | جس کی خوبی زائل نہ ہو سکے۔ کیونکہ اس کی ذات خوبی کو بغیر کسی دوسری چیز کے چاہتی ہے۔ ایسی شئے ذمہ مکلف سے کبھی ساقط نہیں ہوتی۔ جیسے ایمان و تصدیق قلبی۔

۲۔ بالذات زائل | کسی عارضی وجہ سے حسن جاتا رہتا ہے۔ اور فعل ساقط۔ جیسے صلوٰۃ حائض کے لئے۔

حسن لعینہ بالواسطہ | جس کی خوبی میں غیر کا دخل ہو۔ مثلاً زکوٰۃ" اضاعت مال ہے مگر اعانت غربار و مساکین کے لئے۔

حسن لغیرہ | جس کی ذات میں خوبی نہ ہو بلکہ کسی دوسرے کی وجہ سے اسمیں خوبی پائی جائے۔

حسن لغیرہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) منفصل۔ (۲) متصل۔

(۱) منفصل کو قائم بنفسہ اور متصل کو غیر منفصل قائم بہ مامور بہ بھی کہتے ہیں۔

منفصل یا قائم بنفسہ | جس غیر کی وجہ سے حسن آیا ہے۔ اس کے ادائے مامور بہ ادا نہیں ہوتا بلکہ اس کی ادا کے لئے ایک جدا امر کے بجالانے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے نماز جمعہ کے لئے مشے۔

متصل یا قائم بہ مامور بہ | وہ کہ مامور بہ کے ادا کرنے سے غیر بھی ادا ہو جائے

جیسے جہاد و اعلاء کلمۃ اللہ۔

چونکہ مطلق فرد کامل کی طرف رجوع کرتا ہے لہذا مطلق امر حسن لذاتہ بالذات دائم پر محمول ہوگا۔ دوسرے اقسام کے لئے دلیل اور قرینہ کی ضرورت ہے۔

تکلیف مالایطاق | جو شئے انسان کی قدرت سے باہر ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔ اعلیٰ۔ اوسط۔ ادنیٰ۔

اعلیٰ | وہ شئے جو بذاتہ ممتنع ہے۔ جیسے جمع اضداد۔ جزء کا کل سے بڑا ہوتا ہے

اوسط | وہ شئے جو بذاتہ ممکن ہے مگر قدرت سے باہر ہے۔

اوسط کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اصل قدرت سے باہر۔ (۲) عادتاً قدرت سے باہر جیسے ہزار من کا بوجھ سر پر اٹھالینا۔

ادنیٰ فی نفسہٖ ممکن ہو۔ تحت قدرت ہو۔ عادت سے باہر نہ ہو مگر علم الٰہی میں مقدر نہ ہو۔ اس قسم کی چیز کا امر ہو سکتا ہے۔ اور وہ فی نفسہٖ تکلیف مالایطاق نہیں۔ خدا تعالیٰ کو معلوم ہونے سے کہ یہ شخص باوجود امر کے ہرگز نہ کرے گا حقیقۃً تکلیف مالایطاق نہیں ہے۔ اس اعلیٰ و اوسط کا حکم خدائے تعالیٰ نہیں دیتا۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔

قدرت | بندہ نہ مختار محض ہے نہ مجبور محض ہے۔ بلکہ امر بین امرین۔ یہ مسئلہ بہت دقیق اور تفصیل طلب ہے۔ تاہم مختصر یہ کہ۔ (۱) علت ناقصہ کے اعتبار سے مختار ہے۔ علت تامہ کے اعتبار سے مجبور ہے۔

۲۔ ارادہ کے بعد کے امور میں مختار ہے۔ خود ارادہ اور ارادہ کے قبل کے امور میں مجبور ہے۔

۳۔ عالم شہادت کے لحاظ سے مختار ہے۔ تقدیر و علم الٰہی کے لحاظ سے مجبور ہے۔

(۴) افعال جزئیہ کے اعتبار سے مختار ہے۔ کلیات و نظام عالم کے لحاظ سے مجبور ہے۔

(۵) اختیار مشہود ہے۔ عدم اختیار عقلی ہے۔

(۶) قانوناً مختار ہے۔ فلسفۃً مجبور ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عدم اختیار کا لفظ تو اس مقام میں صحیح ہے مگر جبر کا لفظ غلط ہے۔ کیونکہ کسی نے روکا نہیں ہے۔ لیکن ہونا ضرور ہے۔

اقسام قدرت | قدرت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) وہ قدرت جو جزء اخیر علت ہے ۲۔ سلامت اسباب یا علت ناقصہ۔

جزء اخیر علت | جب تمام اسباب جمع ہو جاتے ہیں۔ تو بعد ارادہ "قبل فعل" ایک قدرت ملتی ہے جس کے بعد فعل موجود ہوتا ہے۔ اس قدرت کے بعد فعل لازم ہوتا ہے۔ اس قدرت کو فعل سے زماناً تقدم نہیں ہوتا بلکہ صرف رتبۃً تقدم ہوتا ہے اور زمانہ کے لحاظ سے قدرت و فعل معاً ہوتے ہیں۔

اصول فقہ میں اس قدرت سے کوئی غرض متعلق نہیں بلکہ یہاں قدرت بمعنی سلامت اسباب سے غرض ہے۔

قدرت بمعنی سلامت اسباب کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) قدرت ممکنہ (باب تفعیل سے) (۲) قدرت میسرہ۔

قدرت ممکنہ | جس کے بغیر فعل نہ ہو سکے۔

قدرت میسرہ | جس میں وجود فعل کے لئے ہر قسم کی سہولت ہو۔

صرف ممکن | جس میں امور بہ صرف ممکن ہے مثلاً ایک نے قسم کھائی کہ اس پتھر کو سونا بنا دیگا۔ وجوب کفارہ کے لئے یہ امکان کافی ہے۔ یا مثلاً کافر مسلمان ہو اور اس کو وقت اتنا ملا کہ تکبیر تحریمہ نماز کے لئے کہہ سکتا تھا۔ تو نماز

واجب ہو گئی۔ اور قضا پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ قیام شمس ممکن ہے۔

قدرت میسّرہ | جس میں کافی وقت واسباب ہوں۔ یہ واجبات مالیہ میں ہے مثلاً زکوٰۃ۔ حج۔ کہ ان کے لئے وقت واسباب شرط ہیں۔ جب قدرت میسرہ نہیں رہتی تو یہ واجب بھی نہیں رہتا۔ مثلاً نصاب زکوٰۃ و استطاعت حج باقی نہ رہے تو (زکوٰۃ و حج بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔ اور بندہ گنہگار نہیں ہوتا۔

مامور بہ کی قسمیں دو ہیں۔ (۱) مطلق۔ (۲) موقت۔

مامور بہ مطلق | جس کا ادا کرنا کسی وقت پر منحصر نہ ہو مثلاً زکوٰۃ۔

حکم مطلق۔ آخر عمر تک تاخیر کرنے میں گنہگار نہیں ہوتا۔

مامور بہ موقت | جو وقت معین میں ادا کیا جاتا ہے۔

موقت کے اقسام و احکام بیان کرنے سے پیشتر ہم چند الفاظ کے معنی بتا دیتے ہیں۔

ظرف | ایسا وقت کہ مامور بہ سے زیادہ ہو۔ جیسے نماز کا وقت۔

معیار | ایسا وقت کہ ٹھیک مامور بہ کے مساوی ہو۔ مثلاً روزہ اور دن۔

شرط یہ ہے | کہ وقت سے پیشتر مامور بہ کا ادا کرنا صحیح نہ ہو۔ اور وقت فوت ہونے کے بعد مامور بہ بھی فوت ہو جائے۔ جیسے نماز اور وقت نماز۔ سبب جس کی وجوب مامور بہ میں تاثیر ہو۔ اگر وقت کامل ہو تو مامور بہ بھی کامل ہوتا ہے۔ اور وقت مکروہ ہو تو مامور بہ بھی مکروہ مثلاً نماز۔

اب ہم کہتے ہیں کہ موقت کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) وقت فعل کا ظرف۔ اور ادا کی شرط۔ اور وجوب کا ظرف ہو۔ مثلاً نماز کہ وقت سے پیشتر نہیں ہو سکتی نہ اس کے بعد کیونکہ مشروط اسے مقدم نہیں ہو سکتا جہاں "وقت" شرط ادا نہ ہو۔ بلکہ شرط وجوب ہو۔ جیسے زکوٰۃ۔ کہ وجوب زکوٰۃ

کے لئے ملک نصاب پر برس گذرنا شرط ہے تو زکوٰۃ سال سے پہلے ادا ہو سکتی ہے

۲۔ وقت موقت کا معیار ہو اور اس کے وجوب کا سبب ہو جیسے رمضان تو اس میں دوسرا روزہ صحیح نہیں اور بغیر رمضان کی تعیین کے رمضان ہی کا روزہ ہوتا ہے۔

۳۔ وقت مامور بہ کا معیار ہو مگر سبب نہ ہو جیسے قضاء رمضان۔

۴۔ وقت کا نہ ظرف ہونا یقینی ہو نہ معیار ہونا جیسے حج۔

نہی | طلب ترک فعل ہے۔ یا یوں کہو کہ نفس کو فعل سے روکنا۔

نہی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) قبیح لعینہٖ۔ (۲) قبیح لغیرہٖ۔

قبیح لعینہٖ | جس کی ذات میں قباحت ہو۔

قبیح لغیرہٖ | جس میں غیر کی وجہ سے قباحت ہو۔

قبیح لعینہٖ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) قبیح لذاتہٖ۔ (۲) قبیح لجزئہٖ۔

قبیح لذاتہٖ | کہ اس کے پورے اجزاء قبیح ہوں۔

قبیح لجزئہٖ | کہ اس کے بعض اجزاء قبیح ہوں۔

پھر قبیح لعینہٖ کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) وضعی۔ (۲) شرعی۔

وضعی | یہ کہ ورود شرع سے پہلے ہی قبیح تھا۔ مثلاً کفر اور زنا۔ اس کی حرمت دائمی رہتی ہے۔

قبیح شرعی | کہ شرع نے اس کو حرام کیا جیسے نماز بے وضو۔

قبیح لغیرہٖ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بوصف دائم۔ (۲) لمجاور یا وصف غیر دائم

قبیح بوصف دائم | مثلاً عید کے دن کا روزہ رد ضیافت الٰہی کی وجہ سے قبیح ہے۔

قبیح لمجاور | جیسے بعد اذان جمعہ بیع وشراء۔ اگر سعی میں فرق نہیں آتا مثلاً۔

دونوں (تاجر وگاہک) موٹر میں بیٹھے نماز کو جاتے ہوئے بیع وشریٰ کریں تو مکروہ ہے۔ مگر وہ نہیں فعل کی حرمت احکام شرعیہ کے مرتب ہونے کے منافی نہیں مثلاً حائض سے نکاح کرنے سے۔ احصان۔ نسب۔ نفقہ لازم آجاتے ہیں۔

افعال شرعی وحسی سے نہی | افعال دو قسم پر ہیں۔ (۱) شرعی۔ (۲) حسی۔

شرعی | وہ فعل جس کا تحقق شرع پر موقوف ہو۔ مثلاً نماز۔

حسی | جس کا تحقق شرع پر موقوف نہ ہو مثلاً زنا قتل۔

جب افعال حسی سے نہی متعلق ہو۔ اور کوئی مانع نہ ہو تو نہی قبیح لعینہٖ پر دلالت کریگا۔ کیونکہ یہی اصل ہے۔ نہی میں قبیح لغیرہٖ کے لئے قرینہ کی ضرورت ہے۔ نہ کہ قبیح لعینہٖ کے لئے۔

اگر افعال شرعی سے نہی متعلق ہو تو وہ فعل قبیح لغیرہٖ پر محمول ہوگا۔ اور اصل کی وجہ سے صحت ومشروعیت ملحوظ ہوگی۔ اگر قرینہ ہو تو قبیح لعینہٖ پر حمل ہوسکے گا۔

بعض افعال کو شارع نے احکام مقصود کے لئے وضع کیا ہے۔ جیسے روزہ ثواب کے لئے۔ اور بیع ملک کے لئے۔ اور بعض مواضع میں اس سے منع بھی کیا ہے۔

فعل حسی قبیح لعینہٖ ہے تو باطل۔ فعل شرعی قبیح لعینہٖ ہے تو باطل ہے فعل شرعی وصف قبیح لغیرہٖ کے سبب ہو تو فاسد ہے فعل شرعی مجاور کی وجہ سے قبیح لغیرہٖ ہے تو وہ فعل صحیح ہے۔ مگر مکروہ۔

اگر کوئی دلیل نہ فعل کے قبیح لعینہٖ ہونے پر ہو نہ قبیح لغیرہٖ ہونے پر تو وہ فعل اصل کے لحاظ سے صحیح اور وصف کے لحاظ سے فاسد ہوگا۔

باطل | جس کے رکن واصل میں خرابی ہو۔ اس پر احکام مترتب نہیں ہوتے جیسے معدوم کی بیع۔

فاسد | جس کی اصل صحیح اور وصف فاسد ہو۔ ایسی چیز مفید ملک ہے مگر اس پر

تصرف حرام ہے۔

افعال شرعیہ سے نہی | جب مشروعات سے نہی متعلق ہو۔ اور ان کے قبیح عینہ ہونے پر دلیل نہ ہو تو قبیح بغیرہ پر محمول ہوں گے اور یہ باعتبار اپنی اصل کے صحیح سمجھے جائیں گے۔ مگر مشروعیت ایسی چیز میں باقی رہ سکتی ہے جس کی حرمت کو مشروعیت کے حکم کے ساتھ ثابت رکھنا ممکن ہو۔

جہاں رکن نہ ہو وہ شئے باطل ہے۔ اس کو نفی و نسخ پر محمول کرنا چاہئے یعنی وہ فعل ہے ہی نہیں۔ نہی پر جیسے پیٹ میں کے بچے کی بیع کہ مال نہیں۔

نہی کا دوام اور عموم | زمانہ کے ایک حصہ میں بھی امر پر عمل ہوگا۔ تو امتثال امر ہو گیا۔ امر کا نقیض نہی ہے۔ تو نہی دوام پر دلالت کرے گی جس کو فی الفور ہونا بھی لازم ہے۔
مطلق نہی میں تمام عمر میں دوام۔ اور مقید میں مدت قیام قید تک۔

حکم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تکلیفی۔ (۲) وضعی۔

حکم تکلیفی دو قسم پر ہے۔ (۱) عزیمت۔ (۲) رخصت۔

۱۔ عزیمت | جو ابتداءً مشروط۔ اس کی مشروعیت عوارض و مواضع کی وجہ سے نہ ہو جیسے روزۂ رمضان ایک حکم اصلی ہے۔

عزیمت کے اقسام یہ ہیں۔

فرض | جو دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس کی تصدیق و امتثال ضرور ہے۔ انکار سے کفر۔ اور بغیر عذر کے ترک سے فسق لازم آتا ہے۔ جیسے نماز۔

جس فرض کا انکار تاویل رکیک سے ہو تو وہ موجب کفر نہیں۔ بلکہ موجب فسق ہے۔ جس فرض کا انکار تاویل اجتہادی سے ہو۔ وہ نہ کفر ہے نہ فسق بلکہ خطا ہے جیسے ربع سر کا مسح۔

واجب | جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ ہو جیسے عام مخصوص البعض مجمل۔

ماؤل۔ خبر واحد سے مثلاً صدقہ فطر۔ قربانی۔ حکم واجب علم ظنی۔ تارک گنہگار۔
بعض دفعہ واجب کا استعمال فرض اور واجب دونوں سے عام ہوتا ہے۔
سنت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) سنت ہدیٰ۔ (۲) سنت زائدہ۔
سنت ہدیٰ دین کا وہ طریقہ ہے جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ واصحابہ رضی اللہ عنہم چلتے تھے۔ سنت ہدیٰ کی بجا آوری چاہئے۔ تارک لائق ملامت ہے جیسے جماعت۔ اذان۔
سنت زائدہ وہ کام جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عبادت کے نہ کیا بلکہ بطور عادت کے کیا ہو مثلاً کھانا پینا۔ سونا اس کو مندوب ادب فضیلت ومستحب بھی کہتے ہیں۔
نفل جس کے کرنے پر ثواب ہو۔ ترک پر نہ عذاب ہو نہ ملامت۔
نفل کے شروع کرنے سے پہلے اختیار رہتا ہے۔ شروع کرنے کے بعد اس کا اتمام ضروری اور واجب ہوتا ہے۔
رخصت عزیمت کی سختی کا بعض عذرات کیوجہ سے آسانی کی طرف متغیر ہونا۔
لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔
رخصت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حقیقۃً۔ (۲) مجازاً۔
(۱) حقیقۃً کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) سبب حرمت باقی ہو۔ (۲) سبب حرمت ہو مگر حکم حرمت نہ ہے۔ سبب حرمت وحرمت بھی ہو۔ مگر عذر کیوجہ سے سہولت پیدا ہوگئی ہو۔ مثلاً اظہار کفر۔ خوف جان وقطع اعضا کی وجہ سے جائز ہے۔
حکم جبتک ہوسکے عزیمت اختیار کرے۔ رخصت پر عمل کرے گا تو گنہگار نہ ہوگا۔ مگر مرتبہ فوت ہوجائے گا۔
سبب حرمت ہو مگر حرمت نہ ہے جیسے مسافر کو افطار۔

حکم | کمال سبب کی وجہ سے عزیمت اولیٰ ہے۔ پس مسافر کو روزہ اولیٰ ہے۔
رخصت مجازی | کی پہلی قسم سابقہ امتوں کے لحاظ کرتے اسلام میں سہولت ہے
رخصت مجازی کی دوسری قسم۔ تمام رخصت میں کام خود ساقط۔ دوسرے
موقعوں پر مشروع مثلاً سفر میں قصر نماز۔
حکم۔ عزیمت پر عمل مناسب نہیں۔ پس قصر صلوٰۃ اکمال سے اولیٰ ہے
احکام وضعی | حکم وضعی۔ ایک شئی کا دوسری شئی سے تعلق۔
احکام وضعی (۵) ہیں۔ (۱) رکن۔ (۲) علت۔ (۳) شرط۔ (۴) سبب
(۵) علامت۔
رکن۔ جس سے شئے قائم ہو۔ اور جس کے عدم سے شئے معدوم ہو۔
رکن کی دو قسمیں ہیں۔ رکن اصلی۔ رکن زائد۔
رکن اصلی کے انتفاء سے نفس شئے باقی نہیں رہتی۔ مثلاً بیع کے لئے ایجاب
وقبول۔
رکن زائد۔ وہ شرائط اور امور خارجیہ جن کو رکن کے برابر اہمیت ہے
مگر ان کے انتفاء اور دور ہونے سے حکم نہیں جاتا حقیقت یہ ہے کہ ایسے امور
کو مجازاً رکن کہتے ہیں نہ حقیقۃً۔
علت | وہ امر خارج جس کی طرف حکم وجوب بلا واسطہ مضاف ہو۔
علت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) اسمیہ۔ (۲) معنویہ۔ (۳) حکمیہ۔
علت اسمیہ | علت حکم کے لئے موضوع ہے۔
علت معنویہ | علت حکم میں موثر ہو۔
علت حکمیہ | علت پائے جاتے ہی بلا تاخیر حکم بھی پایا جاتا ہو۔
علت کی ایک دوسری تقسیم۔ (۱) علت تامہ۔ (۲) علت ناقصہ۔

علت تامہ | جو اسماً و معناً و حکماً علت ہو۔ شرع میں علت حقیقۃً یہی ہے۔

علت ناقصہ | اسم اور معنی اور حکم کا مجموعہ نہ ہو۔ خواہ دو وصف ہوں یا ایک علت اسماً و معناً و حکماً جیسے بیع مطلق (بلا شرط) ملک کے لئے۔

علت اسمیہ جیسے بیع بالشرط۔

علت معنویہ۔ گواہان زنا کا تزکیہ اجراء حد میں۔

علت حکمیہ۔ جیسے راستہ میں کنواں کھودنا۔ مار ڈالنے کے لئے۔

علت معنویہ و اسمیہ۔ جیسے بیع بالخیار۔

علت معنویہ و حکمیہ۔ علت کا جزء اخیر جیسے رشتہ اور ملک میں ملک آزادی کے لئے

علت اسمیہ و حکمیہ۔ سفر رخصت کے لئے۔

سبب | حکم کی طرف پہنچاتا ہے۔ مگر موثر نہیں ہوتا۔ لہذا حکم کے لئے سبب اور حکم کے درمیان علت کا ہونا ضرور ہے۔

سبب تین قسم پر ہے۔ (۱) علت کے معنے و حکم میں ہوتا ہے۔ (۲) سبب حقیقی۔ (۳) سبب مجازی۔

(۱) وہ سبب جو علت کے معنے و حکم میں ہے۔ وہ ہے کہ خود علت اس سبب کی طرف منسوب ہو۔ مثلاً کسی شخص نے جانور کو ہانکا۔ اور جانور نے کسی چیز کو روند کر تلف کر دیا جانور کا ہانکنا سبب ہے۔ جانور کا روندنا علت ہے۔ چیز کا تلف ہونا معلول ہے کیونکہ تلف ہونا۔ روندنے کی طرف نسبت کیا جاتا ہے۔ اور روندنا ہانکنے کی طرف پس سبب علت العلل ہے۔

(۲) سبب حقیقی اس کو سبب محض بھی کہتے ہیں کہ حکم و علت کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور سبب کی طرف نہ حکم منسوب ہوتا ہے نہ علت مثلاً پتہ بتا کر چوری

کرا دینا۔

سبب مجازی | کسی امر کو معلق بہ شرط کرنا مثلاً طلاق مشروط۔ و نذر مشروط کہ جزو وقوع پر مرتب نہ کہ اس تعلیق کو سبب کہتے ہیں۔

سبب کو مسبب اور دلیل کو مدلول کا قائم مقام کرنا | کبھی سبب کو سبب کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ سبب ہی داعی و باعث ہوتا ہے مثلاً سفر اور مرض کو قائم مقام مشقت کے کیا گیا ہے۔ چاہے کسی سفر میں مشقت نہ بھی ہو۔ کیونکہ سفر ہی باعث مشقت ہے۔

۲ **سبب کی دلیل کو مدلول کا قائم مقام بنانا** | کیونکہ سبب ہی داعی باعث ہے

دلیل | جس کے علم سے دوسری شئے کا علم حاصل ہو جائے۔ مثلاً کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو مجھ سے دشمنی رکھتی ہے۔ تو تجھکو طلاق ہے۔ اور وہ عورت دشمنی رکھنے کا اقرار کرے تو قائم مقام دشمنی ہے۔ کیونکہ اقرار دشمنی دلیل دشمنی ہے۔

شرط۔ وہ ہے جس کے ساتھ کسی شئے کا وجود معلق و مشروط کیا جائے۔ شرط ماہیت سے خارج ہوتی ہے۔ وجوب اس سے متعلق نہیں ہوتا۔

شرط کی چار قسمیں ہیں۔ شرط محض۔ مشابہ علت۔ مشابہ سبب شرط مجازی

شرط محض کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حقیقی۔ (۲) جعلی۔

شرط حقیقی | جس پر حکم عقلاً یا شرعاً موقوف ہو جیسے گواہ نکاح کے لئے شرط ہیں۔ نکاح بغیر گواہ کے نہیں ہوتا۔

شرط غیر حقیقی یا جعلی | یعنی شرط کے ساتھ مشروط کا ہونا ضرور نہیں مثلاً تعلیق شرط بہ مشروط کہ یہ تعلیق شرط غیر حقیقی ہے مثلاً کوئی طلاق کو گھر سے نکلنے پر مشروط کرے تو یہ کہنا بھی شرط کہلاتا ہے۔ مگر غیر حقیقی۔

(۲) شرط مشابہ علت ۔ کہ حکم اس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی

علت اس کی معارض نہو۔ مثلاً راستہ میں کنواں کھودنا ہلاکت کی شرط ہے اور ہلاکت اس کی طرف بھی مضاف ہوتی ہے۔

۳۔ شرط مشابہ سبب کے شرط و مشروط کے درمیان فعل فاعل مختار حائل ہو اور یہ اصل میں شرط کی طرف مضاف نہ ہو۔ اور شرط فعل پر سابق ہو۔ مثلاً کسی جانور کے پنجرہ کا دروازہ کھول دیا جائے اور وہ جانور نکل جائے۔

۴۔ شرط مجازی کہ صورۃً شرط ہو مگر حکماً شرط نہ ہو۔ مثلاً ایک کام کی دو شرطیں ہیں ایک متقدم ایک متاخر تو شرط متقدم کو شرط مجازی کہتے ہیں۔

علامت۔ جو کسی شئے کے وجود کی نشانی ہو۔ مگر اس شئے کا وجوب اور وجود اس سے متعلق نہ ہو۔ مثلاً محصن یعنی شادی شدہ ہونا علامت حق رجم ہے۔

افعال مکلف شارع کا خطاب مکلف کے افعال سے متعلق ہوتا ہے۔

افعال مکلف کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) محض حق اللہ۔ (۲) خالص حق العباد (۳) حق اللہ غالب۔ (۴) حق العباد غالب۔

محض حق اللہ مثلاً تعظیم کعبہ۔ حرمت زنا، خالص حق العباد۔ جیسے کسی کا مال بے اجازت لینا۔ حق اللہ غالب۔ تہمت زنا۔ حق العباد غالب جیسے قصاص۔

حق اللہ کی آٹھ قسمیں ہیں۔ (۱) خالص عبادت۔ (۲) عقوبات کاملہ (۳) عقوبات قاصرہ۔ (۴) مشترک درمیان عبادت و عقوبت۔ (۵) عبادت مشتمل بر مؤنت (۶) مؤنت مشتمل بر عبادت۔ (۷) مؤنت مشابہ عقوبت۔ (۸) حق مشتمل۔

عبادات خالصہ کی تین قسمیں ہیں۔ اصل۔ لاحق۔ زاید۔ مثلاً ایمان میں اصل تصدیق ہے تو اقرار باللسان لاحق ہے۔ اعمال صالح زائد ہیں۔

عقوبات کاملہ حدود سزائیں ہیں جو حقوق الٰہی کے لئے واجب ہوتی ہیں۔ پس قصاص حد نہیں کیونکہ اس میں حق العباد غالب ہے۔ حد گناہوں سے پاک

نہیں کرتی۔ بلکہ توبہ پاک کرتی ہے۔ توبہ سے عقوبات دنیوی ساقط نہیں ہوتے

۳۔ **عقوبات قاصرہ** | مثلاً قاتل کا محروم الارث ہونا۔

۴۔ **مشترک درمیان عقوبت وعبادت** | جیسے کفارات۔

۵۔ **عبادت مشتمل بر مؤنت** | جس میں صرفۂ مال ہو۔ جیسے صدقہ فطر۔

۶۔ **مؤنت مشتمل بر عبادت** | جیسے عشر۔

۷۔ **مؤنت مشابہ عقوبت** | مثلاً کفار پر خراج۔

اطلاع ۔ عشر نمو حقیقی یعنی حقیقی پیداوار ہوتا ہے۔ اور خراج نمو تقدیری پر یعنی زمین سے نفع پیدا کر سکنے کی قدرت پر۔

۸۔ **حق مستقل** | وہ حق اللہ جو بذاتہ قائم ہو۔ اس میں عبادت یا عقوبت یا مؤنت کچھ نہ ہو۔ بلکہ خالص خدا کا حق ہو۔ مثلاً جہاد، مال غنیمت۔

اصل وخلف | حق اللہ وحق العباد کی دو قسمیں ہیں۔ اصل۔ خلف

جب اصل کی بجاآوری ممکن نہ ہو یا متعذر ہو تو خلف اس کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ مثلاً وضو کا خلف تیمم ہے۔

مکلف یا مامور | وہ شخص جس سے فعل کے لئے خطاب شرع متعلق ہو خطاب کی اہلیت کے لئے عقل ضروری ہے۔

عقل کے چار مرتبے ہیں۔ ہیولانی۔ (۲) عقل بالفعل۔ (۳) عقل بالملکہ۔ (۴) عقل مستفاد۔

عقل ہیولانی | اس میں صرف معقولات کے قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے

عقل بالفعل | اس میں بعض ضروریات کا علم ہوتا ہے اور اکتساب نظریات کی استعداد ہوتی ہے۔

عقل بالملکہ | اس مرتبہ میں انسان اکتساب نظریات کرتا ہے۔

عقل مستفاد| اس مرتبہ میں تمام نظریات بدیہی ہوجاتے ہیں۔
مبدا رعقل| شرع میں بعض ضروریات کا مان لینا مدارِ تکلیف ہے۔ شرع میں اعتدالِ عقل کا اندازہ بلوغ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ عاقل غیر بالغ بچہ کو ایمان کی تکلیف نہیں لیکن ایمان لائے تو معتبر ہے۔ بلوغ اور غور وفکر شے کے لئے کافی وقت ملنے کے بعد کفر نامقبول ہے اور ایمان ضرور ہے۔
اہلیت| خطاب الٰہی سے مخاطب ہونے کی صلاحیت کو رکھتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ قانون شرع کیسے شخص سے متعلق ہوتا ہے۔ فطرت انسانی" اطاعت احکام الٰہی کی مقتضی ہے لہذا ہر آدمی وجوب و امتثال احکام الٰہی کا ذمہ دار ہے۔

جنین یعنی پیٹ میں کا بچہ آزادی وغلامی میں ماں کا تابع ہوتا ہے۔ اور ان حقوق کا اہل ہے جو اس کو نفع بخش ہیں جیسے آزادی" وارث ہونا نسب اس کے لئے وصیت"۔ پیدا ہونے کے بعد اگر اس کا دلی نیابۃً حقوق انفاس ادا کرتا ہے تو وہ بھی اس سے متعلق ہوں گے۔ جیسے اتلاف مال کا ضمان نبچے سے حقوق اللہ متعلق نہیں ہوتے جیسے نماز یا زکوٰۃ۔

ایسی عبادت جس میں غالب موانت یعنی صرفہ مال ہے بچے سے متعلق ہوتی ہے جیسے عشر وخراج۔

دوسری قسم اہلیت کی افعال شرعیہ کی ادائی ہے اور یہ دو طور پر ہے۔
(۱) اہلیت قاصرہ۔ (۲) اہلیت کاملہ۔
۱۔ اہلیت قاصرہ| جس سے قصور کیساتھ عبادات ادا ہوجاتے ہیں۔ اور یہ قدرت قاصرہ کیساتھ ثابت ہوتی ہے جیسے معتوہ یعنی بدفہم ومخبوط۔ یا عقلمند بچہ۔ ایسا شخص اگر عبادت کرے تو ادا ہوجائے گی۔ گو اس پر واجب نہیں۔
اہلیت قاصرہ سے جو چیزیں ثابت ہوتی ہیں وہ چھ ہیں۔

(۱) حسن لحق اللہ۔ ناقابل سقوط۔ (۲) قبیح لحق اللہ ناقابل سقوط۔ (۳)۔
مابین حسن و قبیح۔ (۴) حقوق عباد نافع محض۔ (۵) حقوق عباد مضر محض۔
(۶) مابین نفع و ضرر۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ایسے حقوق جو حسن اور عمدہ ہیں۔ اور ان میں بُرائی کا احتمال نہیں ہے جیسے ایمان۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے ایسے حقوق کہ وہ بُری باتوں کے متعلق ہو۔ اور ان کی بُرائی کسی طرح دور نہیں ہو سکتی مثلاً۔ ارتداد اسلام یعنی اسلام سے پھر جانا۔ عاقل بچہ کے ارتداد سے اس کی بیوی کا نکاح باطل ہوگا۔ وہ مسلمانوں کا وارث نہ ہوگا۔ اس پر اسلام کی طرف رجوع کرنے کیلئے سختی کی جائے گی۔ مگر قتل نہ کیا جائیگا کیونکہ قتل قابلیت محاربہ کی وجہ سے ہے۔ امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک بچہ کا ارتداد احکام دنیا کے حق میں صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ ضرر محض ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے حقوق کہ کبھی مناسب ہوتے ہیں کبھی خاص حالات کی وجہ سے نامناسب ہو جاتے ہیں جیسے نماز و روزہ کہ حالت حیض و نفاس میں مشروع نہیں۔ البتہ ان حقوق کا طفل عاقل سے ادا ہونا صحیح ہے۔ مگر اس کے ذمہ کوئی ضمان و تاوان لازم نہیں آتا۔

۴۔ بندوں کے ایسے حقوق جو خالص نفع ہیں۔ جیسے تحفہ یا صدقہ قبول کرنا۔

...ح ہیں۔

۵۔ بندوں کے وہ حقوق جن میں نقصان ہی نقصان ہو۔ جیسے زوجہ کو طلاق ... طفل عاقل سے باطل ہے۔

...۔ جو حقوق ایسے ہوں کہ ان میں نفع کا پہلو بھی ہو اور نقصان کا بھی جیسے ... فروخت۔ نکاح۔ اس قسم کی امور میں ولی کی رائے ضروری ہے۔

عوارض اہلیت: بعض امور ایسے ہیں کہ آدمی کو عارض ہو کر اس کی اہلیت خطاب کو زائل یا متغیر کر دیتے ہیں۔ عوارض کی دو قسمیں (۱) سماوی یا غیر اختیاری۔
(۲) مکتسبہ۔ حق کے حاصل کرنے یا ازالہ کرنے میں انسان کو دخل ہو۔

عوارض سماوی گیارہ ہیں۔

(۱) صغر۔ (بچپن)۔ (۲) جنون۔ (۳) عتہ یا معتوہیت۔ (بدفہمی) (۴) نسیان
۵۔ نوم۔ (نیند)۔ (۶) اغماء (بے ہوشی) (۷) رقیت۔ (غلامی)۔ (۸) مرض۔ (۹)
حیض۔ (۱۰) نفاس۔ (۱۱) موت۔

عوارض مکتسبہ سات ہیں۔

(۱) جہل۔ (بے علمی) (۲) سکر۔ نشہ۔ (۳) ہزل۔ (مسخرا پن)۔ (۴) سفر
۵۔ سفاہت یعنی بیوقوفی سے اسراف وغیرہ۔ (۶) خطا۔ (۷) اکراہ۔ زبردستی جبر

صغر (بچپن لڑکپن): ہر چند کہ ابتدائے ولادت سے ہے۔ گرچہ نحو انسان کی اہلیت میں داخل نہیں۔ اس لئے اس کو بھی عوارض اہلیت میں شمار کیا گیا ہے۔

غیر عاقل بچہ اہل ادا نہیں۔ اس کا تصرف کوئی صحیح نہیں۔ پس نہ ایمان صحیح۔ نہ ارتداد تصرف فعلی جو افعال اعضاء سے ہے نہ کہ عقل سے صحیح ہوگا۔ پس اگر بچہ کچھ تلف کر دے تو اس کے مال پر ضمان آئے گا۔ عاقل بچہ کسی قدر اہلیت رکھتا ہے۔ مگر یہ اہلیت قاصرہ اور ناقص ہے۔

جو چیز بوجہ عذر" بالغ سے ساقط ہوتی ہے۔ وہ طفل عاقل سے بھی ساقط ہوگی۔ جیسے عبادات۔ "حدود" کفارات۔ جو چیز ناقابل سقوط ہو وہ ساقط نہ ہوگی۔ ایمان۔ بچہ پر ایمان کا ادا کرنا لازم نہیں۔ مگر ایمان ادا کرنے یعنی ایمان لانے کے بعد صحیح ہے۔ اسی طرح ارتداد اور ان کے احکام بھی صحیح ہیں۔ مگر قتل نہ کیا جائے گا۔

امام ابو یوسفؒ و امام شافعیؒ کے پاس بچہ کا ارتداد احکام دنیا میں معتبر نہیں ہوتا۔ وہ ضرر محض ہے۔ اگر بچہ کوئی عبادت کرے گا تو وہ اس سے صحیح ہوگی۔ مگر وہ اس کے ذمہ لازم نہ ہو جائے گی۔ اور نہ اس پر اس کا ضمان عائد ہوگا۔

اگر بچہ اپنے مورث کو مار ڈالے تو وہ مقتول کی میراث سے محروم نہ ہوگا۔

اگر بچہ سمجھتا اور قصد کرتا ہو تو محتمل نفع و ضرر کام میں ولی کی اجازت شرط ہے۔ نفع محض میں ولی کی اجازت کی ضرورت نہیں جیسے قبول ہدیہ۔ ضرر محض میں ولی کی اجازت بھی نفع بخش نہیں جیسے طلاق و عتاق۔

مجنون | مجنوں تصرف قولی نہیں کر سکتا۔ مثلاً بیع و شراء۔ اور تصرفات فعل اس سے متعلق ہوتے ہیں۔ مثلاً اتلاف مال کا تاوان۔ اقارب کا نفقہ۔ دیت۔

جس کام میں مجنون کا نفع دنیوی نہیں وہ مجنون سے صحیح نہیں جیسے عبادات۔

جنوں دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) ممتد۔ (۲) غیر ممتد۔ نیز۔ (۱) اصلی۔ ۲۔ عارضی۔

جنون اصلی | اگر مجنون حالتِ جنون میں بالغ ہو۔

جنون عارضی | جو بعد بلوغ ہو۔

جنون ممتد | نماز کے لئے پانچ نماز کا وقت۔ روزوں کے لئے پورا ماہ رمضان۔ زکواۃ کے لئے امام محمدؒ کے پاس سال بھر۔ امام ابو یوسفؒ کے پاس زائد از شش ماہ ہو۔ تو قضا ساقط ہو گی کیونکہ تکرار میں حرج ہوتا ہے۔

عَتَہ۔ معتوہ ہونا خبطی ہونا | معتوہ جو مغلوب العقل ہو۔ کچھ عقل کی کچھ بے عقلی کی باتیں کرتا ہو عقل و جنون کی درمیانی حالت والا اسکو مجنون غیر مغلوب بھی کہتے ہیں۔ بچہ ابتدائے حالت میں بے عقل ہے۔ تو اس کے ساتھ مجنون ملحق ہے آخر حال میں ناقص العقل ہے۔ تو اس کے ساتھ معتوہ ملحق ہے۔ معتوہ کا قول

فعل معتبر ہے۔ اس کا اسلام و عبادت صحیح ہے۔ وہ غیر کی طرف سے کسی بات میں وکیل بنایا جا سکتا ہے نافع محض کو قبول کر سکتا ہے۔ معتوہ ذمہ، جزا اور تکلیف سے فارغ ہے۔ خرید و فروخت میں ولی کی اجازت کا محتاج ہے۔ اتلاف کا ضمان اس کے مال سے متعلق ہوگا۔ حقوق الٰہی و عقوبات کا اہل نہیں۔ وہ ولی کی زیر نگرانی رہتا ہے۔ خود کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔ کافر معتوہ کی زوجہ مسلمان ہو جائے تو فوراً اس پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ انتظار صحت نہ کیا جائیگا۔

نسیان بھول جانا | اہل اصول کے پاس سہو، نسیان و شک کا ایک حکم ہے۔ "نسیان" وجوب حق اللہ کے منافی نہیں۔ حقوق العباد میں نسیان عذر ہو سکتا ہے۔ حقوق اللہ میں بندہ کی تقصیر سے نسیان واقع نہ ہو تو عذر ہو سکتا ہے۔

نوم نیند | نفس وجوب نیند کی حالت میں ممتنع نہیں مگر ادا جبتک بیدار نہ ہو واجب نہیں۔

اغماء | بے ہوشی کا کلام باطل ہے۔ پانچ نمازوں کے وقت سے زیادہ بیہوش ہو تو نماز کی قضا واجب نہ ہوگی۔ بیہوشی کا روزہ و زکوٰۃ میں اعتبار نہیں کیونکہ اتنی بیہوشی نادر ہے۔

رقیت غلامی | شرع نے غلام کو بہت سی باتوں کا اہل قرار نہیں دیا۔ جن کا اہل آزاد ہے جیسے شہادت، قضا اور نہ غلام مال کا مالک ہوتا ہے۔ غلامی ابتداً حق اللہ ہے کیونکہ جزاء کفر ہے۔ انتہاً حق العباد ہے کیونکہ حق پرورش ہے۔ پس مسلمان غلام کا بچہ غلام ہی ہوتا ہے۔ کافر غلام "مسلمان ہونے سے غلامی سے آزاد نہیں ہوتا کچھ حصہ غلام۔ کچھ حصہ آزاد نہیں ہو سکتا۔

غلامی سے غلام کے خون کی عصمت زائل نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس کا قاتل گنہگار ہے۔ اور اس پر کفارہ عائد ہوگا۔ آزاد بھی غلام کے عوض قتل ہوگا۔ غلام خطاً

مارا جائے تو قاتل کو دیت اور قیمت سے جو کم ہے دینی پڑے گی۔

غلام دو عورتوں سے زیادہ نکاح نہیں کر سکتا۔ باندی کی عدت دو حیض ہے غلام دو طلاق دے سکتا ہے۔ غلام مالک کی اجازت سے جنگ میں شریک ہو سکتا ہے۔ پھر اس کو غنیمت سے حصہ ملیگا۔ غلام ماذون جس کو تجارت کی اجازت دیگئی ہو امن دے تو قابل تسلیم ہے غلام مجبور کے امن دینے میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ کے پاس صحیح نہیں۔ امام محمدؒ و امام شافعی کے پاس صحیح ہے۔ آزاد عورت کے رہتے ہوئے کنیز سے نکاح درست نہیں۔ اگر کنیز غلام کے نکاح میں ہو تو بعد آزادی اس دکنیز کو اختیار فسخ ہوگا۔ مالک اپنے غلام کو قتل کر دے تو قصاص نہ ہوگا۔ ہاں سلطان مناسب تعزیر دے سکتا ہے۔

مرض اہلیت حقوق کے منافی نہیں۔ کسی نے مرض الموت میں تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کی یا اس مال کی وصیت کی جو قرض خواہ کا حق تھا۔ تو وصیت باطل ہوگی۔ جو چیز ایسی ہے کہ اس کے ساتھ قرض خواہ اور وارث کا حق متعلق نہیں تو اس میں مرض الموت بھی موثر نہیں جیسے مریض کا مہر مثل پر نکاح کرنا۔ جو تصرف ناقابل فسخ ہے جیسے غلام آزاد کرنا تو اس پر بھی مرض الموت موثر نہیں

حیض و نفاس تین قسم کے خون عورتوں کے ساتھ خاص ہیں۔ حیض۔ استحاضہ نفاس۔

حیض عورتوں کے ماہانہ ایام کا خون جو بالغہ ہوں اور خون مرض سے نہ ہو۔ عورت سن یاس یعنے ناامیدی از حیض کو نہ پہنچے۔ عورت کم سے کم نو برس کی عمر میں بالغہ ہوتی ہے۔

استحاضہ بیماری کا خون ہے جو بند نہیں ہوتا۔

نفاس جننے کے بعد کا خون۔

سن یاس | سن یاس (نا امیدی از حیض) کے بعد خون نہیں آتا۔ مدت سن یاس اکثر نے پچاس سال لکھی ہے

مدت حیض | اقل مدت حیض امام کے پاس تین روز ہے۔ اور اکثر مدت دس روز ہے۔

نفاس کی اقل مدت معین نہیں مگر اکثر مدت چالیس روز ہے۔

حکم | حیض و نفاس کی حالت میں عورت سے وجوب ادا فوت ہوجاتا ہے یعنی اس حالت میں نماز۔ روزہ نہیں ادا کرسکتی۔ نمازوں کی قضا نہیں۔ کیونکہ تکرار میں حرج ہے اور روزوں کی قضا لازم ہے بہرحال اس حالت میں وجوب تو تھا مگر وجوب ادا نہ تھا۔ اگر وجوب ہی نہ ہوتا تو قضا لازم نہ آتی۔

موت | جو احکام دنیوی کہ ان سے تکلیف ہوتی ہے وہ موت کے بعد ساقط ہوجاتے ہیں۔ پس مرنے والے پر عبادت مالی بھی واجب نہیں۔ پس اس کے مال میں زکوٰۃ دکھائی جائے گی۔ جن عبادات میں نیابت جائز ہے جیسے حج۔ صدقہ۔ نفقہ وغیرہ وہ دوسرے کے ادا کرنے سے ادا ہوجاتے ہیں۔ ایصال ثواب حق ہے خواہ ثواب عبادت مالی کا ہو یا بدنی کا۔ اگر غیر کا ایسا حق جو عین شئے کے ساتھ متعلق ہے تو جبتک وہ شئے باقی رہے گی۔ میت کے ذمہ۔ اگر قرض ہو تو باقی نہیں رہتا۔ مگر یہ کہ مال یا سابق سے ضامن چھوڑے تو قرض مال یا ضامن سے ادا کردیا جائیگا۔

شرعاً کوئی شخص بعد موت قرض کا ذمہ لے تو بغیر ضمانت صحیح ہے مگر صاحبین کے پاس میت مفلوک کی ضمانت بھی صحیح ہے۔

جو چیز بطور احسان اور سلوک کے شروع ہوئی تھی جیسے محارم کا نفقہ تو وہ بعد موت باقی نہ رہے گی۔ اگر میت کا مال ہو اور اس نے وصیت کی ہو۔ تو ایسے تبرعات ثلث مال سے جاری ہوسکتے ہیں۔ مرنے کے بعد ملکیت باقی نہیں رہتی۔ مرنے کے بعد

کی حاجت نہیں۔ لہٰذا اس کے مرنے سے قصاص ساقط نہ ہوگا۔ ہر ایک وارث کے لیے کامل طور پر قصاص کا حق ثابت ہے۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ مجروح کی موت سے پہلے خود مجروح کا یا اس کے وارث کا قصاص کو معاف کرنا صحیح ہے مگر یہ بعید از فہم ہے کیونکہ حق قصاص بعد موت پیدا ہوگا۔ پھر حق پیدا ہونے سے پہلے اس کی معافی کیونکر ہو سکتی ہے۔

جہل | جہل باطل جو آخرت میں عذر بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا یہ بھی کئی طرح پر ہے:۔

(۱) کافر کا جہل۔ جہل باطل ہے۔ توحید کے متعلق۔ اور تبلیغ کے بعد رسالت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق عذر جہل نامقبول ہے کافر نے دنیا میں نہ ذمی بننا قبول کیا نہ اسلام لایا تو اس کو دعوت دیجائے گی پھر جنگ۔

۲۔ اہل ہویٰ کا جہل بھی جہل باطل ہے جبتک کہ تاویلات فاسدہ سے مخالفت سنت کرے۔ تکفیر اہل قبلہ جائز نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کہ وہ ضروریات دین کا انکار نہ کرے۔

ضروریات دین تین امور ہیں:۔ (۱) قرآن شریف کا مفہوم بشرطیکہ نص صریح ہو اور ناقابل تاویل ہو۔ (۲) حدیث متواتر۔ (۳) اجماع قطعی۔

باغی کا امام اسلام سے بربناء تاویل فاسدہ انحراف کرنا بھی جہل باطل ہے جب باغی بھی لشکر فراہم کرے تو تاویل کو فاسد بھی قوی ہو جائے گی۔ اور باغی پر کسی مقتول کا قصاص و تاوان لازم نہ آئے گا۔ دار الاسلام ہو یا دار الحرب ایک مقام میں مال ملک مالک سے باہر نہیں نکلتا۔ اگر دار الاسلام سے دار الحرب میں مال منتقل ہو جائے گا تو قابض مال اس کا مالک ہو جائے گا۔

۳۔ اس مجتہد کا جہل بھی باطل ہے جس نے اپنے اجتہاد میں کتاب و سنت مشہورہ

و اجماع قطعی کا خلاف کیا ہو۔ انصاف یہ ہے کہ ایسا شخص حقیقۃً مجتہد ہی نہ ہوگا۔ جو ان اصول دین کا خلاف کرتا ہو۔ اب رہا حنفی کا شافعی کو، شافعی کا حنفی کو ایسا سمجھنا "وہ شدید تعصب پر مبنی ہے۔

۴۔ وہ جہل جو اجتہاد صحیح کے محل میں ہو یا حق و باطل جس میں مشتبہ ہو گئے ہوں۔ ایسا جہل قابل عذر ہے۔ اور اس کی وجہ سے "حد" و کفارہ ساقط ہو جاتے ہیں

۵۔ جو شخص دار الکفر میں اسلام لائے اور دار الاسلام کی طرف اس نے ہجرت نہیں کی تو شرائع و عبادت سے جہل قابل عذر ہے۔

مسکر یا نشہ آور دو قسم کا ہوتا ہے۔ حرام چیز سے جیسے شراب۔ مباح چیز سے جیسے افیون بطور دوا سے۔

نشہ تین طرح سے مباح ہوتا ہے ۔۔

۱۔ دوا سے سکر سے۔

۲۔ اکراہ و جبر سے یعنی خوف جان و قطع اعضاء سے۔

۳۔ اضطرار کی وجہ سے مثلاً اچھو ہو گیا ہو۔ اور پاس پانی نہ ہو تو۔ نشہ آور چیز پی سکتا ہے۔

جس طرح بے ہوشی تصرفات سے مانع ہے اسی طرح نشۂ مباح بھی مانع ہے۔ اور اگر کوئی نشہ آور چیز شوقیہ پئے گا تو اس کی اہلیت باطل نہ ہوگی۔

نشہ مباح میں بھی تکالیف شرعیہ واجب ہیں۔ اس کی عبادت اور تصرفات صحیح ہیں۔ ایسے حدود جو حق اللہ کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں ساقط ہوتے ہیں اور ایسے حقوق جو حق العباد کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں ساقط نہیں ہوتے۔

بیہوشی کی حد امام صاحب کے پاس کچھ نہ سمجھنا ہے۔ اور صاحبین کے پاس بیہودہ بکنا ہے۔

ہزل نسبی | جو لفظ بولا جاتا ہے اور اس کے معنی مقصود نہیں ہوتے اس کو ہزل کہتے ہیں اس کے مقابل جدّ ہے۔ ہزل غیر مال میں جس میں مال تابع کیا گیا ہے تو وہ کام صحیح ہوں گے۔ اور ہزل باطل ہوگا۔ نکاح۔ طلاق۔ عتاق میں ہزل باطل ہوگا۔ اور وہ صحیح ہوں گے۔ ایمان و کفر بطور ہزل کے بھی صحیح ہیں۔ (خدا فہم عطا کرے ان لوگوں کو جو ہنسی و تمسخر میں کفریات بکتے ہیں۔)

سفاحت | لغوی معنی خلاف شرع و عقل اسراف و بربادی مال ہے۔ جو شخص بالغ اور بیوقوف ہو اس کو اس کا مال ۲۵ سال کی عمر تک حوالہ نہ کیا جائے گا۔ جن تصرفات کو ہنسی باطل کرتی ہے ان میں اس پر حجر یعنی روک ہوتی ہے۔ بس بے وقوف سے بیع و اجارہ وہبہ صحیح نہیں ہوگا۔

سفر | تین دن اور تین رات کا سفر اوسط چال سے معتبر ہے۔ اپنے شہر کے گھروں سے نکلنا سفر کہلاتا ہے۔ سفر اسباب تخفیف سے ہے۔ مثلاً قصر نماز اور تاخیر روزہ

خطا | برخلاف مراد بغیر قصد تام کے فعل کا واقع ہونا خطا حقوق اللہ میں قابل عذر ہے رفع عقوبت میں خطا شبہ کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔ پس حدود و قصاص ساقط۔ حقوق العباد میں خطا پورا عذر نہیں ہوتی۔

قتل خطا میں قاتل پر کفارہ، اور عاقلہ یعنی کنبہ۔ قبیلہ وغیرہ پر دیت لازم آتی ہے۔ امام کے پاس خطا سے بھی طلاق ہوجاتی ہے۔

اکراہ | جبر و زبردستی وہ فعل ہے جس کو آدمی غیر پر کرے کہ باوجود اہلیت باقی رکھنے کی رضامندی جاتی رہتی ہے یا اختیار فاسد ہوجاتا ہے۔

جابر کو مُکرِہ (بکسر را)، مجبور کو مُکرَہ (بفتح را) کہتے ہیں۔

اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ملجی۔ (۲) غیر ملجی۔

اکراہ ملجی | جس میں فاعل کا اختیار فاسد ہوجائے مثلاً قتل و قطع عضو کی دھمکی۔

اکراہ غیر ملجی | کہ اس کی رضامندی فوت کر دے۔ مثلاً قید اور مار کی دھمکی۔
رضا کے مقابل کراہت اور "اختیار" کے مقابل "جبر" ہے۔

اکراہ کی دو شرطیں ہیں۔ جابر صاحب قدرت ہو یا مجبور کو ظن پیدا ہو کہ جابر مجبور کر سکے گا۔ حرام چیز کے کھانے پینے پر جبر ہو تو کھانا پینا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں حالت اضطرار میں جائز ہیں۔ اجراء کلمہ کفر اطمینان قلب کے ساتھ حالت اکراہ میں جائز ہے اور اختیار قتل بھی جائز ہے۔ ایسا قول جو نا قابل فسخ ہے اور رضا پر موقوف نہیں جبر کی صورت میں باطل نہ ہوگا۔ مثلاً طلاق۔ ایسا قول جو قابل فسخ اور موقوف رضا پر ہو تو بعد زوال جبر اسی کو اختیار ہے۔ چاہے اس معاملہ کو باقی رکھے یا نہ رکھے ان امور میں اکراہ ملجی و غیر ملجی دونوں برابر ہیں۔

افعال کی دو قسمیں ہیں | (۱) جن میں فاعل جابر کا آلہ بن سکتا ہے۔ (۲) جن میں فاعل جابر کا آلہ نہیں بن سکتا ہے۔ پہلے کی مثال قتل ہے کہ فاعل گنہگار رہے گا اس سے قصاص نہ لیا جائیگا۔ بلکہ جابر سے قصاص لیا جائیگا۔

دوسری قسم کی مثال زنا۔ محرمات کا کھانا۔ امامؒ کے پاس زنا میں اکراہ عذر نہیں صاحبین کے پاس عذر ہے۔

اجماع | امت محمدی میں سے ان تمام لوگوں کا جو اس کے اہل اور صاحب رائے ہیں کسی ایک زمانہ میں کسی امر پر اتفاق کر لینا بعض کی رائے ہے کہ عقلیات میں اجماع کوئی چیز نہیں۔ بعض کی رائے میں اجماع سے ظنی امر قطعی ہو جاتا ہے۔ غیب کی باتوں پر اجماع کوئی شئے نہیں۔

حکم اجماع | اجماع بذاتہ کوئی شئے نہیں مگر اجماع سے ظنی امر قطعی ہو جاتا ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں۔

رکن اجماع۔ جن چیزوں سے اجماع مرکب ہوتا ہے۔

رکن اجماع کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اجماع عزیمت۔ (۲) اجماع رخصت۔

اجماع عزیمت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اجماع بہ قول۔ (۲) اجماع بہ فعل۔

اجماع بقول۔ زبان سے تمام اہل اجماع کا اتفاق کرنا۔

اجماع بہ فعل۔ تمام اہل اجماع کا اس کام کو اختیار کرنا۔

اجماع رخصت۔ بعض آدمی کسی قول و فعل پر زبان سے اتفاق کریں اور باقی خاموش رہیں۔ رد نہ کریں اس کو اجماع سکوتی بھی کہتے ہیں۔

امام شافعی کے پاس سکوت ایسا ہو کہ جو رضامندی پر بقراین دلالت کرے۔

اہلیت اجماع | اجماع کرنے والے ایسے مجتہد ہوں جو فاسق بدعتی نہ ہوں۔

مراتب اجماع۔ باعتبار تعین و ظن چار ہیں ا۔ اجماع قطعی موجب تکفیر مثلاً صحابہ کا اجماع ایسے اجماع کا انکار قریب بہ کفر ہے کیونکہ یہ ایک طور سے ضروریات دین کا انکار ہے مثلاً خلافت سیدنا صدیق اکبر ابو بکر پر صحابہ کا اجماع ہے

اطلاع | لزوم کفر سے آدمی کافر نہیں ہوتا بلکہ التزام کفر سے کافر ہوتا ہے۔

لزوم کفر۔ کسی ایسی بات کا قائل ہونا جو موجب کفر ہو۔ مگر وہ اس کو کفر نہیں سمجھتا بلکہ وہ تاویل کرتا ہے

امام غزالی رح اور دیگر ائمہ نے باوجود وجہ قریب کے ممکن رہنے کے وجہ بعید سے تاویل کرنے پر تکفیر کی ہے۔

التزام کفر۔ بغیر تاویل کے انکار کرنا احکام الٰہی کو نہ ماننا اور ان سے انکار کرنا یہ بیشک صریح کفر ہے۔

۲۔ اجماع قطعی غیر موجب تکفیر۔ جیسے بعض صحابہؓ نے اجماع بقول اور نص کیا ہو۔ اور دوسروں نے سکوت کیا ہو۔ یعنی صحابہؓ نے اجماع سکوتی کیا ہو ایسا اجماع گو قطعی ہے مگر موجب تکفیر نہیں۔ ہاں وہ اجماع موجب تکفیر ہے۔

جس کو صحابہ نے بالاتفاق تسلیم کیا ہو۔

۲۔ اجماع موجب طمانینت۔ وہ اجماع جو عصر صحابہؓ کے بعد ہوا ایسا اجماع موجب طمانینت ہے بشرطیکہ اس حکم کے متعلق زمانہ صحابہؓ میں کوئی اختلاف نہ گذر چکا ہو۔ ایسے اجماع کا منکر نہ گمراہ نہ کافر۔ کیونکہ مسلمان بہت پھیل گئے ہیں۔ ان سب کا اجماع ثابت کرنا کارے دارد۔

۴۔ اجماع موجب ظن۔ مختلف فیہ مسائل میں تمام مجتہدین کا ایک فعل پر اجماع کر لینا۔ ایسا اجماع حجت ظنی ہے۔

<u>شروط اجماع</u> جس زمانہ میں مجتہدین کسی حکم شرعی پر اتفاق کریں وہ اس اجماع کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اجماع کے تحقق کے بعد کسی مجتہد کا رجوع قابل اعتبار نہیں۔ اہل اجماع کے لئے کوئی تعداد معین شرط نہیں۔

<u>نقل اجماع</u> کی تین قسمیں ہیں۔ بطریق متواتر۔ مشہور۔ آحاد۔

اجماع بطریق متواتر قطعی ہے۔ اور اس پر علم و عمل واجب ہے۔

اجماع بطریق مشہور" اجماع متواتر کے قریب ہے۔

اجماع بطریق آحاد۔ موجب عمل ہے۔ موجب علم و یقین نہیں۔

<u>سند اجماع</u> اجماع کے لئے سند ضروری ہے۔ کیونکہ کوئی حکم بغیر دلیل کے صحیح نہیں۔

سند اجماع۔ یعنی ماخذ اجماع قرآن۔ حدیث۔ قیاس ہے۔

<u>فائدہ اجماع</u> اجماع یقینی کو تاکیدی اور ظنی کو یقینی کر دیتا ہے۔

فائدہ۔ بعض ائمہ کا قول ہے کہ کسی ایک مسئلہ پر اجماع ثابت کرنا بڑا دشوار کام ہے۔

<u>اجماع مرکب</u> کو عدم القول کو بالفصل اور عدم القائل بالفصل بھی کہتے ہیں وہ اس طرح کہ ایک مسئلہ میں دو قول ہوں تو تیسرے قول کے نہ ہونے پر گویا

اجماع ہوگیا۔

استنباط | حکم کے دو طریقے ہیں۔ تحویل۔ استخراج۔

تحویل | ایک قضیے یا جملہ کو دوسرے قضیہ کی طرف بدل دینا۔

استخراج | ایک نیا حکم پیدا کرنا۔

استخراج کی تین قسمیں ہیں۔ استقراء۔ تمثیل۔ دیا قیاس شرعی۔ قیاس منطقی۔

استقراء | اجزائیات سے ایک کلی کو استنباط و استخراج کرنا۔

تمثیل | ایک جزئی سے بواسطہ ایک امر جامع و کلی کے دوسری جزئی پر حکم لگانا۔

قیاس | کلی سے جزئی پر حکم لگانا۔

تحویل | مفرد یا قضیہ کو مختلف قضایا رلازم ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک قضیہ کی طرف رجوع کرنا۔ اس کے کئی قسم ہیں۔

۱۔ قضیہ ملفوظی۔ (۲) عکسی۔ (۳) عدل۔ (۴) عکس نقیض یا تقابل۔ (۵) لزوم عام خاص یا تحکیم۔ (۶) ہمنافات۔ (۷) تبدیل جہت۔ (۸) تغییر نسبت۔

قضیہ ملفوظی | مفرد لفظ سے اس کے اجزاء کے لحاظ سے قضیہ بنایا جائے مثلاً انسان کے اجزاء حیوان و ناطق ہیں۔ اس سے قضایا بنائے گئے۔ "انسان حیوان ہے۔" "انسان ناطق ہے۔" اسی طرح "انسان حیوان ہے" سے انسان جسم ہے۔ یا نامی یا جوہر ہے وغیرہ۔

عکس | اصل قضیہ کے موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع بنائیں اور ایجاب سلب وہی رہے۔ موجبہ کلیہ و موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہوتا ہے۔ کیونکہ محمول عام ہوتا ہے مثلاً بعض یا کل انسان حیوان ہیں کا عکس ہے بعض حیوان انسان ہیں۔ اور کل حیوان انسان ہیں صحیح نہیں کیونکہ حیوان عام ہیں۔



(۱) (ب) موجبہ کلیہ کے موجبہ جزئیہ عکس کو، عکس بوارض یا بالتقیید یا اتفاقی کہتے ہیں۔ سالبہ کا عکس سالبہ کلیہ ہے۔

کوئی انسان فرس نہیں سو عکس کوئی فرس انسان نہیں۔

سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا۔ یعنے عکس ہرگز آنا ضرور نہیں کیونکہ موضوع کبھی عام بھی ہوتا ہے جیسے (ا انسان، ب حیوان) بعض حیوان انسان نہیں کا عکس بعض انسان حیوان نہیں درست نہیں۔

عدل یا توازن | قضیہ کے محمول کا نقیض ہیں۔ کلیت اور جزئیت کو برقرار رکھیں اور ایجاب کو سلب اور سلب کو ایجاب کر دیں مثل کل انسان ناطق ہیں کا عدل۔ کوئی انسان غیر ناطق نہیں۔ کوئی انسان فرس نہیں کا عدل۔ ہر ایک انسان غیر فرس ہے۔

عکس نقیض یا تقابل | اصل قضیے کے موضوع و محمول کے نقیض سے کر محمول کو موضوع اور موصول بنائیں اور ایجاب و سلب وہی اصل قضیہ کا ہو۔ یا محمول کے نقیض کو موضوع اور موضوع کو محمول بنا کر ایجاب و سلب کو بدل دیں مثلاً کل انسان حیوان ہیں کا عکس نقیض ہے۔ کل حیوان لاانسان ہیں۔ یا کوئی لاحیوان انسان نہیں۔

سالبہ کلیہ و سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ محمول عام ہو مثلاً کل یا بعض انسان فرس نہیں کا عکس نقیض ہے۔ بعض غیر فرس غیر انسان ہیں یا بعض غیر فرس، انسان نہیں۔

موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہے مثلاً ہر انسان حیوان ہے کا عکس نقیض ہے ہر غیر حیوان غیر انسان ہے۔

موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا کیونکہ ممکن ہے کہ موضوع عام ہو مثلاً بعض حیوان غیر انسان ہیں صحیح ہے۔ مگر اس کا نقیض بعض انسان غیر حیوان ہیں

غلط ہے۔



موجبہ کلیہ ہر انسان حیوان ہے کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہر لاحیوان لاانسان ہے صحیح ہے اور موجبہ جزئیہ بعض حیوان لاانسان ہیں۔ کا عکس بعض موجبہ جزئیہ بعض انسان توحیوان ہیں غلط ہے۔



بعض لافرس لاانسان نہیں صحیح ہوگا مگر کوئی لافرس لاانسان نہیں غلط ہوگا۔ کیونکہ بعض لافرس لاانسان ہیں جیسے حجر حمار وغیرہ

کوئی انسان فرس نہیں یا بعض انسان فرس نہیں ہے



منافات — ہم لوگ موجبہ کلیہ کے لئے م استعمال کرتے ہیں اور منطق جدید والے أ۔ اسی طرح سالبہ کلیہ کے لئے ہم س۔ اور وہ ع اور موجبہ جزئیہ کے لئے ہم د اور وہ ی اور سالبہ جزئیہ کے لئے ہم ل اور وہ د۔

ان قضایای اربعہ کو محصورات اربعہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے کہ گذرا۔ ان محصورات اربعہ کا باہم مقابلہ کریں تو م اور ل میں تناقض ہے اور س اور د میں تناقض ہے اور ان کو منافی کامل کہتے ہیں یعنی ان میں سے ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہے۔ کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے۔

م اور س میں تنافی ہے کیونکہ م کے صدق کے وقت س کا صدق صحیح نہیں ہے بالعکس کیونکہ ممکن ہے کہ دونوں کاذب ہوں جیسے کل حیوان انسان ہیں غلط ہے۔ اور کوئی حیوان انسان نہیں بھی کاذب ہے۔ د کے صدق کے وقت ل کا صدق بھی ہوسکتا ہے۔ اور کذب بھی مثلاً بعض حیوان انسان ہیں کے صدق کیساتھ بعض حیوان انسان نہیں بھی صادق ہے۔ اور بعض انسان حیوان ہیں کے صدق کے وقت بعض انسان حیوان نہیں کاذب ہے

ان اصول کا لحاظ کرتے ہم جدول بناتے ہیں۔

شمار	معلوم یا مفروض	م	س	و	ل
۱	م صدق	۰	کاذب بوجہ تحکیم	صحیح تحکیم	کاذب تناقض
۲	م کذب	۰	مشکوک	مشکوک	صادق بوجہ تناقض
۳	س کذب	کاذب بوجہ تحکیم	۰	کاذب تناقض	صحیح تحکیم
۴	س کذب	مشکوک	۰	صادق بوجہ تناقض	مشکوک
۵	و صدق	مشکوک	کاذب بوجہ تناقض	۰	مشکوک
۶	و کذب	کاذب بوجہ تحکیم	صادق تناقض	۰	مشکوک
۷	ل صدق	کاذب بوجہ تناقض	مشکوک	مشکوک	۰
۸	ل کذب	صادق تناقض	مشکوک	مشکوک	۰

پس نتائج ذیل حاصل ہوتے ہیں۔

م کے صدق سے ل کا کذب ۔ اور س کے صدق سے و کا کذب

و " " " س " " ۔ ل کے " " م " "

م " کذب " ل " صدق ۔ س کے کذب سے و " صدق

و " " " س " " ۔ ل " " " م " "

تبدیل جہت بآلات جہتی۔ تبعات جہت ملازمہ جہات۔

اصل یہ ہے کہ ضروریہ سے مطلقۂ عامہ عام ہے۔ اس سے ممکنۂ عامہ یا احتمالیہ عام ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں خاص پایا جاتا ہے عام بھی پایا جاتا ہے نہ بالعکس پس ضروریہ کو مطلقۂ عامہ کی طرف۔ مطلقۂ عامہ کو ممکنۂ عامہ کی طرف تبدیل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ جس کو تحکیم کہتے ہیں۔ وہ بھی کوئی مستقل خاصہ نہیں ہے۔ بلکہ کلیہ سے جزئیہ عام تر ہے لہذا جہاں قضیہ کلیہ پایا جاتا ہے۔ قضیۂ جزئیہ بھی پایا جاتا ہے۔ اور جہاں جزئیہ نہیں پایا جاتا وہاں کلیہ بھی نہیں پایا جاتا۔

تبدیل نسبت (۱) قضیہ حملیہ کو شرطیہ متصلہ (افتراضیہ) کی طرف تبدیل کر سکتے ہیں۔ (۲) اسی طرح متصلہ کو حملیہ کی طرف۔ (۳) منفصلہ کو متصلہ کی طرف۔ (۴) متصلہ کو منفصلہ کی طرف مبدل کر سکتے ہیں۔

تمام ا ب ہے۔ اگر ا ہے تو ب ہے۔

اگر ا ہے تو ب ہے، ا کے وجود کی ہر صورت میں ب ہے۔

اگر ا ب ہے تو ج د ہے: ا کے ب ہونے کی ہر صورت میں ج کا د ہونا ضروری ہے۔

ا یا تو ب ہے یا ج۔ اگر حقیقیہ ہے تو چار متصلہ اس کے نتائج ہیں،۔

(۱) اگر ا ب ہے تو ج نہیں	ہم اس کی تفصیل قیاس استثنائی میں بیان کریں گے
(۲) ا ب نہیں تو جیم ہے	
(۳) اگر ا ج ہے تو ب نہیں	
(۴) اگر ا ج نہیں تو ب ہے	

عام طور سے استقرار قیاس و تمثیل کی حسب ذیل تعریف مشہور ہے۔ استقرا، جزئی سے کلی پر حکم کرنا۔ قیاس، کلی سے جزئی پر حکم کرنا۔ تمثیل جزئی سے جزئی پر حکم کرنا۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قیاس کے دو جزو ہوتے ہیں۔ صغریٰ۔ کبریٰ۔

صغریٰ واقعات کی تحقیق کے بعد قائم کیا جاتا ہے۔ اور کبریٰ مسلّمہ ہوتا ہے خواہ اس لئے کہ علوم متعارفہ یا قانون کا دفعہ ہے۔ یا کلیہ شرعیہ ہوتا ہے یا کوئی اور قضیہ ہوتا ہے جو مسلمہ ہے۔ مثلاً "زیدٌ قائمٌ" میں زید کو اعراب لگانا ہے تو قیاس یوں قائم ہوگا۔ زیدٌ۔ زید قائم میں مبتدا ہے اور ہر مبتدا کو رفع ہوتا ہے لہٰذا زید کو رفع چاہئے۔ دیکھو زیدٌ مبتدا ہے ایک واقعاتی جملہ ہے اور

ہر جبا کو رفع ہوتا ہے۔ ایک مسلمہ اور قانون نحو کا جملہ ہے۔

بعض دفعہ کبری جو ایک مسلمہ قضیہ ہونا چاہئے۔ اس کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا اجزئیات کو دیکھکر ایک کلی حکم استنباط کیا جاتا ہے جس کو استقرار کہتے ہیں۔ اس میں علت حکم کی دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تمثیل میں استقرار اور قیاس دونوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ مثلاً شراب کی حرمت کو دیکھکر سیندہی کی حرمت پر حکم لگایا جائے تو اس طرح ہوگا کہ پہلے شراب کی علتِ حرمت معین تلاش کی گئی کہ شراب مسکر ہوتی ہے۔ اور یہ استقرار ہے۔ استقرار کے بعد ایک کلیہ فقیہ پیدا ہو گیا یا مسلم ہو گیا کہ ہر مسکر حرام ہے تجربہ اور واقعات پر مبنی ہے ہمارے پاس ایک اور قضیہ ہے کہ سیندہی مسکر ہے۔ اس کا کلیہ مذکورہ سے ملایا تو یہ قیاس تیار ہوا سیندہی مسکر ہے اور ہر مسکر حرام ہے۔ تو سیندہی حرام ہے پس تمثیل میں دو کام ہوتے استقرار و قیاس۔ جس کے مجموعہ کو منطقی تمثیل کہتے ہیں۔ اس کو اہل اصول قیاس کہتے ہیں۔ کیونکہ قیاس اس کا آخری کام ہے۔

اب ہم استقرار کے طریقے اور استنباط علت کے اصول بیان کرتے ہیں۔

استقرار کو آج کل منطق استخراجی کہتے ہیں۔ اور قیاس کو منطق قیاسی۔

استنباط علت کے وقت تصحیح مشاہدہ۔ تنقیح اعتبار۔ تحقیق تجربہ کی ضرورت ہے۔ ہم نے اس سے پہلے بیان کر دیا ہے کہ صحت مشاہدہ و اختیار و تجربہ کے لئے قواعد ذیل کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) جزئیات پر ہمیشہ کلیات کو منطبق کرکے دیکھنا چاہئے کہ کہیں یہ کلی غلط تو نہیں ہوتی۔ اگلے لوگوں نے چند کلیات بنا دئے ہیں۔ انہیں میں غلطاں و پیچاں رہنا۔ خدا تعالی کے عطیہ عقل کی ناقدری ہے ممکن ہے کہ نئے کلیات مستنبط ہوں یا قدیم کلیات کی تصحیح ہو۔

(۲) صرف ضروری عوارض پر توجہ کرنی چاہئے۔ ضروری عوارض کے امتیاز میں سخت احتیاط ضرور ہے۔

(۳) کثرت سے عوارض کا تغیر ضروری ہے۔

(۴) حادثۂ زیر تحقیق دیگر حوادث سے علٰحدہ کر لیا جائے۔

استدلال تقریری: جب ہم چند واقعات کو آگے پیچھے یا ایک ہی وقت میں پیدا ہوتے دیکھیں تو ہمیں فطرۃً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دونوں باہم علت و معلول ہیں یا دونوں کسی علت کے معلول ہیں۔

استدلال تقریری۔ یا قیاس مفروضی سے بغیر کسی شہادت یا کافی شہادت یا کافی تلاش کے دو حوادث کے درمیان ربط علتی فرض کر لیا جاتا ہے۔ تقریر یا قیاس مفروضی۔ قیاس قطعی کا پہلا زینہ ہے۔ اس کا مقصد ربطِ علتی و توجیہ علمی ہوتا ہے قیاس مفروض میں احتیاطاتِ ذیل ضروری ہیں

۱۔ قیاس غیر صحیح یا مشتبہ نہ ہو۔ (۲) قابل تکذیب و تصدیق ہو۔ نہ کہ کاذ ثابت شدہ۔

استقراء: جزئیات معلومہ سے حکم کلی کا استنباط کرنا تاکہ دوسرے جزئیات پر حکم لگایا جاسکے۔

ربط علت و معلول یا استنباط علت میں حسب ذیل امور سے واقفیت ضرور ہے۔

۱۔ علت و معلول میں لزوم ضرور ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو۔

۲۔ علت مرکب بھی ہوتی ہے۔

۳۔ ایک معلول کے چند علتیں ہو سکتی ہیں۔

۴۔ بعض دفعہ پورا سلسلۂ علت ہوتا ہے۔ اور لوگ صرف علتِ آخر کو علت

تابع سمجھتے ہیں۔

۵۔ بعض وقت ایک علت سے چند معلولات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً بجلی سے روشنی، حرکت، حرارت۔ ایسے معلولات۔ معلولات متصل یا مشترک کہلاتے ہیں۔

استنباط علت کے طریقے | طرد۔ جہاں جہاں مقدم پایا جاتا ہے۔ وہاں وہاں تالی پایا جاتا ہے۔

مقدمات	تالیات
ا ب ج	ق ک ک
ا د ر	ق ل ھ
ا س ص	ق ن و
ا ع ف	ق ء ی

پس ا علت اور ق معلول ہے۔

عکس | جہاں مقدم نہیں رہتا تو تالی بھی نہیں رہتا۔ جہاں ا نہیں وہاں ق بھی نہیں۔

دوران۔ جہاں طرد و عکس دونوں ہوتے ہیں۔ پس طرد وجوداً و عکس عدماً رہتا ہے اور وجوداً و عدماً مقدم و تالی میں لزوم ہوتا ہے۔ تو اس کو دوران کہتے ہیں۔

مقدمات	تالیات
ا ب ج	ق ک گ وجوداً و طرداً
ب ج	ک گ عدماً و عکساً

دوران یعنی اہے تو ق بھی ہے اور ا نہیں تو ق بھی نہیں۔

∴ ا علت اور ق معلول ہوا۔

دوران مکرر یا طرد بالتکرار | دوران مکرر۔ کئی واقعات میں مقدم پایا جاتا ہے تو تالی پایا جاتا ہے۔ اور کئی واقعات میں مقدم نہیں پایا جاتا ہے تو تالی بھی نہیں

پایا جانا۔ مقدمات	تالیات	
ا ب ج	ق ک گ	کئی صورتوں میں اب ہے تو ق بھی ہے
ا د س	ق ل م	
ا س س	ق ن و س	
س س	ہ ل	
ع ف	د ی	کئی صورتوں میں ا نہیں تو ق بھی نہیں

طریق باقی: اگر کوئی حادثہ کئی مقدمات سے مرکب ہو۔ اور دوسرا حادثہ کئی تالیات سے مرکب ہو۔ اور پہلے سے ہم کو معلوم ہے کہ فلاں جز فلاں سے پیدا ہوا اور اس کا معلول ہے۔ تو باقی حصہ معلول کا باقی مقدموں سے پیدا ہوتا ہے۔

مقدمات اب۔ ج۔ د۔ تالیات ق ک۔ گ ل۔

اگر ج د مقدمات تالی کی علت میں تو بقیہ مقدمات اب بقیہ تالی ق ک کی علت ہیں۔

تغیر ملازمات یا اختلاف الوصف بالوصف: جب کسی حادثہ میں خاص قسم کی تبدیلی یعنی کمی زیادتی واقع ہوتی ہے اور اسی وقت دوسرے حادثہ میں بھی ایک خاص قسم کی تبدیلی پیدا ہو تو ان میں ربط علتی ضرور ہے۔

سبر: ایک شے کے متعدد اوصاف ہیں۔ ان میں بجز ایک وصف کے سب کو نفی کریں اور صرف ایک وصف کو علت حکم ثابت کریں۔ مثلاً شراب میں صفات ذیل ہیں۔

(۱) مائع ہونا۔ (۲) رنگ سرخ۔ (۳) بو۔ (۴) کف لانا۔ (۵) مسکر۔

(۱) مائع تو پانی بھی ہے مگر حرام نہیں۔ (۲) اگر ذیل کے شربت کا رنگ بھی شراب کی رنگ کی طرح ہوتا ہے مگر حرام نہیں۔ (۳) بو تو مختلف مائعات میں پائی

جاتی ہے جو حرام نہیں۔ (۴) کف تو ہیو نیڈ میں بھی آتا ہے جو حرام نہیں۔ لہٰذا شکر بھی علت حرمت شراب ہے۔

قیاس شرعی میں نے پہلے بیان کر دیا ہے۔ کہ قیاس شرعی میں دو کام ہوتے ہیں۔ کسی جزئی یا جزئیات سے کسی حکم کلی کو بطور استقرا کے استخراج کرنا اور پھر جزئیات پر اس حکم کلی کے صدق کا حکم لگانا یعنی قیاس کرنا۔ ان دونوں ٹکڑوں کے مجموعہ کو مختلف طور سے بیان کرتے ہیں۔

(۱) مسکوت کو منصوص کے ساتھ حکم علت میں برابر کرنا۔

(۲) فرع کو اصل کے ساتھ حکم علت میں مشابہ کرنا۔

(۳) علت مشترک کی وجہ سے ایک حکم میں معلوم کو معلوم پر حمل کرنا۔

قیاس کی بنا چار امور پر ہے۔ (۱) اصل یا مقیس علیہ یا مشبہ بہ جس سے تشبیہ دی جاتی ہے جیسے شراب۔

۲۔ فرع یا مقیس یا مشبہ جس کو تشبیہ دی جاتی ہے جیسے سیندھی۔

۳۔ علت وصف جامع مدار جو مقیس علیہ و مقیس میں مشترک ہوتا ہے جیسے شکر۔

۴۔ حکم جو مقیس علیہ سے مقیس میں متفرع ہوتا ہے جیسے حرمت۔

ثبوت قیاس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار اور سلف سے خلف تک قیاس کرتے آئے ہیں۔

شرائط قیاس قیاس کے چند شرائط ہیں۔ (۱) حکم اصل کو عقل ادراک کر سکتی ہو۔ ۲۔ حکم اصل "اصل کے ساتھ مخصوص نہ ہو۔ (۳) اصل منسوخ نہ ہو۔ (۴) حکم اصل شرعی ہو لغوی نہ ہو۔ (۵) دلیل اصل حکم فرع کو شامل نہ ہو۔ (۶) حکم جس طرح اصل کے اندر پایا جاتا ہے فرع میں بھی پایا جائے۔ (۷) اصل کا حکم شرعی قیاس سے ثابت نہ ہو۔ (۸) علت مشترکہ کا وجود اصل میں مساوی ہو جیسے سیندھی شراب کے ساتھ

حکم میں مساوی ہو۔ (۹) فرع کتاب وسنت و اجماع میں مسکوت ہو منصوص نہ ہو۔
۱۰۔ حکم فرع اصل سے مقدم نہ ہو۔ پس وضو کو جس کا وجوب پہلے ہے علت طہارت نیت میں تیمم پر قیاس نہیں کر سکتے۔ (۱۱) نص سے جو معنی مفہوم ہوتے ہیں ان میں قیاس وتعلیل کے بعد کسی قسم کا تغیر نہ ہو۔

قیاس مع الفارق فرع اگر ایسی چیز کو شامل ہو جو اصل کے ساتھ مماثلت کو مانع ہو تو ایسا قیاس باطل ہے۔ اس کو قیاس مع الفارق کہتے ہیں جیسے وضو کو تیمم پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

علت ہی قیاس کا مدار ہے۔ یہی اصل و فرع میں مشترک ہوتی ہے اس کی وجہ سے حکم اصل فرع میں ثابت کیا جاتا ہے علت ایسی علامت اور مصلحت پر مشتمل ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے حکیم علی الاطلاق حکم کو مشروع کرتا ہے۔ علت کی وجہ سے بندوں کو منفعت حاصل ہوتی ہے۔ ان سے مضرت دفع ہوتی ہے۔ اس علت کو جو مصالح پر مشتمل ہو مناسبت بھی کہتے ہیں علت و علامت میں یہ فرق ہے کہ وجود وجوب حکم علت سے ہوتا ہے۔ علامت کو وجود حکم میں دخل نہیں مثلاً اذان کہ علامت نماز ہے نہ علت نماز۔

علت کے اقسام علت کے کئی اقسام ہیں۔

(۱) علت اصل کا وصف لازم ہوتی ہے مثلاً زکوٰۃ میں
(۲) کبھی علت وصف عارضی ہوتی ہے مثلاً گیہوں کا ناپا جانا علت ربوا ہے۔
۳۔ کبھی علت وصف خفی ہوتی ہے یعنی اس کا جاننا مجتہد کا کام ہوتا ہے کیونکہ اگر علت کو ہر زبان دان سمجھ سکتا ہے۔ تو وہ دلالت النص ہے جو قطعی ہے۔ نہ کہ قیاس میں کام آنے والی علت جو ظنی ہے۔

۴۔ علت شرعی وہ ہے جو اصل و فرع کو جامع ہو۔ مثلاً میت کے قرض پر
حج کو قیاس کرنا اجب الادا ہونے میں۔
۵۔ کبھی علت اسم جنس ہوتی ہے۔
۶۔ کبھی علت مرکب ہوتی ہے۔ مثلاً احناف کے پاس حرمت ربا میں علت جنس
اور مقدار ہے۔

علت پر نص کی دلالت علت کبھی منصوص ہوتی ہے کبھی غیر منصوص۔
نص کے بھی مراتب ہیں۔ کبھی خفی ہوتی ہے کبھی ظاہر۔
نص کی دلالت علت پر دو طرح پر ہے۔
(۱) ایک یہ کہ باعتبار اپنی وضع کے علت پر دلالت کرے۔ اس کو نص صریح
کہتے ہیں۔ اس طرح کے کسی خاص لفظ کے ساتھ جو تعلیل کے لیے موضوع ہو مذکور ہو۔
جیسے لاجل اور من اجل اور کی۔ اذا۔ اور لام تعلیل اور باء مداجت اور ان۔
۲۔ دوسرے بطور ایمار کے ثابت ہو یعنی قرینہ سے علت پر دلالت کرے۔
اس کے کئی مراتب ہیں۔
۱۔ جواب کے موقع پر واقع ہو۔ جیسے ایک شخص نے رمضان میں جماع کر لیا تو
فرمایا۔ ھل تجد رقبہ تعتقھا۔
۲۔ وصف حکم کے ساتھ ہو۔
۳۔ دو حکموں کے درمیان دو وصفوں کے ذریعہ سے فرق ہو اور یہ۔
ا۔ کبھی صیغہ صفت کے ساتھ ہوتا ہے للراجل سھم وللفارس سھمان
سوار کے دوسرے حصہ کی علت گھوڑا ہے۔
ب۔ کبھی ایسے کلمہ سے جو انتہا پر دلالت کرے جیسے ولا تقربوھن
حتی یطھرن۔

ج. کبھی صیغۂ استثنا کے ساتھ ہوتا ہے جیسے . الا ان یعفون او یعفوالذی بیدہٖ عقدۃ النکاح۔

د. کبھی صیغۂ شرط کے ساتھ واقع ہوتا ہے. جیسے واذا اختلف الجنسان فبیعوا کیف شئتم۔

ہ. کبھی صیغۂ استدراک کے ساتھ. ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان۔

اطلاع: ان صورتوں میں علت پر دلالت ظنی ہے.

و. کبھی حرف فاء کے ساتھ جیسے فاقطعوا ایدیھما۔

ماخذ علت: چند ہیں۔ (۱) کتاب اللہ جیسے ولا تقربوھن حتی یطھرن.
سنت الذھب بالذھب الخ ربو کے لئے۔

۳۔ اجماع جیسے صغر. کم عمری علت ولایت مال ہے اور بلوغ علت رفع ولایت تھا تو اسی علت کی وجہ سے حکم لڑکی کی طرف بھی متعدی ہوگیا۔

۴۔ وصف کو حکم کے ساتھ مناسبت وملائمت ہو یعنی حصول منفعت یا دفع مضرت کے لئے ہو مثلاً روزہ میں کرتغ اور امداد فقراء

علت کی تاثیر: چار طرح پر ظاہر ہوتی ہے۔ ا۔ علت متعین معلول وحکم متعین۔
ب. علت متعین معلول جنس۔
ج۔ ” جنس ۔ متعین۔
د۔ ”جنس ” جنس۔

واضح ہو کہ ملائمت ومناسبت سے علت کا ظن پیدا ہوتا ہے۔ جس کو اخالہ وتخریج المناط کہتے ہیں پس ملائمت پر عمل کرنا صحیح ہوتا ہے واجب نہیں ہوتا وجوب کے لئے موثر ہونا ضرور ہے۔ ان اوصاف کو جن سے اخالہ پیدا ہوتا ہے،

مصالح مرسلہ کہتے ہیں۔

مصالح | تین قسم پر ہیں۔ ضروریہ حاجیہ تحسینیہ۔

مصالح ضروریہ۔ جن کی رعایت ہر دین میں کی گئی ہے۔ اور وہ پانچ ہیں۔ دین۔ جان۔ عقل۔ نسب۔ مال۔

مصالح حاجیہ۔ انکا مدار حاجت پر ہے۔ اور بذاتہ ضروری نہیں جیسے حوائج تمدن۔

مصالح تحسینیہ۔ کہ اصلاح اخلاق و عادات کے اسباب ہیں۔

احناف کے پاس وہ قیاس فاسد ہے جس کی بنا محض مصالح و مفاسد پر ہو۔

استنباط علت کے طریقے | ہم نے اس سے قبل طرق استنباط علت بیان کر دیئے ہیں۔ طرد۔ عکس۔ دوران۔ دوران مکرر۔ تغیر۔ ملازمت۔ شبہ۔ طرح۔

شرائط علت | علت کے لئے کئی شرطیں ہیں۔ (۱) علت مشروعیت حکم کا باعث ہو یعنی علت حکم کے ساتھ مناسبت رکھتی ہو۔

۲۔ علت ایسا وصف ہو کہ جس کی حکمت معین ہو۔ کیونکہ کبھی حکمت معین نہیں ہوتی ہے جیسے تراضی طرفین بیع میں مخفی رہنے کی وجہ سے ایجاب و قبول اس کا قائم مقام کر دیا گیا۔

۳۔ وجودی کے لئے عدمی علت نہ ہو۔

۴۔ علت قاصرہ نہ ہو یعنی جو فرع میں متعدی نہ ہو۔

۵۔ علت نقض کو قبول نہ کرے یعنے اس کو حکم لازم ہو مگر کسی مانع سے۔

۶۔ عدم انعکاس۔ مگر جمہور کے پاس معلول کی کئی علتیں ہو سکتی ہیں۔

۷۔ حکم پہلے، علت بعد نہ ہو۔

۸۔ علت حکم اصل کو باطل کرنے والی نہ ہو۔

۹۔ علت نص۔ کتاب۔ سنت و اجماع کے مخالف نہ ہو۔

۱۰۔ علت سے نص پر زیادت نہ ہو کیونکہ یہ نسخ و تغیر ہے۔

۱۱۔ بعض کے پاس صحابی کے قول کے خلاف نہ ہو

۱۲۔ کوئی وصف معارض نہ ہو۔

۱۳۔ بعض کہتے ہیں کہ دلیل علت عام نہ ہو۔

وجہ تعلیل | علت کا استنباط امور ذیل کے لئے متصور ہے۔

۱۔ موجب کی ذات کے لئے یا موجب کے وصف کے ثابت کرنے کے لئے

۲۔ اثبات شرط کے لئے۔ (۳) حکم یا وصف حکم کے اثبات کے لئے۔ (۴) نص کے حکم کی تعدی کے لئے

شرع و فقہ میں اپنی رائے سے ابتداءً موجب یا شرط یا حکم کا پیدا کرنا یا منفی کرنا درست نہیں یعنے قیاس بلا ماخذ درست نہیں ہاں بطور تعدی کے صحیح ہے۔

قیاس جلی و خفی | قیاس کی دو قسمیں ہیں جلیؔ و خفیؔ۔

قیاس جلی | جس میں زیادہ غور و خوض کی ضرورت نہ ہو۔

قیاس خفی | جس میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت ہو اسی کو استحسان کہتے ہیں۔

قیاس خفی کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ وہ جو اپنے اندر زبردست تاثیر پوشیدہ رکھتی ہو۔ اگرچہ کہ بظاہر ضعیف معلوم ہو (۲) وہ جو بظاہر فاسد معلوم ہو اور باطن صحت رکھتی ہو۔

قیاس جلی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کی تاثیر ضعیف ہو۔ دوسری وہ کہ بظاہر فاسد ہو مگر صحت اس میں مخفی ہو۔

جس قیاس خفی میں علت قوی ہو وہ اس قیاس جلی سے مرجح ہے جس کی علت ضعیف ہو۔

جس قیاس جلی میں صحت مخفی ہو۔ اس قیاس خفی سے برعکس جسمیں فساد مخفی ہو بقیہ خفی کو جلی پر ترجیح ہے۔

استحسان | کبھی نص کتاب وسنت واجماع سے ثابت ہوتا ہے کبھی مناسبت خفی سے ثابت ہوتا ہے پس قیاس جلی کو ایسے استحسان کے مقابلہ میں ترک کر دیتے ہیں۔

قیاس منطقی | قیاس ان چند قضایا کا مجموعہ ہے جن کے صدق سے ایک اور قضیہ کا صدق لازم آتا ہے۔

قیاس کی دو قسمیں ہیں۔ ۱ قترانی۔ ۱ ستثنائی۔

قیاس استثنائی اگر چہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ قیاس میں مذکور ہو تو وہ قیاس استثنائی ہے۔ مثلاً اگر زید انسان ہے تو حیوان مگر انسان ہے تو حیوان ہے۔ مگر حیوان نہیں تو انسان نہیں۔

قیاس اقترانی اگر نتیجہ یا نقیض نتیجہ قیاس میں مذکور نہ ہو تو وہ قیاس اقترانی ہے جیسے انسان حیوان ہے اور ہر حیوان جسم ہے تو انسان جسم ہے۔

قیاس میں امور ذیل قابل لحاظ ہیں

(۱) دو قضیوں کے ملنے سے نتیجہ نکلتا ہے

(۲) دونوں قضیے صحیح ہوں تو نتیجہ بھی صحیح ہوگا

(۳) نتیجہ کبھی قضایا سے عام نہیں ہو سکتا۔

اصغر | نتیجہ کا موضوع علیہ (یا مسند الیہ یا مبتدا) ہوتا ہے۔

اکبر | نتیجہ کا محمول محکوم (یا مسند یا خبر) ہوتا ہے۔

صغری | جس میں اصغر ہو۔ کبری جس میں اکبر ہو۔

اوسط جو صغریٰ و کبریٰ دونوں میں مکرر ہو۔ قیاسات کی بنا اولیات بلکہ مشاہدات ذیل پر ہوتی ہے۔

۱۔ اگر دو دائرے مثلاً اب ایک ہی حصہ میں



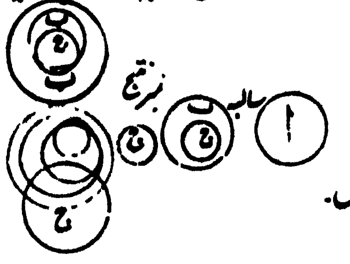
تیسرے دائرے ج سے منطبق ہوں آپس میں بھی اتنے ہی منطبق ہوں گے۔

۲۔ اگر دو دائرے ایسے ہوں کہ ایک کا حصہ تیسرے کے ایک حصہ پر



منطبق ہو مگر اس پر دوسرے کا حصہ منطبق نہ ہوتا ہو تو ان دو دائروں میں بھی ان حصوں کا انطباق نہ ہوگا۔

۳۔ ضرور ہے کہ حد اوسط کا کم از کم ایک دفعہ حصر کامل ہو۔ جہاں انطباق یقینی ہوتا ہے نتیجہ یا مثبت ہوتا ہے جہاں عدم انطباق یقینی ہوتا ہے نتیجہ سالبہ ہوتا ہے صغریٰ کبریٰ میں سے کوئی ایک ضرور کلیہ ہو۔ پس دو جزئے غیر منتج ہیں۔



صغریٰ و کبریٰ میں سے ایک بھی جزئیہ ہو تو نتیجہ جزئیہ ہوتا ہے۔ دو سالبے منتج نہیں ہوتے۔

صغریٰ کبریٰ میں سے ایک بھی سالبہ ہو تو نتیجہ سالبہ ہوگا۔

اشکال اربعہ ہم لوگ صغریٰ کو پہلے بیان کرتے ہیں اور کبریٰ کو بعد۔ اہل یورپ کبریٰ کو پہلے بیان کرتے ہیں۔ اور صغریٰ کو بعد۔

۱۔ پہلی شکل بدیہی ہے۔ اس میں ہمارے طریقہ سے حد اوسط قریب نتائج ہے کل اب ہیں۔ صغریٰ۔ کل ب ج ہیں۔ کبریٰ۔ ∴ کل اج ہیں نتیجہ یعنی شکل اول میں حد اوسط صغریٰ میں محمول ہے اور کبریٰ میں موضوع۔

دوسری شکل پہلی کے صغری کی طرح یعنی اوسط صغری کبری دونوں میں محمول۔ ہر ا ب ہے کوئی ج ب نہیں۔ کوئی اج نہیں۔

تیسری شکل پہلی کے کبری کی طرح یعنی اوسط صغری و کبری دونوں میں موضوع۔ ب ا۔ ب ج ∴ اج۔

چوتھی شکل پہلی کے کبری کی طرح۔ اور اوسط بعید ترین یعنی اوسط صغری اور کبری ا ب ۔ ج ∴ اج۔

اشعار ذیل میں شرائط انتاج اشکال اربع ہیں۔

{ج = ایجاب۔ ص = صغری۔ کک = کلیت کبری، خ = خلاف یا اختلاف، ایجاب و سلب میں اختلاف، ک = کلیت} ہے

جص کک باول است بثانی کک خلاف ۔۔۔ جص در سوم بکاف یک از ہر دو یاد دار

یاج ہر دو باشد باکص بچار میں ۔۔۔ یا اختلاف ہر دو بکاف یکے شمار

صغری کے قضایائے اربعہ کو کبری کے قضایائے اربعہ کے ملانے سے ضروب پیدا ہوتے ہیں جن میں شرائط بعینہ ہوں وہ ضروب منتج ہیں ورنہ غیر منتج۔

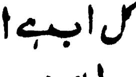
مَمَّ مَسَّ وَمَوَّ وسل اوّلاً ۔۔۔ مَسَّ سَمَسْ و سل لَمَلْ ثانیاً

مَوَّ مَسَّلْ وَمَوَّ وسل اعلموا ۔۔۔ مول مَلَّ ھاء منہ ثالثاً

ممو مَوَّ سَمَسْ سلْ وسل قل ۔۔۔ ثم لَمَلْ مَلَّ سَوَلْ رابعاً

ک / ص	م	س	و	ل	
م					
س		۰		۰	
و			۰	۰	
ل		۰	۰	۰	

اطلاع | دو سالبے اور دو جزئیے غیر منتج ہونے کی وجہ سے صفر دادہ ضروب تمام اشکال میں غیر منتج ہیں۔

اطلاع ۔ دوسری شکل کے تمام نتائج سالبہ ہیں اور تیسری شکل کے تمام نتائج جزئیہ ہیں۔ موجبہ کلیہ نتیجہ صرف شکل اول میں ہے۔ دائرے کے ذریعہ اثبات سے ایک قسم کا مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ لہذا اس طرح کے اثبات سے پہلے محصورات اربعہ کو یہ بیان کرتا ہوں۔ امید کہ ایک گونہ سہولت ہوگی۔ موجبہ کلیہ  کل اب ہے ا محصور تام ہے۔ سالبہ کلیہ  کوئی اب نہیں ا اور ب دونوں محصور تام ہیں۔

موجبہ جزئیہ  بعض اب ہے ا ب کسی کا

سالبہ جزئیہ  بعض اب نہیں۔ ا ب کسی کا حصر تام یقینی نہیں۔

اطلاع ۔ جہاں کلیہ ہوتا ہے وہاں جزئیہ ضروریہ ہوتا ہے۔ جس کو تحکیم کہتے ہیں

شکل اول | شرائط شکل، ایجاب صغریٰ۔ کلیت کبریٰ۔

ثبوت ۔ کبریٰ میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حد اوسط کے تمام افراد پر حد اکبر صادق آتی ہے۔ مثلاً کل حیوان جسم ہیں۔ اور صغریٰ میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ اصغر بھی افراد اوسط سے ہے۔ مثلاً انسان حیوان ہے تو ظاہر ہے کہ اصغر پر اکبر صادق آئے گا۔ پس قیاس اس طرح ہے گا انسان حیوان ہے اور ہر حیوان جسم ہے تو انسان جسم ہے یہ طرح ارسطو کے اس قسم کی "دکٹم دی امنی ایات نلو"۔ اگر ایجاب صغریٰ نہ ہو تو نتیجہ غلط ہو جاتا ہے۔ کوئی انسان فرس نہیں۔ ہر فرس حیوان ہے۔ کوئی انسان حیوان نہیں غلط ہے۔ اگر کلیت کبریٰ نہ ہو تو بھی نتیجہ غلط ہو جاتا ہے۔

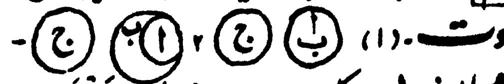
کل انسان حیوان ہیں۔ بعض حیوان فرس ہیں۔ ∴ بعض انسان فرس ہیں غلط ہے۔

صغریٰ / کبریٰ	م	س	و	ل
م	۴	س۲	کبریٰ	کبریٰ
س	عدم	ایجاب	صغریٰ	صغریٰ
و	و۳	ل۲	کبریٰ	کبریٰ
ل	عدم	ایجاب	صغریٰ	

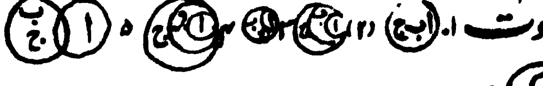
ضرب اول | کل اب، کل ب ج ∴ کل ا ج۔

ثبوت۔ 

ضرب دوم | کل اب، کوئی ب ج نہیں ∴ کوئی اج نہیں مَسَ۔

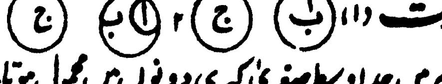
ثبوت۔ 

ضرب سوم | بعض اب، کل ب ج ∴ بعض اج۔ وَمَوَ۔

ثبوت 



ضرب چہارم | بعض اب کوئی ب ج نہیں ∴ بعض اج نہیں وسُاَوْ

ثبوت 

شکل دوم میں حد اوسط صغریٰ کبریٰ دونوں میں محمول ہوتا ہے اب، ج ب

شرائط شکل دوم کلیت کبری اختلاف بہ کیف یعنی ایک قضیہ موجبہ دوسرا سالبہ اس شکل کا نام بعض نے شکل امتناعی رکھا ہے۔

ثبوت کلی یا اجمالی | ایک حکم ایک شئے کے تمام افراد پر صادق آتا ہے اور
اس حکم (اوسط) کا مقابل دوسری شئے پر کلیہ کے طور پر یا جزئیہ کے طور پر صادق
آتا ہے۔ لہذا پہلی شئے کا سلب دوسری شئے سے اسی طرح ہوسکیگا۔ بعض نے
لکھا ہے کہ اس کا نام شکل التقابل الاختلافی ہے۔ کیونکہ ایک حد کسی تیسری
میں داخل ہو اور دوسری اسی تیسری حد سے خارج ہو تو دونوں حدیں آپس
میں خارج ہوں گی۔

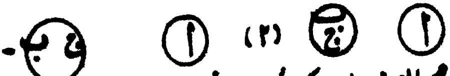
ک / ص	م	س	و	ل
م	عدم خلاف	س ۱	کلیت کبریٰ عدم خلاف	عدم کک
س	س ۲	عدم خ	عدم کک	عدم کک
ب	عدم ح	ل ۳	عدم کک خ	عدم کک
ل	ل ۴	عدم خ	عدم کک	عدم کک و خ

ثبوت تفصیلی | اگر کلیت کبریٰ نہ ہو تو نتیجہ غلط نکلتا ہے جیسے کل ناطق انسان ہیں اور
حیوان انسان نہیں۔: بعض ناطق حیوان نہیں۔ غلط ہے۔ اگر صغریٰ و کبریٰ
ایجاب و سلب میں مختلف نہوں تو نتیجہ غلط نکلتا ہے۔ دو سالبے تو کسی شکل
میں منتج نہیں ہوتے۔ دوسری شکل میں دو موجبے بھی غلط نتیجہ دیتے ہیں مثلاً کل
انسان حیوان ہیں۔ کل فرس حیوان ہیں۔ کل انسان فرس ہیں غلط ہیں۔

ضرب اول | کل اب کوئی ج ب نہیں :. کوئی اج نہیں مثل
ثبوت۔ ۱۔ ب ج (۲) اب ج۔

ضرب دوم | ضرب دوم۔ کوئی اب نہیں کل ج ب :. کوئی
اج نہیں۔

ثبوت ۲۔



ضرب سوم | بعض ا ب کوئی ج ب نہیں۔: بعض ا ج نہیں ۔ وصّل

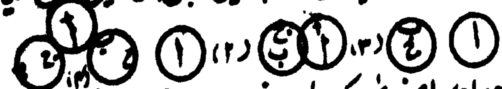
ثبوت:(۱)



(۲) ج ۔ ا ۔ ب

ضرب چہارم | بعض ا ب نہیں کل ج ب نہیں۔ بعض ا ج نہیں لیس ثانیاً

ثبوت (۱)



شکل سوم | میں حد اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں موضوع ہوتی ہے۔

شرائط: ایجاب صغریٰ ہو۔ اور صغریٰ و کبریٰ دونوں میں کوئی ایک ہی کلیہ ہو تو کافی ہے۔

ثبوت کلی | اصغر و اکبر ثبوت ایک امر (اوسط) کے لئے ہوتا ہے۔ اور ان میں سے ایک حکم کلی ہوتا ہے۔ تو وہ دونوں شئے اس امر میں جمع ہو جائیں گے۔ یا ایک شئے کا ثبوت ایک امر اوسط کے لئے ہوتا ہے اور دوسری شئے کا ثبوت نہیں ہوتا پس ایک شئے دوسری سے اس امر اوسط میں غیر مجتمع ہوگی

لہذا اس کا نتیجہ ہمیشہ جزئیہ ہوتا ہے موجبہ ہو یا سالبہ بعض نے لکھا ہے کہ اس قانون المتقابل میں دو حدوں میں جزئی اشتراک ہو۔ تو آپس میں جزئی موافقت کہتے ہیں۔ اس کو قانون المتقابل الاستثنائی کہتے ہیں۔

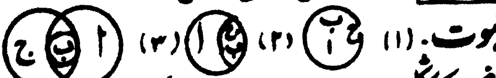
اگر ایجاب صغریٰ نہ ہو تو نتیجہ غلط نکلتا ہے جیسے بعض حیوان انسان نہیں اور کل حیوان جسم ہیں: بعض انسان جسم نہیں جو غلط ہے۔

و / ک	م	س	د	ل
م	و۱	ل۲	و۵	ل۶
س	عدم ج +	عدم ج +	عدم ج +	عدم ک ج +
و	و۲	ل۴	عدم کلیہ	عدم ک
ل	عدم ج +	عدم ج +	عدم ج +	عدم ج +

صغریٰ و کبریٰ دونوں میں کوئی بھی کلیہ نہ ہو تو دو جزئے ہوں گے جو کسی شکل میں منتج نہیں جیسے بعض حیوان انسان ہیں۔ بعض حیوان فرس ہیں ∴ بعض انسان فرس ہیں جو غلط ہے۔

ضرب اول | کل ب ا کل ب ج ∴ ا ج منتجاً۔

ثبوت۔



واضح ہو کہ شکل سوم میں۔ باوجود صغریٰ و کبریٰ کے کلیہ ہونے کے نتیجہ جزئیہ ہی نکلتا ہے۔

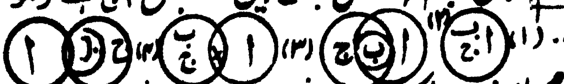
ضرب دوم | کل ب ا۔ کوئی ب ج نہیں ∴ اج نہیں مثلاً

ثبوت



ضرب سوم | بعض ب ا ہے۔ کل ب ج ہیں ∴ بعض ا ج ہے وھو

ثبوت۔



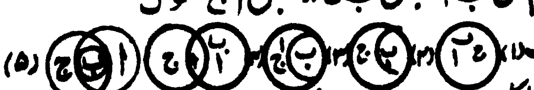
ضرب چہارم | بعض ب ا کوئی ب ج نہیں ∴ بعض اج نہیں و مثلاً

ثبوت



ضرب پنجم | کل ب ا بعض ب ج ∴ بعض ا ج مثلاً

ثبوت



ضرب ششم | کل ب ا بعض ب ج نہیں ∴ بعض اج نہیں۔

ثبوت

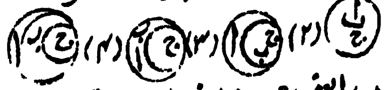


شکل چہارم | حد اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول۔ یہ شکل اول کی ضد ہے۔ طبیعت سے بالکل بعید ہے اس شکل کو اکثر نے اپنی کتاب میں نہیں لکھا۔ شرائط صغریٰ کبریٰ دونوں موجبہ ہوں تو کلیہ صغریٰ ہو۔ یا ایجاب و سلب میں اختلاف ہو تو کوئی ایک کلیہ ہو۔

		ں		ں
م	و	لع	وٗ	لٔ
ص	سٓع	۲ سالبہ	لٔ	۲ ص
و	اوسط غیر مکرر	لٗ	۲ جزئیہ	ا جزئیہ
ل	لٗ	۲ س	۲ جزئیہ	۲ جزئیہ

ضرب اول | کل ب ا کل ج ب :. بعض ا ج ۔ ممو

ثبوت



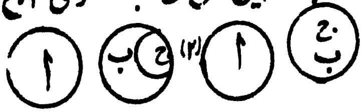
ضرب دوم | کل ب ا بعض ج ب :. بعض ا ج ۔ مو

ثبوت



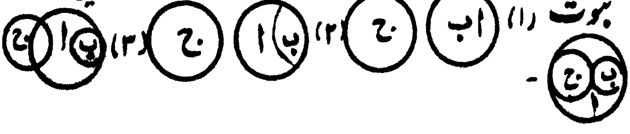
ضرب سوم | کوئی ب ا نہیں ۔ کل ج ب :. کوئی ا ج نہیں ۔

ثبوت ۔ سمس



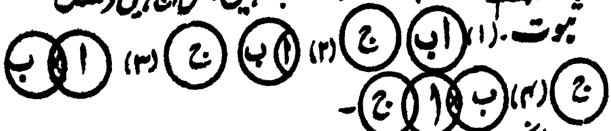
ضرب چہارم | کل ب ا ہے کوئی ج ب نہیں :. بعض ا ج نہیں مسل

ثبوت



ضرب پنجم | بعض ب ا کوئی ج ب نہیں :. بعض ا ج نہیں وسل

ثبوت ۔



یہ پانچ ضروب متفق علیہ ہیں اور تین ضرب متاخرین کے پاس منتج ہیں

بشرطیکہ قضایا بسیطہ نہ ہوں بلکہ خاصیتیں ہیں سے کوئی قضیہ ہو کیونکہ سالبہ جزئیہ
صرف خاصیتیں کا منعکس ہوتا ہے۔

بقیہ ضرب ششم ملل۔ ہفتم۔ ملق۔ ہشتم سول۔

ضرب ششم | املل۔ بعض حیوان انسان نہیں۔ کل ناطق حیوان ہیں۔ اس لئے
بعض انسان ناطق نہیں۔ نتیجہ نکلتا ہے جو غلط ہے۔

ضرب ہفتم | املق۔ کل انسان ناطق ہے۔ بعض حیوان انسان نہیں اس لئے بعض
ناطق حیوان نہیں جو غلط ہے۔

ضرب ہشتم | اسول۔ کوئی انسان فرس نہیں۔ بعض حیوان انسان ہیں بعض
فرس حیوان نہیں اور یہ غلط ہے۔ بعض لوگ شکل اول کو تو بدیہی سمجھتے ہیں۔ اور
دوسرے اشکال کو نظری اس لئے ان کو مختلف طور سے ثابت کرنا پڑتا ہے

شکل دوم | شکل دوم عکس کبری سے پہلی شکل ہو جاتی ہے مثلاً کل ج ب
ہیں کوئی ا ب نہیں ∴ کوئی ج ا نہیں۔

عکس کبری کیا۔ کوئی ب ا نہیں ہوا۔ اب ایک قیاس پیدا ہوا کل
ج ب ہیں کوئی ب ا نہیں (یہ پہلی شکل ہے) ∴ کوئی ج ا نہیں۔

۲۔ دلیل خلف نقیض نتیجہ کو کبری سے ملایا۔ پہلی شکل بنی نتیجہ صغری کے
خلاف نکلا۔ مثلاً بعض ج ب اور کوئی ا ب نہیں ∴ بعض ج ا نہیں۔
اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اس کا نقیض صحیح ہوگا۔ کل ج ا ہیں کبری کیا تھا ملایا کل
ج ا ہیں اور کوئی ا ب نہیں۔ ∴ کوئی ج ب نہیں۔ اور یہ صغری بعض ج
ب نہیں کے خلاف ہے۔

۳۔ صغری کا عکس لیکر کبری بنائیں۔ پھر نتیجہ کا عکس لیں مثلاً کوئی ج ب
نہیں اور کل ا ب ہیں ∴ کوئی ج ا نہیں۔ عکس صغری لیا کوئی ب ج نہیں۔

کبریٰ بنایا تو شکل اول بنی کل ا ب ہیں۔ کوئی ب ج نہیں۔ ∴ کوئی ا ج نہیں
اس کا عکس لیا کوئی ج ا نہیں وھو المطلوب۔

۱۔ دلیل افتراض | یعنے قضیہ جزئیہ کے ذات موضوع کو مثلاً د فرض کر کے مثلاً
بعض ج ب ہے کوئی ا ب نہیں ∴ بعض ج ا نہیں۔ پس اس ذات کو جو
جؔ ہے د فرض کریں: ∵ کل د ب ہیں اور کوئی ا ب نہیں ∴ کوئی د ا نہیں
یہ شکل بھی دوسری ہی ہے۔ مگر یہ ضرب موجودہ ضرب کے پہلے کی ہے۔ پھر اور
کہتے ہیں۔ بعض ج د کوئی د ا نہیں ∴ بعض ج ا نہیں وہو المطلوب۔

شکل سوم | ۱۔ وہ عکس صغریٰ سے شکل اول ہو جاتی ہے۔
۲۔ خلف سے یعنی نقیض نتیجہ کو صغریٰ سے ملانے سے۔
۳۔ صغریٰ کبریٰ دونوں کا عکس لیں تو دوسری شکل بن جاتی ہے جو اس سے
پہلے ثابت شدہ ہے (۴) افتراض سے۔

شکل چہارم | (۱) وہ عکس ترتیب یعنے صغریٰ کو کبریٰ اور کبریٰ کو صغریٰ بنائیں
تو شکل اول ہو جاتی ہے پھر عکس نتیجہ نکالیں۔
۲۔ صغریٰ اور کبریٰ دونوں کا عکس لیں تو بھی پہلی شکل ہو جاتی ہے۔
(۳) عکس صغریٰ سے دوسری شکل ہو جاتی ہے۔
۴۔ عکس کبریٰ سے تیسری شکل ہو جاتی ہے۔

خواص اشکال | پہلی شکل چیزوں کے خواص دریافت کرنے کے کام آتی ہے،
یعنی اصغر کے۔
دوسری شکل اشیاء کے اختلاف کے ثبوت میں کام آتی ہے۔
تیسری شکل جزئی مثالوں اور مستثنیات کے ثبوت کے کام آتی ہے۔
چوتھی شکل جنس کے مختلف انواع کے اختلاف دریافت کرنے میں کام آتی ہے۔

قیاس استثنائی اس میں دو قضیے ہوتے ہیں۔ ایک تو شرطیہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا کسی ایک جزء قضیہ کا وضع ہوتا ہے۔ یا رفع۔

قیاس استثنائی میں شرائط ذیل ہیں۔

(۱) شرطیہ موجبہ ہو۔ (۲) متصلہ ہو تو لزومیہ ہو۔ اور منفصلہ ہو تو عنادیہ ہو کیونکہ اتفاقیہ غیر نتیج ہے۔

۳۔ شرطیہ کلیہ ہو یا استثنا یعنی وضع و رفع کلیہ ہوں متصل ہو تو۔

(۱) وضع مقدم سے وضع تالی۔ (۲) رفع تالی سے رفع مقدم۔ مثلاً اگر آفتاب ہے تو دن ہے۔ مگر آفتاب ہے تو دن ہے۔ مگر دن نہیں، تو آفتاب نہیں۔ اگر آفتاب ہے تو دن ہے۔ شرطیہ ہے مگر آفتاب ہے وضع مقدم ہے تو دن ہے وضع تالی ہے۔ تو آفتاب نہیں رفع مقدم ہے۔

اگر منفصلہ حقیقیہ ہے تو۔ (۱) وضع مقدم سے رفع تالی۔ (۲) وضع تالی سے رفع مقدم۔ (۳) رفع مقدم سے وضع تالی۔ (۴) رفع تالی سے وضع مقدم۔
مثلاً یہ عدد یا زوج ہے یا فرد۔ (۱) مگر زوج ہے تو فرد نہیں۔ (۲) مگر فرد ہے تو زوج نہیں۔ (۳) مگر زوج نہیں تو فرد ہے۔ (۴) مگر فرد نہیں تو زوج ہے۔

اگر مانعۃ الجمع ہے تو۔ (۱) وضع مقدم سے رفع تالی۔ (۲) وضع تالی سے رفع مقدم
مثلاً یہ شئے یا شجر ہے یا حجر۔ (۱) مگر شجر ہے تو حجر نہیں۔ (۲) مگر حجر ہے تو شجر نہیں۔

اگر مانعۃ الخلو ہے تو۔ (۱) رفع مقدم سے وضع تالی (۲) رفع تالی سے وضع مقدم
مثلاً یہ شئے یا لاشجر ہے یا لاحجر ہے۔ (۱) مگر لاشجر نہیں یا یوں کہو کہ شجر ہے تو لاحجر ہے (۲) مگر حجر ہے تو لاشجر ہے یا یوں کہو کہ لاحجر نہیں تو لاشجر ہے۔ یاد رکھو کہ نفی کی نفی اثبات ہے۔

قیاس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بسیط۔ (۲) مرکب۔

قیاس بسیط۔ جس میں صرف ایک صغریٰ و کبریٰ و نتیجہ ہو۔
" مرکب۔ جو کئی قیاسوں سے یا کئی مقدمات سے بنا ہو۔
قیاس استثنائی۔ عاطفہ جس میں صغریٰ منفصلہ ہو اور کبریٰ متصلہ مگر اس میں دو مقدم یا دو تالی ہوں اس کو ڈائلیما کہتے ہیں۔
ڈائلیما کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) ترکیبی سادہ۔ (۲) تحلیلی سادہ۔ (۳) ترکیبی ملتف ۴ تحلیلی ملتف۔
ترکیبی سادہ کبریٰ میں دو مقدم اور ایک تالی ہو۔ اور صغریٰ مانعۃ الخلو ہو۔

صغریٰ انسان یا تو اپنی رائے پر عمل کر سکتا ہے یا دوسروں کی رائے پر۔
کبریٰ۔ انسان اگر اپنی رائے پر عمل کرے تو قابل ملامت ٹھیرتا ہے۔ اور دوسروں کی رائے پر عمل کرے تو بھی۔
نتیجہ۔ پس ہر حالت میں انسان کے کام پر ملامت کی جاتی ہے۔
تحلیلی سادہ۔ کبریٰ۔ ایک مقدم اور دو تالی۔ مانعۃ الخلو کے طور پر اور صغریٰ میں ہر دو صورتوں کا رفع یا انکار (مثلاً) کبری۔
کبریٰ۔ اگر کوئی چیز حرکت کرے تو اس کی حرکت یا تو اس مقام پر ہو گی۔ جہاں وہ ہے۔ یا اس مقام پر ہو گی۔ جہاں وہ نہیں ہے۔
صغریٰ۔ مگر ہر چیز جہاں ہے وہاں حرکت نہیں کر سکتی اور نہ وہاں حرکت کر سکتی ہے۔ جہاں وہ نہیں ہے۔
نتیجہ۔ کسی حالت میں کوئی چیز حرکت نہیں کر سکتی۔
ترکیبی ملتف۔ کبریٰ میں دو مقدم دو تالی صغری میں ان دونوں مقدمات میں انفصال۔ مثلاً۔

صغریٰ۔ ان کتابوں میں انجیل کے مسائل کے موافق مسائل ہیں یا مخالف۔
کبریٰ: اگر ان میں انجیل کے مسائل کے موافق مسائل ہیں تو وہ غیر ضروری ہیں اور اس کے مخالف ہیں تو مضر ہے۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے: یہ کتابیں بے فائدہ ہیں یا مضر ہیں۔

ملتف تحلیلی: کبریٰ میں دو مقدم اور دو تالی۔ صغریٰ میں دونوں تالیوں کا انکار یا رفع۔ نتیجہ میں دونوں مقدموں کا بطور منفصلہ کے رفع یا انکار۔ مثلاً کبریٰ: اگر یہ شخص فرض شناس ہے تو حکم کی متابعت کرتا ہے۔ اگر وہ عقلمند ہے تو حکم کا مطلب سمجھتا ہے۔

صغریٰ: لیکن اس شخص نے احکام کی متابعت نہ کی یا مطلب نہیں سمجھا۔
نتیجہ: یہ شخص فرض شناس نہیں ہے یا عقلمند نہیں ہے۔

قیاس عاطفہ کا رد | عاطفہ کے رد کے تین طریقے ہیں: (۱) تیسری راہ نکالنی مانعۃ الخلو نہ ماننا۔ (۲) تالی کا انکار۔ (۳) پورے استدلال کا الٹ دینا۔

قیاس محذوف المقدمہ یا مجہول۔ یا ناکامل: ایسا قیاس ہے جس میں ایک مقدمہ محذوف ہو مثلاً کبریٰ محذوف ہو جیسے ہوا۔ ایک مادی جوہر ہے۔ اس لئے وزن دار ہے۔ یہاں کبریٰ محذوف یہ ہے۔ جو مادی جوہر ہے وہ وزن دار ہے۔
صغریٰ محذوف۔ تمام مادی جوہر وزن رکھتے ہیں۔ لہذا ہوا بھی وزن رکھتی ہے۔

نتیجہ محذوف: تمام مادی جوہر وزن رکھتے ہیں۔ اور ہوا بھی ایک مادی جوہر رکھتی ہے۔

قیاس سالم یا غیر محذوف | ہوا جوہر مادی ہے اور جوہر مادی وزن رکھتا ہے۔ ہوا وزن رکھتی ہے۔

قیاس مرکب کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) سلسلہ ترکیبی۔ (۲) سلسلہ تحلیلی۔

استدلال یا قیاس یا سلسلۂ ترکیبی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مفصل۔ (۲) مجمل۔

مفصل جب سلسلۂ استدلال قیاسی کے قضایا پورے بیان کئے گئے ہوں اور کوئی مقدمہ صغریٰ یا کبریٰ یا نتیجہ محذوف نہ ہو وہ قیاس مفصل ہے۔

جس کو سالم۔ غیر محذوف۔ غیر مخبول تام بھی کہتے ہیں۔

۲ مجمل۔ جس میں کوئی مقدمہ محذوف ہو اس کے مخبول و محذوف المقدمہ سرائٹرز کہتے ہیں۔

مجمل کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ارسطالیسی۔ (۲) جاقلینوسی یا گھوک لی نی۔

ارسطالیسی۔ پہلے قیاس کا نتیجہ محذوف اور پھر صغریات محذوف۔

جاقلینوسی۔ تمام نتائج کو سوائے نتیجہ آخری کے محذوف کریں اسی وجہ سے تمام کبریات کو سوائے اول کے حذف کریں۔

ارسطالیسی	جاقلی نوسی
تمام اب ہیں	تمام د ہ ہیں
" ب ج "	" ج د "
" ج د "	" ب ج "
" د ہ "	" اب "
لھذا " اہ "	لھذا " اہ "

بالجملہ اگر یہ دونوں سلسلہ متصل کئے جائیں تو پہلی شکل کی طرف رجوع کرتے ہیں

سلسلہ تحلیلی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مفصل۔ (۲) مجمل۔

مجمل کو محذوف بھی کہتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ساذج۔ (۲) ثنیہ

(۳) ملتفہ۔

مجمل ساذج جس میں صرف ایک مقدمہ کی وجہ بیان ہوتی ہے۔ مثلاً فلسفی بھی انسان ہے
انسان کو صاحب مقصد ہونا چاہئے کیونکہ ہر انسان صاحب عقل ہے ∴
اس لئے فلسفی کو بھی صاحب مقصد ہونا چاہئے
مثنیہ۔ اس میں دو مقدمات کی وجہ بیان ہوتی ہے۔ مثلاً زید ایک انسان ہے
کیونکہ تمام ناطق دوپائے انسان ہوتے ہیں۔ تمام انسان فانی ہیں کیونکہ
وہ حیوان ہیں ∴ زید فانی ہے۔
مثلثہ اس میں وجوہ کے وجوہ بیان ہوتے ہیں۔ مثلاً زید انسان ہے۔ کیونکہ
وہ دو پاؤں والا اور ناطق ہے۔ تمام انسان فانی ہیں کیونکہ وہ حیوان ہیں
کیونکہ متحرک ہیں۔ (یہاں وجوہ کے وجوہ بیان کئے گئے ہیں) ∴ زید فانی ہے۔
اس قیاس کی تفصیل کرو تو اسی طرح ہوگی۔ زید دو پاؤں والا ناطق ہے۔
اور تمام دو پاؤں والے ناطق انسان ہیں ∴ زید انسان ہے تمام حیوان
متحرک ہیں اور تمام متحرک فانی ہیں ∴ تمام حیوان فانی ہیں۔ تمام انسان حیوان
ہیں۔ اور تمام حیوان فانی ہیں ∴ تمام انسان فانی ہیں۔ زید انسان ہے اور
تمام انسان فانی ہیں ∴ زید فانی ہے۔
<u>مواد قیاسات</u> اب تک جتنی بحث کی گئی وہ سب باعتبار قیاس کی صورت
وہیئت کے تھی۔ اب بیان کیا جاتا ہے کہ یہ صغریٰ اور کبریٰ کس قسم کے قضایا
ہوتے ہیں۔ اور [illegible] کس طرح ہوتے ہیں۔ ان میں سے کونسے قضایا موجب
یقین ہوتے ہیں۔ اور کون سے موجب ظن یا موجب تخییل اور نفس میں اثر
پیدا کرنے والے۔
یہ ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے اور اس کو بار بار لکھتا ہوں کہ کسی
امر پر کوئی حکم لگانے کے لئے دو قضیے ہوتے ہیں۔ ایک مبنی [illegible] اور دو[illegible]

مبنی بر قانون۔ یہ قانون بعض دفعہ بالکل بدیہی ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ ثابت کیا جاتا ہے۔

نیز یہ قانون کبھی موجب ظن ہوتا ہے کبھی موجب یقین کبھی فلسفی ہوتا ہے۔ کبھی تمدنی کبھی اخلاقی کبھی شرعی و مذہبی مثلاً زید چور ہے۔ اور چور کے لئے اتنی سزا سرکار سے متعین ہے۔ ∴ زید اتنی سزا کا مستحق ہے۔

ظاہر ہے کہ زید چور ہے: ایک واقعاتی قضیہ ہے۔ اس کا ثبوت اصلی شہادت و مشاہدہ سے ہوتا ہے اور قضیہ: چور کے لئے اتنی سزا ہے قانون تعزیرات سے ثابت ہو سکتا ہے۔ واقعاتی قضیہ صغریٰ اور قانونی قضیہ کبریٰ ہوتا ہے۔

تمام کوشش اس کبریٰ و قانون کے حاصل کرنے میں ہوتی ہے۔ اور وہی قوانین منضبط و مدون ہو کر علوم ہو جاتے ہیں مشاہدہ۔ اختبار۔ استقرا، تمثیل تقریر، سب کچھ انہیں قوانین کے استنباط کرنے کے لئے ہے حکما کی بڑی جدوجہد اور لگاتار تجربوں کے بعد کہیں ایک قانون پیدا ہوتا ہے۔

مادۂ قیاسات یعنی وہ قضایا جن سے قیاسات مرکب ہوتے ہیں۔ پانچ قسم کے ہیں۔

(۱) برہانی۔ (۲) جدلی۔ (۳) خطابی۔ (۴) شعری۔ (۵) سفسطی۔

اسی مقام میں خصم یعنے منقید اور رد کرنے والی کے فرائض بیان کرونگا۔

برہانیات | برہان: وہ قیاس جو ابتداءً بدیہیات سے مرکب ہو یا ان نظریات سے مرکب ہو جن کا سلسلۂ اثبات بدیہیات پر منتہی ہو۔

بدیہیات کی چھ قسمیں ہیں: اولیات، فطرات، حدسیات، مشاہدات۔ تجربیات، متواترات۔

:ولیات ایسے صاف اور واضح قضایا جن کو ہر عقل سلیم والا مانتا ہے۔ اور
س پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

یہ بالکل درست ہے کہ کسی شئے کا ہرگز یقین نہیں ہوتا۔ جب تک مشاہ
ا در تجربہ نہ ہو۔ مگر اوّلیات ایسے قضایا ہوتے ہیں جن کا تجربہ و یقین ہر شخص کو
وتا ہے۔ بعض اولیات کو علوم متعارفہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے کل جزء سے بڑا
:تا ہے۔

اب ہم چند ایسے علوم متعارفہ بیان کرتے ہیں۔ جو اکثر علوم میں کام
تے ہیں۔ ۔

۱۔ شئے ہمیشہ شئے رہتی ہے یعنی اس کے ذاتیات کبھی اس سے جدا نہیں
وتے اس کو قانون (ذاتیت) کہتے ہیں۔

۲۔ لوازم ذات ذات سے جدا نہیں ہوتے۔

۳۔ شئے اپنے سے پہلے آپ نہیں ہو سکتی۔ یعنی تقدم شئے علی نفسہ جائز نہیں

۴۔ اگر ا بغیر ب کے نہیں ہو سکتا اور ب بغیر ج کے نہیں ہو سکتا۔ تو ا بھی
بیر ج کے نہیں ہو سکتا۔ یعنی موقوف علیہ کا موقوف علیہ۔ موقوف علیہ ہوتا ہے

۵۔ بالعرض کا وجود بغیر بالذات کے وجود کے نہیں ہو سکتا۔

۶۔ تعبیرات و مرادفات کے بدلنے سے مقصود نہیں بدلتا۔

۷۔ کل جزء سے بڑا ہوتا ہے۔

۸۔ مساوی کا مساوی۔ مساوی ہوتا ہے

۹۔ دو مساویوں میں سے مساوی کم کریں یا زیادہ کریں تو مساوات
سا فرق نہیں پڑتا۔

۱۰۔ بڑے سے بڑا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے سے چھوٹا۔ چھوٹا ہوتا ہے۔

۱۱۔ ترجیح بلا ترجیح جائز نہیں۔ اور نہ ترجیح مرجوح جائز ہے۔
۱۲۔ نفی کی نفی اثبات ہے۔ پس چار مرتبہ جفت مثبت اور مرتبۂ طاق منفی رہتا ہے

فطریات وہ قضایا جن کا حد اوسط ذہن سے غائب نہیں ہوتا۔ مثلاً چار جفت ہے۔ ایک ایسا قضیہ ہے کہ اس کے ساتھ دو پر تقسیم ہونا ذہن میں لگا ہوا ہے۔ اس کی اصل یہ ہے۔ چار دو پر منقسم ہوتا ہے اور جو دو پر منقسم ہوتا ہے وہ جفت ہے پس چار جفت ہے۔

حدسیات وہ قضایا جن کے مبادی دفعۃً ذہن میں آجاتے ہیں۔ اور ان میں حرکت فطری نہیں ہوتی۔

واضح ہو کہ فکر میں اعمال ذیل ہوتے ہیں پہلے ہمارے پاس ایک دعویٰ ہوتا ہے۔ اور ہم اس دعوے کی تصدیق چاہتے ہیں۔ لہٰذا اپنے معلومات کے انتخاب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ معلومات میں سے اس دعوے کے (نامناسب) خیال کو چھوڑتے اور مناسب کو اختیار کرتے جاتے ہیں۔ اس انتخاب کرنے کو حرکت اول کہتے ہیں۔ پھر ان منتخب معلومات کو ذہن میں ترتیب دیتے ہیں اور صغری۔ کبری بنا کر نتیجہ کی طرف ہمارا ذہن حرکت کرتا ہے۔ یہ حرکت دوم ہے فکر ان دو حرکتوں کے مجموعہ کا نام ہے کبھی ہم اپنے معلومات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ذہن بغیر ترتیب مقدمات کے فوراً نتیجہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اس فوری انتقال کا نام حدس ہے۔ جو نتائج اس طرح دفعۃً حاصل ہو جاتے ہیں ان کو حدسیات کہتے ہیں۔ مثلاً چاند سورج کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ سورج کے مقابلے سے چاند کے گھٹنے اور بڑھنے یعنی ہلال و بدر ہونے کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور ذہن فوراً سمجھ جاتا ہے نور قمر مستفاد ہے۔ نور شمس سے یعنی چاند کا نور آفتاب کے نور سے حاصل ہوتا ہے۔

لوگوں کے حدس کے اعتبار سے مختلف درجات ہیں۔ صاحب قوت قدسیہ کے پاس تمام امور حدسی و بدیہی ہوتے ہیں۔ اور بعض تو ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ بقول محقق دوانی کے کہ ایک زمانے میں انسان وحمار میں تباین کلی کی نسبت تھی مگر آج کل تو عموم من وجہ کی نسبت ہے۔ کیونکہ بعض لوگ ان دونوں کے مادہ اجتماع ہیں۔

مشاہدات | وہ قضایا جن میں شاہدے اور حس کے ذریعہ سے حکم کیا جاتا ہے، مثلاً بصرات جن کی تصدیق بصارت سے ہوتی ہے مثلاً رنگ۔ سمعیات یا مسموعات جو سنے جاتے ہیں۔ مثلاً آواز ملموسات یا لمسیات جو چھونے سے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً نرمی۔ سختی۔ سردی۔ گرمی۔ ذوقیات یا مذوقات جو زبان سے چکھے جاتے ہیں۔ مثلاً شیرینی تلخی مشمومات۔ جو سونگھے جاتے ہیں۔ مثلاً خوشبو۔ بدبو۔ ان پانچوں قوتوں کو حواس خمسہ ظاہری کہتے ہیں اور ان کے معلومات کو محسوس۔

اسی طرح باطنی قوی بھی ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعہ جو چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ ان کو وجدانیات کہتے ہیں۔ مثلاً بھوک۔ پیاس۔ محبت۔ نفرت۔ اس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے۔ کیونکہ کتاب بڑھی جارہی ہے۔

تجربیات | وہ قضایا جن کو عقل بار بار مشاہدہ کر کے ایک حکم کلی حاصل کرتی ہے، مثلاً سنکھیا کھانے سے آدمی مرجاتا ہے۔

متواترات | کسی بات کو اتنے لوگوں سے سننا کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا عقل جائز نہ رکھے۔ مثلاً برلن جرمنی کا ایک شہر ہے۔

متواترات۔ تجربیات، مشاہدات، وجدیات کا علم خود اس شخص پر منحصر رہتا ہے جس کو اس طرح سے علم حاصل ہوا ہے۔ ہاں تقلیداً کوئی مان لے

تو ہاں ہے۔

اقسام برہان برہان کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) لمّی۔ (۲) اِنّی

ظاہر ہے کہ عالم حادث ہے۔ کیونکہ متغیر ہے، یہاں۔ حدوث عالم کی تصدیق کا واسطہ تغیر ہے۔ کیونکہ وہ حد اوسط ہے۔ اصل یوں ہے کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے ∴ عالم حادث ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ ہمیشہ حد اوسط واسطہ تصدیق و علم ہوتا ہے۔ یعنی حد اوسط سے تصدیق نتیجہ ہوتی ہے۔ اب وجود خارجی اور نفس الامر کے لحاظ کرتے دیکھئے تو اوسط کبھی علت وجود اکبر ہوتا ہے مثلاً اس شخص کے اخلاط متعفن ہو گئے ہیں۔ اور جس کے اخلاط متعفن ہو جاتے ہیں۔ اس کو تپ آتی ہے۔ لہذا اس کو تپ آئی ہے اس قیاس میں حد اوسط یعنی تعفنِ اخلاط، خارج میں علت وجود تپ ہے۔ اس کو برہان لمّی کہتے ہیں۔

کبھی اوسط خارج کے لحاظ سے علت وجود اکبر نہیں ہوتا۔ بلکہ اوسط و اکبر دونوں ایک علت کے معلول ہوتے ہیں۔ یا اوسط معلول۔ اور اکبر علت ہوتا ہے۔ جیسے اس وقت آفتاب نکلا ہے۔ کیونکہ دنیا روشن ہے" ظاہر ہے کہ طلوع آفتاب کی علت روشنی دینا نہیں۔ بلکہ روشنی دینا علت طلوع شمس ہے۔ ایسے برہان کو انّی کہتے ہیں۔

بہر حال برہان لمّی میں حد اوسط خارج میں اکبر کے وجود کی علت ہوتی ہے اور انّی میں خارج کے اعتبار سے حد اوسط وجود اکبر کی علت نہیں ہوتی مگر انّی و لمّی دونوں میں اوسط ذریعہ علم و تصدیق ضرور ہوتا ہے۔

قیاس وہ قیاس جو مشہورات اور مسلمات خصم و دشمن سے مرتب ہو۔ یہ قصنا یا خواہ نفس الامر میں صادق ہوں یا کاذب۔

مشہورات ایسے حکمی قضایا ہوتے ہیں جن کو علما رحکما ر نے کسی مصلحت کے لئے مانا ہے۔ بعض دفعہ انفعالات اور جذبات نفس سے چند باتیں مشہور ہو جاتی ہیں۔ مثلاً گائے کا گوشت کھانا بڑا گناہ ہے۔ گائے کا پیشاب پینا بڑا ثواب ہے۔

اب ہم چند ایسے احکام و امثال و کلیات و قانون بیان کرتے ہیں۔ جو ہزار ہا مسایل ہیں کام آتے ہیں۔

۱۔ علم بے عمل وبال ہے۔ ۲) عمل بے علم ضلال ہے۔ ۳) خالی تھیلی پڑی رہے بھری تھیلی کھڑی رہے۔ ۴) رشوت اگر تم بے ناحق سفارش اس سے کیا کم ہے۔ ۵) ہر کما ہے رازوالے۔ ۶) اذا فات الشرط فات المشروط۔ ۷) اذا جاءَ الاحتمال بطل الاستدلال۔ ۸) غائب کی صحت غائب کے ساتھ آگے بڑھکر ٹوک وہ نہ ہو تو سر حد پر روک۔ ۹) خوشامد ہر کرا کر دی خوشامد۔ ۱۰) تدبیر پر کھتے ہیں تقدیر کے آگے۔ ۱۱) کینوں کی شاہی شریفوں کی تباہی۔ (۱۲) حرکت میں برکت ہے۔ ۱۳) محنت میں عزت ہے۔ ۱۴) آتا ہے تو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ جاتا ہے تو اس کا غم نہ کیجئے۔ ۱۵) آسمان کا تھوکہ منہ پر۔ ۱۶) اقرار جرم۔ اصلاح جرم۔ ۱۷) القبض دلیل الملک۔ ۱۸) الخاموشی نیم رضامندی ۱۹) اندھوں میں کانا راجہ۔ ۲۰) اول خویش بعد درویش۔ ۲۱) القرض مقراض المحبۃ۔ ۲۲) البشر بہ خیرہے؟ ۲۳) نوش بے نیش کے نہیں ملتا۔ ۲۴) تنگدستی اگر نہ ہو سالک تنگدستی ہزار نعمت ہے۔ ۲۵) جتنی چادر دیکھو اتنے پاؤں پھیلاؤ۔ ۲۶) جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ ۲۷) دروغ گورا حافظہ نباشد۔ ۲۸) دام کرائے کام۔ کرتا۔ ۲۹) استاد نہ کرنا شاگرد۔ ۳۰) سانچ کو آنچ نہیں۔ ۳۱) ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ ۳۲) شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ ۳۳) مال جائے

جان نہ جائے۔ ۲۴) جان جائے ایمان نہ جائے۔ ۲۵۔ دنیا بامید امید پر ہے قائم۔ ۳۶) نیم حکیم خطرۂ جان۔ نیم ملا خطرۂ ایمان۔ ۳۷) ولی را ولی می شناسد۔ ۳۸) ہمت مرداں مدد خدا۔ ۳۹) بندگی باید پیرزادگی درکار نیست ۴۰) جگر جگر ہے دگر دگر ہے۔ ۴۱) بندگی بیچارگی۔ ۴۲) پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ ۴۳) خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ ۴۴) پر تو نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بدست۔ ۴۵) وہ شکاری کتا ہے جو کمائے مگر نہ کھائے۔ ۴۶) کھانے کے وقت پانچ انگلیاں برابر ہو جاتی ہیں۔ ۴۷) گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ۴۸) ہرچہ برخود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔ ۴۹) غافل بول کر سمجھتا ہے۔ ۵۰) عاقل سمجھ کر بولتا ہے۔ ۵۱) غافل کی عقل گدی میں۔ یعنے دھپہ کھا کر سمجھتا ہے۔ ۵۲) نیت پر بنیاد عمل ہے۔ ۵۳) مرتا کیا نہ کرتا۔ ۵۴) آخری تدبیر شمشیر ہے۔ ۵۵) مثل ہے کہ الجنس الی الجنس یمیل۔ ۵۶) نامردی و مردی قدم فاصلہ دارد۔ ۵۷) آدمی کی کسوٹی سونا ہے۔ ۵۸) دوست کا دوست۔ دوست۔ دشمن کا دوست دشمن۔ ۵۹) ذلت سے جینے سے عزت کا مرنا بہتر۔ ۶۰) چاہ کنندہ را چاہ درپیش۔ ۶۱) ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔ ۶۲) دشمن اگر ہاتھ بڑھائے تو یا کاٹ ڈال یا بوسہ دے ۶۳) الحزم سوء الظن احتیاط بدگمانی کا نام ہے۔ ۶۴) بر تواضع ہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی است۔ پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را۔ ۶۶) جب تک نہ کہے ہے بات تیری۔ منہ سے نکلی ہوی پرائی۔ ۶۷) ردعمل و عمل ہے یکساں۔ نیکی ہو یا کہ ہو برائی۔

اصول و کلیات فقہ | عقود میں اعتبار مقاصد و معانی کا ہے نہ صرف الفاظ و عبارت کا۔ شک سے یقین زایل نہیں ہوتا۔ ہر شئے جس حال پر تھی اسی حال

حال پر رہے گی۔ قدیم اپنی قدامت پر رہے گا۔ ضرر قدیم سے نہیں مانا جا سکتا۔
ذمہ کا بری رہنا اصل ہے۔ صفات عارضہ میں اصل عدم ہے۔ ایک امر جو
کسی زمانہ میں ثابت ہو جائے جب تک اس کا خلاف ثابت نہ ہو وہ ثابت ہی
سمجھا جائے گا۔ اس کو استصحاب کہتے ہیں۔ امر نو پیدا وقت قریب سے متعلق
کیا جاتا ہے۔ منصوص کے خلاف اجتہاد کو گنجایش نہیں خلاف قیاس متعدیٰ
پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے نقیض نہیں ہو سکتا۔
مشقت سے آسانی پیدا ہوتی ہے۔ اور صعوبت سے سہولت ہے اور تنگی
باعث وسعت۔ نہ ضرر اٹھاؤ نہ ضرر پہونچاؤ۔ ضرر زائل کیا جائے گا۔ مانع
زائل ہو جائے تو ممنوع پھر موجود ہو جاتا ہے۔ ایک ضرر دوسرے ضرر سے زائل
نہیں کیا جا سکتا۔ ضرر عام کے لئے ضرر خاص قابل اختیار ہے ضرر خفیف
سے ضرر شدید زائل کیا جاتا ہے۔ دو فساد جمع ہوں تو خفیف تر کو اختیار کریں
گے۔ خیر الخیرین کو اختیار شر الشرین کو ترک کرنا چاہئے۔ فساد کا دور کرنا
منفعت کے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ جبتک ممکن ہو ضرر دور کیا جائیگا۔ حاجت
عام ہو یا خاص بمنزلہ ضرورت کے ہے۔ اپنے ضرر کی خاطر دوسرے کا حق
باطل کرنا جائز نہیں۔ جس کا لینا حرام اس کا دینا حرام ہے۔ اس کی طلب اور
ارادہ بھی حرام ہے۔ عادت ایک حاکم ہے۔ جو عادتاً ممتنع ہے وہ حکماً ممتنع ہے
زمانہ کے تغیر سے احکام میں بھی تغیر ہوتا ہے۔ معنائے حقیقی بخلاف عادت
ترک ہو سکتے ہیں۔ عادت کا اعتبار کثرت یا غلبہ پر ہے۔ غالب کا اعتبار ہے
نہ کہ نادر کا۔ جو امر کہ عرف میں معروف ہو۔ وہ بمنزلہ شرط کے ہے۔ تانع و مقتضی
میں مانع پر عمل کیا جاتا ہے۔ شئے کا تابع حکم میں بھی تابع ہے۔ تابع کا حکم
علٰحدہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک شخص کسی چیز کا مالک ہو تو اس کے ضروریات کا

بھی مالک ہوگا۔ جب اصل جاتی رہتی ہے تو فرع بھی جاتی رہتی ہے۔ جو حق کہ قضا ہوگیا مثل معدوم کے پھر نہیں موجود ہو سکتا۔ جب اصل شئے زایل ہوگئی تو جو چیز اس کے ضمن میں ہو وہ بھی زایل ہوگئی۔ جب اصل زائل ہو جاتی ہے تو بالضرور اس کے بدل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ توابع میں ایسی چیزوں کی حاجت پڑتی ہے کہ اس کے غیر میں حاجت نہیں پڑتی۔ ابتدا میں جو چیز جائز ہو وہ انتہا میں جائز ہو سکتی ہے۔ بہ نسبت شروع کے آخر کار سہل ہے۔ تبرع بغیر قبضہ کے کامل نہیں ہوتا۔ رعیت پر مصلحت سے تصرف وحکومت کی جاتی ہے۔ ولایت خاص بہ نسبت ولایت عام کے قوی تر ہے۔ جب تک ممکن ہو کلام مہمل نہ کیا جائے گا۔ جب حقیقی معنی نہ بن سکیں تو مجازی معنی لئے جائیں گے۔ کلام کے معنی نہ حقیقی درست ہو سکیں اور نہ مجازی تب ناچار کلام مہمل سمجھا جائیگا۔ جس چیز کے ممتاز وعلیحدہ اجزا نہوں اگر اس سے بعض حصہ کا ذکر کریں تو بجائے ذکر کل کے ہوگا۔ مطلق بالنص یا بالدلالت مقید نہ ہو تو مطلق ہی رہے گا۔ غائب کا وصف کرنا معتبر ہے۔ حاضر ومشارٌ الیہ کا وصف کرنا لغو ہے۔ جو سوال میں مذکور ہو وہ جواب میں مقدر ہوگا۔ ضرورت ہی کے وقت ساکت سے کلام متعلق کیا جائے گا۔ جس شئے کی حقیقت پر اطلاع دشوار ہو تو اس کی دلیل وعلامت ہی قائم مقام ہوگی۔ تاکہ ظاہر حال پر حکم ہو سکے۔ کتاب مثل خطاب کے ہے۔ گونگے کے مقررہ اشارے مثل بیان زبانی کے ہے۔ مترجم کا قول بلکلف مقبول ہے۔ جو بیان کہ اس میں خطا ظاہر ہو۔ اس کا اعتبار نہیں جو احتمال کہ دلیل سے پیدا ہو اس کے ہوتے ہوے کوئی امر حجت نہیں۔ توہم کا اعتبار نہیں۔ جو امر کہ بدلیل ثابت ہو وہ گویا بالمعائنہ ثابت ہے۔ مدعی پر بینہ ہے منکر پر حلف۔ آدمی اپنے اعتبار سے ماخوذ ہے۔ گواہ خلاف ظاہر کے

اظہار کے لئے بینہ (گواہ کی شہادت) حجت متعدیہ ہے۔ اقرار حجت قاصرہ ہے
انکار از قسم سے اصل دعوی باقی رہتا ہے۔ باطل نہیں ہوتا۔ اگر حجت میں تناقض
ہو تو وہ حجت حجت نہ رہے گی۔ کبھی فرع پر حکم ثابت ہوتا ہے اور اصل پر ثابت
نہیں ہوتا۔ جو امر مشروط بہ شرط ہو وہ ثبوت شرط سے ثابت ہوگا۔ جب تک
ممکن ہو شرط کی رعایت کی جائے گی۔ جو وعدہ کہ بشرط متکفل ہو وہ لازم ہو جاتا
ہے۔ ضمان (تاوان) سے اجرت و خراج ساقط ہو جاتا ہے۔ اجرت اور
ضمان دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ الغرم بالغنم یعنے جو نفع اٹھائیگا۔ وہ نقصان
کا بھی متحمل ہوگا۔ نعمت بقدر نقمت ہے۔ اور نقمت بقدر نعمت۔ فاعل پر حکم
لگایا جاتا ہے کہ آمر پر۔ مگر یہ کہ فاعل پر آمر نے جبر و اکراہ کیا ہو۔ جو امر شرعاً
و قانوناً جائز ہو اس کے سلب سے ضمان لازم نہیں آتا۔ مرتکب فعل اگرچہ عمداً
نہ ہو ضمان دیگا۔ مسبب فعل بدون عمل کے ضمان نہ دیگا۔ چوپایوں کا ضرر معاف
ہے۔ کسی کو حکم دینا کہ ملک غیر میں تصرف کرے باطل اور لغو ہے۔ کسی کو جائز
نہیں کہ ملک غیر میں بدوں اس کی اجازت تصرف کرے کسی کو جائز نہیں کہ بے وجہ شرعی
کے کسی کا مال لے۔ اگر کسی شئے کے ملک کا سبب بدل گیا۔ تو گویا اس شئے کی ذات بدل گئی۔ جو
شخص کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے طلب کرے تو وہ محروم رہتا ہے۔ جو شخص ایک کام
اپنی سعی سے پورا کر چکا ہے تو پھر اس کے خلاف کوشش باطل ہے۔ تکلیف مالایطاق درست نہیں۔
حدود شبہ سے ساقط ہوتے ہیں۔ سکوت محل بیان میں حکم میں بیان کے
ہے۔ ایک معاہدہ میں کئی معاہدہ درست نہیں۔ معدوم کی بیع باطل ہے مگر
استحساناً بیع سلم و استصناع میں توصیف کامل بمنزلہ وجود کے سمجھی جاتی ہے۔
وکیل کا کام موکل کا کام سمجھا جائیگا۔

کلیات و اصول قانون | قوانین اصول قوانین پر متفرع اور اسی سے

مستنبط ہوتے ہیں۔ اور اصول قوانین ہی پر تمام قوانین کی بنا ہے۔ جو معاہدات مصلحت عامہ و مکارم اخلاق کے خلاف ہیں وہ خلاف قانون سمجھے جائیں گے تعمیل احکام قانون حکومت کرواتی ہے۔ قوانین اخلاق کی پابندی قوم کرواتی ہے۔ مصلحت عامہ کو مصلحت خاصہ پر ترجیح ہے۔ رسم و رواج اعلیٰ ترین قانون ہے۔ رسم کے مقبول ہونے پر متواتر عمل دلالت کرتا ہے۔ وہ رسم ناقابل قبول ہے۔ جو اصول اخلاق و قوانین ریاست کے خلاف ہو۔

حق | ریاست کو یہ حق ہے کہ اپنے خلاف سازش سے روکے۔ ہر شخص کو حق ہے کا اپنا مال بحفاظت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرے۔ ہر شخص کو یہ حق ہے کہ ریاست نے اگر نقصان مال کیا ہو اس کی تلافی کا مطالبہ کرے۔

رفاہ عام | بہبودی خلائق یا ریاست کا حق اہم ترین حق ہے۔

افعال | ہر شخص اپنے فعل ارادی کے صرف قدرتی اور معمولی نتائج کا ذمہ دار ہے جہل قانون کسی عاقل و بالغ کے لئے عذر نہیں ہو سکتا۔ آفات سماوی یا اتفاقی کی ذمہ داری کسی پر عائد نہیں ہوتی۔ جس فعل سے کسی شخص کی آزادانہ رضامندی نہیں۔ اس پر اس فعل کی ذمہ داری بھی نہیں۔ جو امر ابتدائً ناجائز ہے وہ امتداد زمانہ سے جائز نہیں ہو سکتا۔ جس معاہدہ میں غیر ممکن شرط لگائی جائے وہ معاہدہ کالعدم ہے۔ استحقاق نالش متضرر کی وفات پر ساقط ہو جاتا ہے۔ اپنا حق اس طرح نافذ کرو کہ دوسروں کے حقوق پر اثر نہ پڑے۔ ہر شخص دوسرے کو اسی قدر مجبور کر سکتا ہے۔ جس قدر خود مجبور رہ سکتا ہے۔ کوئی شخص اپنی جائداد کو واجبی قیمت پر بھی فروحت کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

قبضہ | جانوران وحشی کے لئے ضرور ہے کہ ان کو پوری طرح گرفتار کر لیا جائے۔ کسی جائداد پر مکمل اور بلاشرکت غیرے اختیار حاصل ہو تو اس میں

جو کچھ ہے قبضہ میں تسلیم کئے جائیں گے۔ جو شئے اراضی سے ملحق ہے وہ اسی سے
متعلق ہے۔ کوئی شخص اس حق سے زیادہ منتقل نہیں کرسکتا جو خود اس کو حاصل
ہے۔ زمانہ میں متقدم کا حق مقدم ہے۔

حقوق قدامت بر ملکیت غیر | کسی جائداد کے مالک کو حق نہیں کہ دوسروں کو ان
حقوق سے روکے جو قدیم سے حاصل ہیں جب انصاف دونوں جانب مساوی
حق ترجیح ہو تو قانون غالب آتا ہے۔ قانون و انصاف صرف قانون داں سے
مرج ہے۔ داین اول کے پاس دو جائدادیں مکفول ہوں اور دوم کے پاس ان
میں سے ایک وہ داین اول کے پاس جب تک جائداد خاص ہے۔ جائداد
دوم سے روکا جائے گا۔

حق سلطی | اسلاء غصب میں قلیل تابع کثیر ہے۔

معاہدہ | اسماء ممکن التغیر ہیں لیکن اشیاء ناممکن التغیر ہیں۔ قانون کسی شخص کو
افعال غیر ممکن کے کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔

دادرسی | عدالت کے معنی ہیں۔ دونوں پلوں کو برابر رکھنا۔ اور ہر ایک کو اپنے
حق سے متمتع ہونے دینا۔ قانون عاقل کی مدد کرتا ہے غافل کی نہیں۔ طالب انصاف
کو کاربند انصاف اور فعل ناجائز سے مجتنب رہنا چاہئے۔ تعویق سے انصاف میں
خلل ہوتا ہے۔ کوئی شخص کسی کام کے انصرام پر مجبور نہیں کیا جاتا۔

حرجہ | فریقین نے نقیض معاہدہ پر ایک رقم معاوضہ مقرر کی ہو تو عدالت کو مقدار
میں مداخلت کی ضرورت نہیں۔ ملک کا فائدہ اسی میں ہے کہ نالشات کم ہوں۔
فعل ناجائز مشترک میں ہر شخص جملہ اشخاص کے فعل کا ذمہ دار ہے خیار تعین قطعی
ہے۔ یعنی اگر دو شئے میں سے ایک شئے کے انتخاب کا اختیار ہے تو بعد انتخاب
قطعی ہوگا۔ ایک شخص کی اجازت پر نیک نیتی سے ایک شخص مرتکب فعل ناجائز

ہو تو اجازت دہندہ کے مقابل بری الذمہ ہوگا۔

ضابطہ دیوانی | غائب مدعی پر کوئی کارروائی نہیں کی جاتی۔ دوران مقدمہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ کوئی شخص خود اپنے مقدمہ کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ امر تجویز شدہ صحیح تسلیم کیا جائیگا۔

احتمال | ناانصافی کی بنا پر اپیل کی جاتی ہے۔

ضابطہ فوجداری | مقدمات دیوانی میں بجانب مدعی اور مقدمات فوجداری میں بجانب ملزم تائید کی جائیگی۔ ہر شبہ کا فائدہ ملزم کو دیا جائیگا۔ پولس کی نظر میں متعلقات علیہ گنہگار سمجھا جائیگا جب تک اس کی صفائی نہ ہو۔ عدالت کی نظر میں بے گناہ ہے جبتک اس کے خلاف کوئی امر ثابت نہ ہو۔ ایک بیگناہ سزا پانے کے بجائے سو گنہگاروں کا چھوٹ جانا بہتر ہے سزا عبرت کے لئے ہے نہ کہ تلافی اکال کے لئے۔

عملی قانون بین الاقوام | ! جو زور دار ہے وہی حقدار ہے۔

قوی کا ہر قول قانون ہے۔ اور ہر فعل جائز ہے۔ قوی کی مدافعت بجو عبادت ہے معاہدات برابر کے ساتھ ہوتے ہیں نہ کہ ضعیف کے ساتھ۔ ضعیف کو زندہ رکھنا ہی احسان ہے۔ معاہدات کی تعمیل تلوار سے ہوتی ہے نہ کہ باتوں سے۔ انصاف کے معنے ہیں مخالف کو دو نیم کر دینا۔ کمزور دوستوں کو جزو بدن کر لینا چاہئے۔

قیاس خطابی | وہ قیاس جو مفید ظن ہوتا ہے۔ اس کے مقدمات یا تو مقبولات ہوتے ہیں۔ یا مظنونات۔

مقبولات۔ ایسے قضایا جو قابل اعتماد افراد مثلاً علماء کرام سے حاصل ہوئے ہوں مظنونات سے مراد ایسے حدسیات۔ تجربیات۔ اور متواترات ہیں جو حد یقین کو نہیں پہنچے۔ دنیا و دین کے کام میں فن خطابت سے بڑا فائدہ ہے۔

خطیب کے وسائل تاثیر۔ (۱) تمثیل بیان۔ (۲) تکرار۔ (۳) نفوذ مکتب

جو ثروت شہرت حکومت علم وغیرہ کمالات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ (۵) نفوذ شخصی جو ایک وہبی اور فطری شئے ہے۔

فصاحت و بلاغت کو خطاب میں خاص اثر ہے۔ اِن من البیان لسحرا۔

قیاس شعری | وہ قیاس تخیل اور نفس کے انفعال وتاثیر کو پیدا کرے۔ اثر پیدا کرے۔ اثر پیدا کرنے والے امور میں یہ امور اہم ہیں۔

فصاحت۔ بلاغت۔ استعارات تشبیہات۔ وزن۔ حسن صوت۔ اور موسیقی۔

خصم یا مدعی علیہ کے فرائض | (۱) فرض خصم اجمالی طور پر تو یہ ہے کہ مدعی کے غلط مطلوب کی مخالفت کرے۔ (۲) گونہ تفصیلاً اور یہ کئی طرح پر ہے۔

(۱) تصحیح نقل۔ (۲) منع۔ (۳) نقض۔ (۴) معاوضہ۔ دو دلیلوں میں تطبیق دے یا تاویل کرے۔ یا دو دلیلوں میں سے ایک کو ترجیح دے۔

طلب تصحیح نقل | اگر مدعی صرف دوسرے کا قول نقل کرتا ہے۔ تو اس سے طلب تصحیح نقل کرے۔ یعنی اس سے مطالبہ کرے کہ یہ کس کتاب میں ہے۔ اس وقت مدعی یا ناقل کا فرض ہے کہ کتاب لاکر اس میں بتادے۔

منع | اگر دعوی ناقابل قبول ہو تو دلیل طلب کرے۔ اگر مدعی نے دلیل بیان کی ہے۔ اور صغری یا کبری میں سے کوئی قابل اثبات ہو تو اس پر دلیل طلب کرے مزید قوت کے لئے اپنے نہ ماننے کی وجہ بیان کرے۔ اس کو مسند منع کہتے ہیں

نقض | صغری یا کبری کے فرض پر کوئی محال ثابت کرنا مثلاً یہ ثابت کرنا کہ بعض صورتوں میں علت تو پائی جاتی ہے۔ اور حکم نہیں پایا جاتا۔

معاوضہ | مدعی کے دعوی کی نقیض پر دلیل قائم کرنا۔ اس وقت معارض مدعی کی حیثیت پیدا کرلیتا ہے۔ اور مدعی خصم کی حیثیت پس مدعی طلب تصحیح نقل۔ منع نقض کرسکتا ہے۔ اب تفصیلی طور سے خصم کے فرائض بیان کرنے کے لئے

ہم ترجیحات اور مغالطہ کو تفصیلی طور پر بیان کرتے ہیں۔ وجوہ مغالطہ کو اچھی طرح سے جاننے سے مدعی کے دعاوی کی اچھی طرح سے تنقید ہو سکتی ہے۔

مغالطہ | دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) متعلق بہ دعویٰ۔ (۲) غیر متعلق بدعویٰ

غیر متعلق بدعویٰ ایسی گفتگو جس کو دعوی سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اس کے بھی کئی قسم ہیں۔

اعجاب تمام | اکثر لوگ ایک دعوی کرتے ہیں۔ اس کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اپنے تخروشیخی کے پل باندھتے ہیں۔

تجہیل کرام | مخاطب کو جاہل بدچلن ہر قسم کے عیوب کا نشانہ بنایا جائے جس کو اصل دعوی سے کوئی علاقہ نہیں۔

اعزاء عوام: ایسی گفتگو جس سے عامۃ الناس کے جذبات مشتعل ہو جائیں۔

تعظیم عظام: زندہ آدمی کتنا ہی درست استدلال کرے قدیم لوگوں کے مقابل کوئی شنوائی نہیں۔

مبالغہ فی الکلام: ہر شئے میں موافق پہلو بھی ہوتا ہے۔ ناموافق بھی۔ موافق پہلو پر گو کمزور ہی ہو مگر خوب زور دیا جائے اور نہایت اہم کر کے بتایا جائے۔

ترک پہلوے ناموافق | ناموافق پہلو کو بالکل ترک (نظر انداز) کر دینا۔ یہ عموماً ان لوگوں کی عادت ہے کہ مدعی پہلو پر بالکل نگاہ نہیں کرتے یہ بھی درست ہے کہ دوست کے عیوب اور دشمن کے محاسن نظر نہیں آتے ہے

وعین الرضا من کل عیب کلیلۃ
ولکن عین السخط تبدی المساویہ

تطویل کلام | گفتگو کا تصفیہ ہونے نہ دیں۔ بات میں بات نکالتے جائیں یا بار بار اس ہی رد شدہ بات کا اعادہ کیا جائے۔

متف| ایسا پیچیدہ سوال کیا جائے کہ مختلف پہلو و معنی رکھتا ہو۔ ایک
. رد کر دیا جائے تو کہیں کہ میری یہ مراد نہ تھی بلکہ دوسری مراد تھی۔

ہ سوالات| ایک سوال کریں اس کا جواب دیا جائے اسی میں سے ایک
سوال پیدا کیا جائے گو یقین ہو کہ یہ مسئلہ حق ہے مگر ہر بات کا ثبوت طلب
ے۔ طلب تصحیح نقل کیا جائے۔ اپنے ذمہ بار ثبوت کسی بات کا نہ لیں۔ ہر وجودی
عدمی طور پر بیان کریں۔ اور مخالف کو مدعی امر وجودی ٹھیرا کر ثبوت طلب
۔

ں بنائے بحث| ہر وقت دعوی کو بدلتے جائیں۔ تقریر دلکش فصیح و بلیغ کریں۔
دم ایک دعوی کو تبدیل یا ترک کریں۔ اور کئی وسائط کے بعد اصل دعوی
ت رجوع کریں۔ ایک کا وادیکر ٹھکادیں اور پھر آخر میں مقصود کی طرف رجوع
ور کہیں وہوالمطلوب۔ اس کام کے لئے بڑی لسانی کی ضرورت ہے بعض
خریں موافق ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں میرا بھی یہی مقصود تھا۔

ے بداہت| ایک خیالی مسئلہ کو جس کے سننے کے ایک زمانہ سے عادی ہو گئے
وم متعارفہ کی طرح ماننا۔

م غیر کا لازم| جو چیز لازم نہیں اس کو خواہ مخواہ لازم سمجھنا۔

م کو عدم وجود کے مساوی سمجھنا| ایک کمسن لڑکا اپنے ہم سن لڑکے سے خوب
ے قہقہے لگا کر کہتا ہے کہ "ہمنے ہمیشہ دیکھا ہے کہ آفتاب جہانتاب روشن و
طلوع کرتا ہے۔ اور روشن استوار پر رہتا ہے اور روشن ہی غروب کرتا ہے
۔ اللہ ہے۔ اس کی طبیعت ہے "لا آف نیچر" ہے جس میں تغیر و تبدل ممکن نہیں
ے نادان بزرگ کہتے ہیں کہ آفتاب عالم تاب بعض دفعہ تاریک بھی
ما ہے۔ ان اولذفیش حضرات نے آفتاب کی اس فرضی تاریکی کے لئے

ایک لفظ وضع کرنے کی تکلیف بھی اٹھائی ہے عرب کسوف۔ ہندی۔ سورج گرہن اور انگریز جن کو ہم بڑا ہوشیار سمجھتے تھے۔ وہ بھی سن کلپس کہتے ہیں۔

اس قسم کے جہالت ناک مغالطوں کا ماحصل یہ ہے کہ جن کو نہ دیکھا وہ نہیں ہے۔ ہمارا عدم علم وجود کے مساوی ہے۔ اگر ہمارے شخصی تجربے اور علم پر علوم کا دارومدار ہوتا تو علوم کی اتنی ترقی۔ کیونکر ہوتی نہ "علم طب مدون ہوتا نہ "علم ہیئت" نہ اور بہت سے علوم کے لئے سینکڑوں ہزاروں سال کے مشاہدوں کو یکجا کرنے اور ان سے استخراجات و استنباطات کرنے کی ضرورت ہوتی۔ جن کو ذاتی تجربہ و علم نہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مسئلہ میرے پاس ثابت نہیں۔ نہ یہ کہ وہ لاآف نیچر۔ قوانین الٰہیہ کے خلاف ہے۔ علم عدم وعدم علم میں فرق نہ کرنا ظلم ہے تعدی ہے

بعینہٖ۔ یہی حال منکرین معجزات وکرامات وروحانیات سے نابلد اسرار خفیہ سے جاہل ظلمات مادیت میں محبوس لوگ اپنے معلومات سے جس شئے کو خارج پاتے ہیں اس کے وجود سے بالکل انکار کر بیٹھتے ہیں۔

میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر غیر ثابت شدہ بات کو خواہ مخواہ مان ہی لو۔ نہیں شہادت طلب کرو۔ ثابت ہو جائے تو مانو۔ ثابت نہ ہو سکے تو نہ مانو حق پرستی کو اپنا فرض سمجھو۔ وہم پرستی کو ہرگز نہ مانو۔

غیر ثابت کو ثابت نہ جانو۔ کوئی دعویٰ بغیر دلیل اور کافی شہادت کے مانا نہیں جاتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی قول نسبت کیا جاتا ہے تو اس کی روایت کی تحقیق و تنقیح کی جاتی ہے۔ موضوع و ضعیف حدیث قبول نہیں کی جاتی ہے۔ موضوع وضعیف سے حدیث قبول نہیں کی جاتی۔ مگر بعض مبتدیوں کی حالت یہ ہے کہ کسی یورپین کی طرف صرف نسبت کر دینے کو کافی

سمجھتے ہیں۔ اور دور از تحقیق باتیں ماننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پہلے تو اس کی ہی تحقیق نہیں کہ اس امر کو کسی حکیم نے کہا ہے۔ کہا ہے تو اس کی دلیل کہاں تک قابل اعتبار ہے۔

غیر علت کو علت سمجھنا مثلاً یورپ کی ترقی کا اصلی سبب تعلیم میں جد و جہد صنعت و حرفت و تجارت تنظیم و اتفاق ہے۔ مگر بعض نادان سمجھتے ہیں۔ کہ داڑھی مونچھیں تو صفاچٹ کر دینا۔ شراب خواری۔ ہیاٹ لگانا۔ شرم و حیا کو شہر بدر کر دینا۔ مذہب کو خیرباد کہنا۔ جوا کھیلنا۔ اپنے آپ کو یورپین زادہ سمجھنا۔ وغیرہ وغیرہ ترقی کے اسباب ہیں۔

اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی بات ہوتی ہے تو اس بات کو اس کی طرف نسبت کر دیتے ہیں ہمزمانی کو علت سمجھتے ہیں۔ مثلاً اورنگ زیب زوال سلطنت مغلیہ کا باعث ہے یا انگریزی سلطنت طاعون کا سبب ہے

وہم پرستی کی بنا اکثر ہمزمانی پر ہوتی ہے

اکثر کاذب دعویٰ کرنیوالے ناحق پرست لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ بڑی جرأت اور زور سے چیخ دیتے ہیں۔ منہ لال۔ گردن کی رگیں پھولی ہوئیں۔ زمین پر پاؤں میز پر ہاتھ مارتے جاتے ہیں۔ اپنے جھوٹے فخر کے ہوا پر پل باندھتے ہیں۔ دوسروں کو جاہل بے تحقیق یا بدچلن فاسق یا کافر کہتے ہیں۔ زور سے قہقہے مارتے ہیں غیر متعلق امور کا ایک تانتا ہے کہ باندھا ہوا ہے۔ دوسرے کی ایک نہیں سنتے۔ اپنی کہے چلے جاتے ہیں جھوٹ سے بالکل نہیں شرماتے۔ غلط معتقدات اور واقعات کو ایسا بیان کرتے ہیں جیسے علوم متعارفہ یا ثابت شدہ واقعات ہیں۔ سامعین کے جذبات اپنے موافقت میں ابھارتے جاتے ہیں۔ اپنے موافقین یا ان جہال سے جو ان کی لفاظی سے مرعوب ہو گئے ہیں تائید اور

چاہتے ہیں۔ یورپ زدہ لوگ ان مسائل کو جو خلاف اسلام ہیں اور ہنوز جود
یورپ میں زیر بحث ہیں۔ آیات قرآنی سے زیادہ قطعی سمجھتے ہیں۔ اور مذہب کے
دعویدار خود علماء میں مختلف فیہ چند مسائل کی تاویل کو کفر و شرک کہتے ہیں۔ غرض حق
پرستی معدوم ہے جہل اور کٹ حجتی کی گرم بازاری ہے۔ اگر ٹھنڈے دل سے
کسی ایک مسئلہ کے ماله و علیہ پر غور و فکر کیجائے گی تو مسئلہ صاف ہوگا۔ بالجملہ حق جوئی
عنقا کی پشت پر سوار ہو کر کوہ قاف میں اڑتی پھرتی ہے۔ اور جہل مرکب کے
ظلمات کی بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكد يراها کی نوبت
آگئی ہے۔

متعلق دعوی کی دو قسمیں ہیں۔ روایت۔ درایت۔

روایت کے لحاظ سے ترجیح حسب ذیل ہے۔

۱۔ راوی ثقاہت، ضبط، ورع، تقوی میں جو قوی ہو اس کو مقابل کے
راوی پر ترجیح ہوگی۔

۲۔ بعض کے پاس سند عالی یعنے جس سلسلہ سند میں تعداد رواۃ کم ہو۔
ان کو اس روایت پر ترجیح ہے جس میں راوی زیادہ ہوں۔

۳۔ بعض کے پاس راوی کثیر الروایۃ ہو تو اس کو قلیل الروایۃ پر ترجیح ہے
مگر یہ درست نہیں کیونکہ ابو ہریرہؓ کثیر الروایۃ ہیں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ
قلیل الروایۃ ہیں۔ علی ہذا القیاس حضرت عمرؓ و علیؓ عبداللہ بن مسعودؓ بھی ابو ہریرہ
سے قلیل الروایۃ ہیں۔

۴۔ ماہر عربیت کو غیر ماہر پر ترجیح ہے کیونکہ وہ روایت کے معنی اچھی طرح
سمجھ سکتا ہے۔

۵۔ حفظ قلب والے راوی کو کتاب میں لکھکر یاد رکھنے والے پر ترجیح ہے

۶۔ بعض کے پاس اکابر صحابہ کی روایت کو دوسروں کی روایت پر ترجیح ہے
۷۔ سننے کے وقت جو راوی حضرت سے قریب رہتا تھا۔ اس کو بعید پر ترجیح ہے۔

۸۔ جس نے بحالت بلوغ و اسلام سنا۔ اُس کو اِس شخص پر ترجیح ہے جسنے حالت کفر یا صغر سنی سُنا ہو۔

۹۔ اگر متقدم الاسلام کو پھر حدیث سننے کا موقع نہ ملے تو متاخر الاسلام کو ترجیح ہے۔

۱۰۔ مسند و معنعن کو مرسل پر اور قطعی الاسناد کو محتمل الاسناد پر ترجیح ہے۔

۱۱۔ مردوں کو مردوں کے ساتھ خاص امور میں۔ اور عورتوں کو عورتوں کے ساتھ خاص امور میں ترجیح ہے۔

۱۲۔ جس کا رفع قطعی ہو اس کو اس حدیث پر ترجیح ہے جس کا رفع مختلف فیہ ہو۔ مگر یہ کہ جہاں رائے کو مداخلت نہو تو وہاں وہ بھی وقعت میں بمنزلۂ رفع کے ہے۔

۱۳۔ جرح و تعدیل میں اختلاف ہو تو جرح کو ترجیح ہے۔

شہادت کے متعلق امور ذیل قابل توجہ ہیں:۔

۱۔ کیا دعویٰ عدالت کے حدود سماعت میں ہے؟ کیا حاکم سماعت کا مجاز ہے؟
۲۔ کیا تقادم الزمان یعنے میعاد تو مانع نہیں؟ کیا امر فیصل شدہ تو نہیں ہے؟
۳۔ کیا شاہد مردود الشہادت تو نہیں ہے۔
۴۔ شاہد کا حافظہ اور چال چلن کیسا ہے۔
۵۔ کیا شہادت سے واقعہ پر کوئی اثر پڑتا ہے یا بالکل غیر متعلق ہے۔
۶۔ کیا شہادت واقعہ کے مطابق ہے۔

۷۔ کیا شہود کے بیان میں باہم۔ یا ایک ہی شاہد کے بیان میں تناقص تو نہیں۔

۸۔ شہادۃ مادی کو دستاویزی پر دستاویزی کو زبانی پر ترجیح ہے۔

۹۔ کیا قیاس قانونی قطعی تو نہیں کہ اس کے خلاف شہادت نہ لیجائے۔

۱۰۔ کیا مانع تقریر مخالف تو نہیں۔

۱۱۔ کیا حجت یعنی دستاویز مکمل بہ جمیع شروط ہے۔

۱۲۔ کیا نصاب شہادت کامل ہے۔

متعلق نفس مسئلہ و متن دعوے کے بھی دو قسمیں ہیں۔ متعلق دعوی اجمالاً تفصیلاً۔

۱۔ متعلق دعوی اجمالاً کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) دور (۲) مصادرہ۔ یا مبنیٔ علی المطلوب۔

دور: دعوی دلیل پر موقوف ہو اور دلیل دعوی پر موقوف ہو۔

مصادرہ: دعوی یا جز دعوی یا اس پر کسی تفریع کو دلیل لانا جیسے رعایا اور گورنمنٹ دو مخالف چیزیں ہیں۔ دو مخالف چیزوں میں سے صرف ایک کا ساتھ دیا جا سکتا ہے۔ ∴ گورنمنٹ اور رعایا میں سے صرف ایک کا ساتھ دیا جا سکتا ہے۔

۲۔ تفصیلاً۔ یعنی اجزائے قضیہ سے متعلق مغالطہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) غیر متعلق بلفظ۔ (۲) متعلق بلفظ۔

غیر متعلق لفظ کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ متعلق لہجہ "زید آیا" خبر ہے۔ "زید آیا؟" استفہام یا استفہام انکاری ہے۔ کل زید موٹر میں آیا۔ پرسوں نہیں آیا۔ کل پر زور۔ کل زید موٹر میں آیا۔ عمرو نہیں۔ زید پر زور۔ کل زید موٹر میں آیا بگھی میں نہیں۔ کل زید موٹر میں آیا گیا نہیں۔

متعلق وقف "روکو مت جانے دو" "مت روکو جانے دو" ... "رکو مت پر وقف اجازت ہے" روکو

ت جانے دو۔ رو کو پر وقف مانعت ہے۔ لایعلم تاویلہ الا اللہ ۔
الراسخون فی العلم الآیۃ آیات متشابہات کا علم صرف خدا کو ہے
سخین فی العلم کو نہیں ۱ الا اللہ پر وقف۔ لایعلم تاویلہ
اللہ والراسخون فی العلم ۵ آیات متشابہات کا علم اللہ کو
راسخین فی العلم کو ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء جو مخاطب
الٰہی ہیں کلام اللہ کو جانتے ہیں۔ ورنہ کلام اللہ مبین نہ رہے گا اور تخاطب
ست نہ ہوگا۔

متعلق لفظ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) متعلق نفس لفظ۔ (۲) متعلق لفظ دال معنی
متعلق لفظ کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) صیغہ، جیسے مختار۔ (۱) صاحب اختیار
نہ کرنے والا۔ اس کی اصل مختیر (بکسر یا) ہے۔
۲۔ مختار، اختیار دادہ شدہ۔ پسند کیا ہوا۔ اسم مفعول اس کی اصل مختیر
بفتح یا ہے۔
۳۔ ترکیب، زید عمرو کا بیٹا ہے۔ عمرو کی قرابت زید سے معلوم نہ تھی۔ عمرو کا
بیٹا زید ہے۔ عمرو کے بیٹے کا نام معلوم نہ تھا۔
۳۔ متعلق تعلق۔ وکل شیئ فعلوہ فی الزبر۔ انہوں نے جو کچھ کیا
ہے اعمال ناموں میں مکتوب ہے۔ فی الزبر فعلوہ سے متعلق نہیں۔ کل شیئ
سے متعلق ہے۔

۴۔ متعلق ارجاع ضمیر۔ ایک اموی امیر نے کسی عالم کو مجبور کیا کہ منبر پر
حضرت علی کو لعنت کرے۔ اس عالم نے منبر پر چڑھ کر کہا کہ ان الامیر
امرنی ان العن علیاً فالعنوہ لعنہ اللہ یعنی امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ علی پر
لعنت کروں آپ حضرات اس پر لعنت کریں اس پر خدا کی لعنت اس عالم نے امیر کی طرف ضمیر پھیری ہے

اسی طرح ایک شیعہ بادشاہ نے کسی عالم سے سوال کیا کہ من افضل الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے۔ اس عالم نے کہا۔ من کانت ابنتہٗ تحتہٗ یعنے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی صاحبزادی (حضرت عائشہ رضؓ) حضرتؐ کی بیوی ہیں۔ اور بظاہر حضرت علی جن کی بیوی حضرتؐ کی صاحبزادی (بیوی فاطمۃؓ الزہرا) ہیں۔

متعلق لفظ و معنی، کی بھی دو قسمیں ہیں۔ متعلق مفرد متعلق قضیہ۔

متعلق مفرد کی کئی قسمیں ہیں۔ متعلق تقسیم۔ معرف تقسیمات اربعہ۔ تاویل مجاز

متعلق تقسیم | کیا مقسم کا صدق ہر قسم پر ہوتا ہے۔؟ کیا تقسیم جامع و مانع ہے۔ اس میں ایسا نہیں کیا گیا۔ کہ بہت سے اقسام کو چھوڑ کر مقسم کو صرف چند اقسام میں منحصر کر دیا گیا۔ کیا ایک قسم دوسری قسم کی مباین ہے یعنی تقسیم متداخل تو نہیں۔

معرفؔ | کیا تعریف واضح ہے۔ کیا تعریف میں دور تو نہیں۔ کیا تعریف جامع و مانع ہے۔ کیا تعریف میں مشترک الفاظ یا مجاز وغیرہ بلا قرینہ تو نہیں استعمال کئے گئے جس سے سمجھنے میں دشواری پیدا ہو رہی ہے۔

متعلق تناقض | کیا تناقض قضایا کیف کم جہت میں مختلف ہیں۔ کیا وحدات ثمانیہ یعنی آٹھ امور میں اتحاد تو ہے۔ کیا قسم حمل تو ایک ہے یعنی اولی۔ متعارف مواطات۔ بالاشتقاق۔ ذاتی۔ عرضی۔

بہ اعتبار تقسیمات اربعہ | کیا خاص قوی میں ضعیف سے تغیر تو لازم نہیں آتا۔ کیا عام قوی کی ضعیف سے تخصیص تو لازم نہیں آتی۔ کیا عام مخصوص کی تخصیص جمع یا اسم جمع میں تین سے کم تک تو نہیں کی گئی۔ یا عام مفرد میں تخصیص سے کوئی فرد بھی باقی نہ رہا۔ کیا مشترک سے وقت واحد میں متعدد معنے تو نہیں لیا

ئے گئے۔ کیا عموم مشترک ہے یا عموم مجاز۔ کیا مجازی معنی بغیر قرینہ تو نہیں لے گئے
حقیقی معنی متعذر او متروک تو نہیں کہ مجازی معنی اختیار کئے جائیں۔ کیا مجاز
عارف تو نہیں کہ حقیقہ پر ترجیح دیجائے۔ قرینہ کی کونسی قسم ہے۔ کیا حقیقت ناممکن
ہیں؟ کہ کلام ہی لغو سمجھا جائے۔ کیا کنایہ کے لئے نیت یا قرینہ موجود ہے۔ کیا
ہرے نص۔ نص سے مفسر۔ مفسر سے محکم مرجح ہے مجمل اور مشکل کے بیان کے لئے
جو بیان ہیں سے کونسی وجہ ہے۔ کیا قوی کا بیان تفسیر ضعیف سے تو نہیں کیا
یا؟ بیان تغییر کے اقسام میں سے کونسی قسم ہے؟ بیان ضرورت کے اقسام
ں سے یہاں کونسی قسم ہے؟ کیا ضعیف قوی کا ناسخ تو نہیں ٹھیرایا گیا؟ کیا مطلق
مقید پر محمول کرنا صحیح اصول پر ہے؟ مفہوم مخالف جن کا مذہب ہے ان کے
س اس کے شرائط موجود ہیں یا نہیں؟ عبارت کو اشارت پر اشارت کو
تضا پر ترجیح ہے۔ اقتضاء النص میں عموم تو نہیں لیا گیا؟ کیونکہ وہ لفظ نہیں؟
قتضاء النص زائد از ضرورت تو نہیں؟

وہل وجودی کیا وجود شہادی کو وجود خیالی پر۔ خیالی میں سے منفصل کو متصل
۔ وجود خیالی کو وجود عقلی پر۔ عقلی کو شبہی پر۔ شبہی کو مجاز مرسل والے وجود پر ترجیح ہے؟
۔ ار قضاء ادائے ناقص کی تلافی ممکن ہے یا نہیں۔ مثل کامل پر عمل ممکن ہے
نہیں؟

مغالطہ متعلق قضایا کی بھی دو قسمیں ہیں منطقی غیر منطقی۔

مغالطہ غیر منطقی کی کئی اقسام ہیں۔

عدم تمیز قضئے خارجی و ذہنی میں جیسے انسان حیوان ہے۔ حیوان جنس ہے۔
نسان جنس ہے۔ انسان حیوان ہے۔ قضیہ خارجیہ ہے۔ اور حیوان جنس ہے۔
ضیہ ذہنیہ ہے۔ اس قیاس میں ایک دوسرا مغالطہ بھی ہے۔ کہ شکل اول میں

کلیت کبریٰ شرط ہے۔ اور یہاں حیوان جنس ہے قضیہ کلیہ نہیں ہے۔

قوت و فعل۔ جیسے خاموش متکلم ہے یعنی بالقوۃ۔ خاموش متکلم نہیں یعنی بالفعل

کل افراد و ترکیب۔ کل تمام وغیرہ الفاظ دو طرح پر مستعمل ہوتے ہیں۔ کل افرادی ہر ایک فرد۔ کل مجموعی۔ مجموعہ جملہ افراد۔ تمام آدمی نہیں آئے یعنی مجموعہ نہیں آیا۔ بعض آئے ہوں تو ہوں۔ کل مجموعی تمام آدمی نہیں آئے یعنی کوئی ایک بھی نہیں آیا۔ کل افرادی۔ آدھ سیر کی روٹی سب کو کافی ہے یعنے منفرداً منفرداً ہر ایک کو نہ کہ جملہ آدمیوں کو۔ آٹھ آدمی اسی سیر کے پتھر کو آٹھ کوس لے جاتے ہیں یعنی باہم ملکر مجموعاً اگر دو آدمی اس پتھر کو دو کوس نہیں لیجا سکتے۔ کیونکہ پتھر کے اٹھانے کے لئے جتنی قوت مجموعی درکار تھی موجود نہیں۔ یا یوں کہو کہ جزء علت تو ہے۔ کل علت نہیں جو آٹھ آدمی کی قوت ہے۔

اختلاف حیثیت | حیثیت تین قسم پر ہے۔ اطلاقیہ۔ تقییدیہ۔ تعلیلیہ۔

حیثیت اطلاقیہ | جو نفس شئے کو (بلا لحاظ امر خارجی کے) ظاہر کرتی ہے۔ جیسے شئے من حیث ہو ہو۔ گھوڑا بحیثیت گھوڑے کے یعنی بلا لحاظ زین و سامان یا کسی اور شئے کے۔

حیثیت تقییدیہ | جس میں قید کا لحاظ داخل ہے۔ جیسے گھوڑا بلحاظ ساز و سامان کے

حیثیت تعلیلیہ | جس میں علت کا لحاظ ہے جو خارج از حیثیت ہے۔ جیسے گھوڑا اس اعتبار سے کہ فلاں چابک سوار نے اس کو تعلیم دی ہے۔

عدم تکرار حد اوسط | غلط۔ غلط ہے غلط صحیح ہے پہلے غلط کے معنی غیر صحیح کے ہیں۔ اور دوسرے غلط سے لفظ غلط مراد ہے۔ انسان حیوان ہے حیوان جنس ہے۔ دوسرے حیوان سے طبیعت حیوان مقصود ہے۔ نیز کلیت کبریٰ فوت ہے انسان مرغی کھاتا ہے۔ مرغی غلاظت کھاتی ہے۔ صغریٰ میں محمول "مرغی کھاتا ہے"

نہ کہ صرف مرغی ۔

مغالطہ منطقی | مغالطے کے بھی کئی اقسام ہیں ۔ باعتبار استخراج ۔ باعتبار استقراء
مغالطہ در استخراج کی دو قسمیں ہیں ۔ استلزام یا استدلال بدیہی ۔ (۲) استنتاج

استلزام | ہم نے بیان کر دیا ہے کہ عکس عدل، عکس نقیض، مناقضات ۔ تبدیل جہت
تغیر نسبت سے ایک قضیہ کو کئی قضایا لازم آتے ہیں ۔ ان کے بتانے کی ترکیب
شرائط بیان کر دیے گئے ہیں ۔ ان کا لحاظ کرنا ضرور ہے ورنہ مغالطۂ استلزام
لازم آتا ہے ہم نمونے کے لئے چند امثلہ پیش کرتے ہیں جس میں لوگ عموماً غلطی کرتے ہیں ہم نے بیان کیا ہے
کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبۂ کلیہ نہیں آتا ۔ بلکہ موجبۂ جزئیہ آتا ہے ۔ مگر لوگ موجبۂ
کلیہ نکالنا چاہتے ہیں ۔ کل ہندوستانی عورتیں وفاشعار ہوتی ہیں ۔ لہذا جس عورت
کو وفاشعار دیکھتے ہیں تو جانتے ہیں کہ اس کو ضرور ہندوستانی نسل سے علاقہ ہوگا
یعنی یہ عکس نکالتے ہیں ۔ ہر وفاشعار عورت ہندوستانی ہوتی ہے ۔ یا مثلاً اگر دلائل
صحیح ہیں تو نتیجہ قابل تسلیم ہوگا ۔ دعوی (نتیجہ) قابل تسلیم ہے تو لازمی ہے کہ اس کے
دلائل بھی صحیح ہوں گے ۔

استنتاج یا استدلال نظری | میں امور ذیل کا لحاظ ضروری ہے ۔ کیا اصغر
اوسط ۔ اکبر ہیں ؟ کیا اوسط مکرر ہے ؟ (شناخت) کیا قیاس میں دو جزئے تو
نہیں ہیں ؟ کیا اوسط کم از کم ایک دفعہ بھی محصور نہیں ؟ کیا نتیجہ میں کوئی ایسی حد
محصور تو نہیں جو مقدمات میں محصور نہیں ؟ (: . . .) کیا دو سالبہ تو نہیں ؟ کیا
کیا مقدمات میں سالبہ کے باوجود موجبہ نتیجہ تو نہیں نکالا گیا ؟ کیا پہلی شکل میں
ایجاب صغری و کلیت کبری ہے ؟ شکل دوم میں (۱) حد اوسط صغری و کبری
میں محمول ہے ۔ (۲) کیا کبری کلیہ ہے (۳) کیا دو موجبہ یا دو سالبہ قضیے تو نہیں
ہیں ۔ یعنی اختلاف فی الکیف ہے ۔ (۴) کیا نتیجہ موجبہ تو نہیں نکالا گیا ۔ کیونکہ نتیجہ

شکل کے تمام نتائج سالبہ ہوتے ہیں۔ شکل سوم میں۔(۱) کیا اوسط مقدمتین میں موضوع ہے۔(۲) کیا صغری موجبہ ہے۔(۳) مقدمتین یعنی صغری و کبری میں سے ایک کلیہ ہے (۴) کیا اس شکل میں نتیجہ کلیہ تو نہیں نکالا گیا۔ کیا شکل چہارم کے انتاج کے تمام شرائط ہیں۔

مغالطہ استقرار اس کی دو قسمیں (۱) اصل استقرار میں۔ (۲) معین استقرار میں معین استقرا میں بھی کئی طرح سے مغالطہ ہوتا ہے۔

عدم مشاہدہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہر شئے کے دو پہلو ہوتے ہیں "موافق" "مخالف" نیز اسباب بھی ہوتے ہیں۔ اور موانع بھی۔ ہر شخص کی نظر اپنے عقیدے والے کے موافق امور پر پڑتی ہے۔ اور نا موافق پر نہیں پڑتی۔ پڑتی بھی ہے تو کوئی اہمیت نہیں دیجاتی۔ دوسرے کی آنکھوں کا تنکا نظر آجاتا ہے اور اپنی آنکھوں کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ دوست کی بھلائی نظر آتی ہے دشمن کی بھلائی نظر نہیں آتی۔

وعین الرضا من کل عیب کلیلة ولکن عین السخط تبدی المساویا

ترک عوارض ضروریہ = ایک واقعہ کیساتھ مختلف عوارض ہوتے ہیں ضروری عوارض کے نظر انداز کرنے سے انسان مغالطہ [illegible]

سو مشاہدہ واقعہ کچھ اور ہے اور بے غوری سے آدمی سمجھتا کچھ اور ہے۔ ریل چلتی ہے تو بچے سمجھتے ہیں کہ جھاڑ پہاڑ دوڑتے ہیں۔

قیاس مفروضی یا تعلیل سادہ۔ ایسی ہو کہ وہ تمام حوادث زیر مشاہدہ کی توجیہ کر سکے۔ قانون و ناموس فطرت میں استثنا کو گنجایش نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ بعض نوامیس و قوانین کا جو ہمارے مفروضہ قانون کی مزاحمت کرنے میں علم نہ ہو۔

مغالطہ متعلق نفس استقرا نفس استقرار کے متعلق بھی کئی طرح سے مغالطہ ہوتا ہے۔

تمثیل کاذب اس کی دو قسمیں ہیں۔ سادہ۔ پیچیدہ یا ملتف۔

تمثیل کاذب سادہ جس میں وجہ شبہ ظاہرا معلوم ہوتی ہے۔

گھوڑے اور خچر میں چند مشابہتیں پائی جاتی ہیں۔ تو اس بنا پر یہ سمجھنا کہ ہر خاصیت میں دونوں ایک ہیں درست نہیں۔ آدمی اور بندر میں چند امور میں مشابہت ہے تو یہ سمجھنا کہ انسان پہلے بندر تھا۔ یا انسان تنزل پا کر بندر ہو گیا ہے۔ درست نہیں۔

معمولی انسان اور پیغمبروں میں وجہ شبہ انسانیت ہے تو ان پاک ذاتوں کو اپنے پر ہر امر میں قیاس کر لینا اور مابہ الامتیاز فضائل و خواص سے چشم پوشی کر کے ان سے سوئے ادبی کرنا اسی تمثیل کاذب پر مبنی ہے۔ ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

"ما لهذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق" اسی اصول پر ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ پیغمبروں اور معمولی انسانوں کو مشابہ سمجھنا ان گستاخوں اور ابوجہل وغیرہ میں مشترک ہے۔ پس یہ قول تمثیل پیدا کرتا ہے اب وہ جو چاہیں حکم لگائیں۔

تمثیل کاذب پیچیدہ یا ملتف | جس میں مل تمثیل نا ظاہر معلوم نہ ہو۔ تمثیل کاذب پیچیدہ کی کئی قسمیں ہیں۔

استناد شخصی۔ جیسے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ڈیکارٹ نے یہ کہا۔ بھکلے کا یہ مذہب ہے۔ ہیگل کا یہ خیال ہے۔ مُردوں سے ڈرنے کو تو وہ وہم سمجھتے ہیں۔ ان مردوں سے ڈرنا کیا وہم پرستی سے کم ہے۔ دلیل سے ڈرنا چاہیئے نہ کہ مردوں کے نام سے۔ حدادی۔ نجاری وغیرہ فنون میں اہل یورپ اچھے ہیں تو الٰہیات و دینیات میں بھی ان کی رائے کا صحیح ہونا ضرور ہے۔ آج کل ایک طاعون عقلی ہے کہ ہر ملک میں پھیل گیا ہے۔ لوگ ایک تمثیل کاذب سے نکلتے ہیں۔ اور دوسری تمثیل کاذب میں جا پھنستے ہیں۔ زبان پر لفظ آزادی ہے اور دماغ ہے کہ کورانہ تقلید میں پھنسا جاتا ہے۔

مغالطہ در طرق استقرار۔ اس کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ اور دعوی علیت پر اعتراض کرنے سے بھی طرق ہیں۔

معارضہ بالقلب۔ دشمن کی دلیل کو الٹا اُسی سے اس کے دعوی کو باطل کرنا شلاً سوفسطائی کہتے ہیں۔ کہ کوئی حکم جو لگایا جاتا ہے خواہ احساسی ہو یا وجدانی یا عقلی کوئی قابل یقین نہیں۔ اس کو قبول کر کے کہا جاتا ہے کہ کوئی حکم قابل یقین نہیں یہ حکم بھی قابل یقین نہیں۔ پس سوفسطائیں کا کوئی مذہب ہی نہ رہا۔ کیونکہ کسی مسئلہ میں رائے رکھیں۔ تو مذہب کہلائیگا۔ جس کی کسی مسئلہ میں بھی رائے نہ ہو وہ حکمار میں داخل ہو بھی نہیں سکتا۔

مناقضہ۔ یہ اعتراض کرنا ہے کہ علت پائی جاتی ہے۔ اور معلول پایا نہیں جاتا اس کا جواب کئی طرح سے ہوتا ہے۔

ا۔ علت موجود ہی نہیں۔

ب۔ علت کسی خاص وصف کی وجہ سے علت بنی ہے۔ اور یہاں وہ وصف نہیں پایا گیا۔

ج۔ حکم علت کے ساتھ پایا گیا۔

د۔ مانع اثر و حکم علت کو رد کرتا ہے۔

فساد وضع۔ جس وصف کی علت ہونے کا دعوی کیا جاتا ہے وہ حکم کے لائق نہ ہو بلکہ اس حکم کے ضد کا مقتضی ہو جیسے ارتداد سے زوجین میں فوراً تفریق کرادی جاتی ہے۔ اور کافر کے مسلمان ہو جانے پر اس کی زوجہ کو تبلیغ کیجائے گی اور فوراً تفریق نہ کرادی جائے گی۔ کیونکہ ارتداد مخالف ملک ہے نہ کہ فرلق

عدم انعکاس۔ یعنی حکم پایا جائے اور علت نہ پائی جائے۔ واضح ہو کہ عکس سے طرد کی تائید ہوتی ہے اور یقین میں مدد ملتی ہے مگر عدم انعکاس بالکل فضول ہے

کیونکہ ایک حکم متعدد کی علتیں ہو سکتی ہیں مثلاً ملک شراء (خرید) ہبہ وغیرہ سے سے حاصل ہوتی ہے۔

تخالف | یہ کہ دلیل کے کل مقدمات کو یا بعض کو قبول نہ کیا جائے اس کی بھی کئی صورتیں ہیں۔

(ا) معترض علیت کو تسلیم نہ کرے۔

(ب) وصف قابل تاثیر نہیں۔

(ج) وصف کو معترض مانتا ہے مگر حکم کو نہیں مانتا بلکہ اس وصف پر مرتب ہونے والا حکم دوسرا مانتا ہے۔

مفارقہ یا فرق | بیان کیا ہوا وصف علت نہیں بلکہ جزو علت ہے۔ اس وصف کے ساتھ ایک دوسری شئے ملیگی تو علت تام ہوگی۔ بعض لوگ اس قیاس مع الفارق کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ علت کے اصل و فرع میں پائے جانے میں .... فرق ہے کیونکہ اصل میں علت کے موثر ہونے کے لئے ایک زائد وصف ہے۔ جو فرع میں نہیں۔

استقراء | علت کے قائم کرنے میں متعدد طرق سے غلطی ہوتی ہے۔

ا۔ اصلی علت کو چھوڑ کر کسی دوسری شئے کو علت سمجھ بیٹھنا۔ اس کو میں نے پہلے بیان کر دیا ہے۔

ب۔ مرکب علت میں سے کسی ایک جزو کو علت سمجھ بیٹھنا۔ یا ہر ایک کو جدا جدا علت سمجھنا۔

اصل یہ ہے کہ ترکیب طبعی سے مرکب پر ایک نئی ہی صورت آتی ہے۔ اور نئی ہی ماہیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے احکام بھی جدا ہوتے ہیں۔

اکسیجن اور ہیڈروجن دو غیر مرئی گیس ہیں۔ ان کے خاص قسمت کیمیا

ملنے سے پانی پیدا ہوتا ہے۔ جو مرئی۔ مائع۔ اور خواص میں آکسیجن اور ہیڈروجن سے بالکل مختلف ہے۔

اسی طرح (ج) بعض دفعہ ایک علت سے کئی معلولات پیدا ہوتے ہیں۔ اور لوگ ان معلولات کو ایک دوسرے کا معلول سمجھتے ہیں۔

د۔ علت بعیدہ کو علت قریبہ سمجھنا۔

و۔ علت کو معلول اور معلول کو علت سمجھنا۔

ر۔ ایک معلول مختلف علتوں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کو علت میں منحصر سمجھنا۔

تعارض اور توفیق اور تطبیق | تعارض دو دلیلوں کا اس طرح واقع ہونا کہ ایک دلیل ثبوت کو اور دوسری دلیل نا تعارکو مقتضی ہو۔

تعارض حقیقی کے لئے زمانہ اور محل کا ہونا شرط ہے۔ آیات میں تعارض ہو تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا چاہئے دو سنتوں میں تعارض ہو تو اقوال صحابہؓ و قیاس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

اقوال صحابہؓ یا قیاس سے بھی تعارض رفع نہ ہو تو ہر شئے کو اپنی اصل پر برقرار رکھنا چاہئے۔

تعارض صوری | کا یہ حکم ہے کہ ان دونوں متعارض دلیلوں میں سے ایک کے لئے قوت ثابت کرکے دوسری پر ترجیح دی جائے یا دونوں کو کسی طرح جمع کیا جائے کہ ایک دوسرے پر عمل ہو سکے۔ اس جمع کو توفیق و تطبیق کہتے ہیں۔

رفع تعارض | بہ اعتبار اختلاف "حکم" "محل" اور زمانہ کے ہوتا ہے۔

حکم کے لحاظ سے تعارض کئی طرح پر ہے۔ ۱۔ ایک حکم کے بعض افراد کو ایک دلیل کے ساتھ ثابت کیا جائے اور بعض افراد کی دوسری دلیل کے ساتھ نفی کی جائے۔

ب۔ دونوں دلیلوں کے جدا جدا حکم بیان کئے جائیں زمانہ کے لحاظ سے مخلص۔ (۱) ان دونوں متعارض دلیلوں کا زمانہ ایک نہ ہو پس پہلا حکم منسوخ اور دوسرا ناسخ ہوگا۔

۲۔ اختلاف زمانہ پر گو نقل صریحاً دلالت نہیں کرتی مگر عقل و دلیل اس بات پر دال ہے کہ زمانہ جدا ہے۔

حلت و حرمت۔ میں فیصلہ نہ ہو سکے تو احتیاط کا تقاضا ہے کہ ایسے امر سے اجتناب ہی کیا جائے۔

امر زاید کی نفی و اثبات میں تعارض اگر ایک نص ایک چیز کے لئے کوئی امر عارض ثابت کرتا ہو اور دوسرا نص اس کو نفی کر کے اس چیز کو اصل حالت پر باقی رکھتا ہو تو محققین کے پاس اس کا حکم حسب ذیل ہے۔

اگر یہ تحقیق ہے کہ نفی کسی دلیل و علامت ظاہری پر مبنی ہے تو وہ نفی مثل اثبات کے ہوگی کیونکہ اثبات بغیر کسی دلیل کے نہیں ہوتا۔ پھر جب کہ نفی بھی دلیل کے ساتھ ہوگی تو وہ اثبات کی طرح سمجھی جائے گی۔ اور ان دونوں میں تعارض ہوگا۔ تو تعارض دفع کرنے کے لئے کسی مرجح کی طرف احتیاج واقع ہوگی۔ اگر نفی دلیل کے ساتھ نہ ہو بلکہ عدم اصلی پر مبنی ہو تو اس وقت میں وہ اثبات کے معارض نہیں ہو سکتی بلکہ اثبات اولیٰ ہوگا۔ کیونکہ وہ دلیل سے ثابت ہے۔ اگر نفی کی حالت مشتبہ ہو اسطرح کہ اس میں دونوں احتمال ہوں۔ یعنی اس بات کا بھی احتمال ہو کہ وہ دلیل سے ثابت ہو اور اس کا بھی [احتما]ل ہو کہ عدم اصلی پر مبنی ہو تو اس وقت راوی کی حالت پر غور کیا [جائے]۔ اگر معلوم ہو جائے کہ راوی نے دلیل پر اعتماد کیا ہے تو نفی مثل [اثبات] کے ہے جیسا کہ گذرا۔ اگر اس نے عدم اصلی پر اعتماد کیا ہے تو

اثبات اولیٰ ہے جیسے گذرا

ترجیح | باعتبار متن کے ترجیح کی بہت سی صورتیں ہیں۔

(ا) قوت دلالت کی وجہ سے ترجیح ہوتی ہے مثلاً محکم کو مفسر پر مفسر کو نص پر اور نص کو ظاہر پر۔ خفی کو مشکل پر۔ اجماع کو قیاس پر۔ عام غیر مخصوص کو مخصوص پر۔ روایت باللفظ کو روایت بالمعنی پر۔ سامنے کے کلام کو غیبت کے کلام پر قریب از فہم کو بعید از فہم پر مجاز مشہور کو غیر مشہور پر ترجیح ہے۔ شرط کا صیغہ اس ٹکڑے پر ترجیح رکھتا ہے جو سیاق نفی میں ہو۔ نیز ہر لفظ عام پر ترجیح رکھتا ہے۔ معلل غیر معلل سے اولیٰ ہے۔

ب۔ اہمیت کے اعتبار سے بھی ترجیح ہوتی ہے۔ پس حکم تکلیفی کو حکم وضعی پر ترجیح ہے۔ نہی کو امر پر ترجیح ہے۔ اباحت و تحریم میں سے کون مرجح ہے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ أحوط ترک حرام ہے۔ سقوط حد کو وجوب حد پر ترجیح ہے

ج۔ اغلبیت کو ترجیح ہے پس تخصیص کو تاویل پر ترجیح ہے۔ موافق قیاس کو مخالف قیاس پر ترجیح ہے۔

د۔ متن حدیث کو عمل خلفائے راشدین سے ترجیح ہوتی ہے۔

ھ۔ سند کے اعتبار سے ترجیح کو ہم نے اس سے پہلے بیان کر دیا ہے۔

ترجیحات قیاسیہ | دو قیاسوں میں حسب ذیل ترجیح ہوتی ہے۔

علت قطعی کو ظنی پر ترجیح ہے۔ علت منصوصی کو ایماء پر۔ ایماء کو مناسبت پر ترجیح ہے۔ خصوص علت کو جنس علت پر ترجیح ہے جب کہ اس کی تاثیر خصوص حکم میں معتبر ہو۔ جنس علت کو خصوص علت پر ترجیح ہے۔ جب کہ اس کی تاثیر جنس حکم میں ہو۔ جنس قریب کو جنس بعید پر۔ مظنہ کو حکمت پر وجودی کو عدمی پر۔ حکم شرعی کو غیر شرعی پر۔ بعض لوگ علت بسیط کو مرکب پر ترجیح دیتے ہیں۔ مگر حنفیہ کے ہاں

معتبر نہیں۔ شافعیہ کے پاس اخالہ کو دوران پر ترجیح ہے۔ حنفیہ کے پاس
دونوں کچھ چیز نہیں جب تک علت موثر نہ ہو۔ مصالح ضروریہ کو حاجیہ پر حاجیہ
کو تحسینیہ پر۔ مصالح ضروریہ میں سے دین کی حفاظت کو جان کی حفاظت پر
حفظِ جان کو حفظِ نسب پر۔ پھر حفظ عقل کو عدل و ضبط پر
ترجیح ہے۔ مگر آجکل مال کے سامنے نہ دین کوئی چیز ہے نہ نسب عقل کی بھی چنداں
پروا نہیں۔ ورنہ شراب خواری نہ کی جاتی۔ بعض تو ایک مہینہ کی ماہوار پر اپنی
جان دیکر خسر الدنیا والاخرہ بھی ہوجاتے ہیں۔ ترجیح کے متعلق سب سے
اہم امر یہ ہے کہ غلبۂ ظن میں جس سے ترقی ہو۔ وہی اعلیٰ و اولیٰ ہے۔

دو قیاسوں میں تعارض ہو تو جس قیاس پر اطمینان قلبی ہو وہی اولیٰ ہے
استفتِ قلبک جتنا سبر قوی ہو اتنا ہی قیاس قوی ہوگا۔ شرعی احکام میں
جس وصف کا زیادہ اعتبار کیا گیا ہے وہ مرجح ہے۔ جتنی زیادہ اصلیں
ہوسکیں اتنی ہی زیادہ علت کی تائید میں قوت ہوگی۔ فقط

فقیر
محمد عبدالقدیر صدیقی
صدر شعبہ دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ

۱۳۲۳

مادۂ تاریخ طباعت معیار الکلام

از خواجہ محمد بوتراب صدیقی قادری

ولا عبد قدیر علامۂ دھر — کتابے کرد تصنیف است امسال

نہادہ نام معیار الکلام ست — ز نامش می شود اظہار ما قال

ندا زد ہاتف غیبی ترآ با — بگو تاریخ دو برجستہ منوال

گجستہ رہبر علم بیان چاپ — بالف و سہ صد و پنجاہ و دو سال

۱۳۴۴ ف